یادگار سلف

مؤلفہ

جناب شیخ محمد سعید صاحب کانپوری مصنف شہید تمنا

و مترجم بکس کا بچہ۔ بحری فرشتہ۔ دست قدرت۔ چالاک۔ پاکدامن وغیرہ وغیرہ

اور

جو بعد ہبہ ہونے حق تالیف حسب خواہش مؤلف مذکور

۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو بار اول

بخشی پریس کانپور میں چھپکر شایع ہوا

تعداد چھپہ نوسو .... قیمت فی جلد پانچ آنہ ۵/

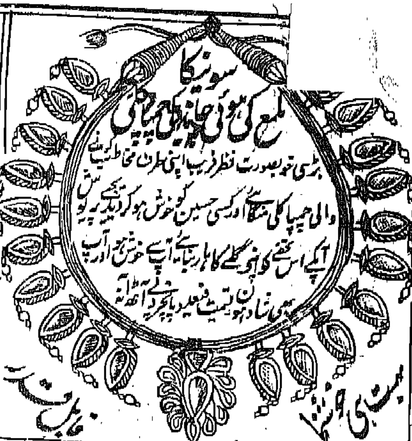
منتظمان مطبع

چاندی کی سونیکا ملمع کی ہوئی انگوٹھیاں



دیگر ولایتی تانبے پیتل کی انگوٹھیاں خرید کیا لو ہمارے ہمدردی ہوتی تو اہل کمال کی ذلت گوارا نہوتی - انگوٹھیاں پکی سونیکا ملمع ہوا رنگ میں پکے جواہرات

سونیکا ملمع کی ہوئی چاندی کی چمپاکلی

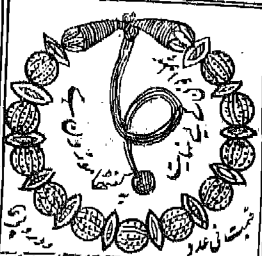


نہایت صوفیانہ ستھرے سادے ہاتھ کے کڑے



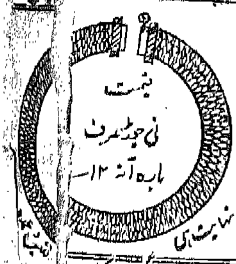
کیوں دوستو! کیا آپکو کبھی ایسے زیور کی ضرورت ہی جو دیکھنے میں ہزار پانسو روپیہ کا معلوم ہو اور قیمت میں ہزار پانسو پیسے کا بھی نہو قیمت فی جوڑا ایک روپیہ آٹھ آنہ

سونیکا ملمع کیا ہوا عمدہ کنٹھا



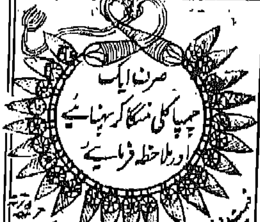
کیا آپ ہندو دوستوں کے دینے کیلیے ایک خوشنما تحفہ کسی کشتی لڑنیوالے پہلوان کو منگا دیجیے پہلوانوں کو تو سبھتا ہی مگر سستا ہی پہن سکتی ہیں قیمت

سونیکا ملمع کیے ہوئے کنگن



ابھی حال میں کھوان کڑے تیار ہوے ہیں اسکی وضع کچھ ایسی پاکیزہ کہ کسی حسین نے دیکھا اور چھین لیا

سونیکا ملمع کی ہوئی چمپاکلی



ثمرہ حسن کی زینت دوبالا کرنے کیلیے اس چمپاکلی کی کلیاں ایسی ضروری ہیں جیسے آنکھ کیلیے دوشتی یا حرفوں کے لیے نقطے قیمت فی عدد دو روپیہ آٹھ آنہ

سونیکا ملمع کی ہوئی چوہے دتی



یہ سنہری چوہے دتیاں جو دیکھنے میں نہایت ہی خوبصورت ہیں سچ منگا کر کسی حسین کے خالی ہاتھوں میں پہنا کر اسکی بہار کو دیکھیں خوشنما معلوم ہوتے ہیں

سونیکا ملمع کیے ہوئے گجرے



سی ایجاد اور وہ بھی لفافہ وہ خوش اور جو پہنے وہ خوش منگا لیجیے تب آپ پتہ لگا کر دیکھا کر

پتا سیما خادم ایس - اے بی بخشی اینڈ کو سنہ ۱۲۷ اولیڈ سے اسٹریٹ متعلقہ ڈاکخانہ بڑا بازار کلکتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپہ سالار یونان نے اپنے داماد سے بھی رعایت نہ کی

یونان کا ایک سپہ سالار فوشن نامے انصاف کی راہ میں ہرگز کسی بچ کے یا ذاتی تعلقات کو دخل نہیں ہونے دیتا تھا چنانچہ ایک بار اسکا داماد سرکاری روپیے کے تغلب کے شبہہ میں اسکے روبرو حاضر کیا گیا۔ داماد اس خیال میں تھا کہ خسر ضرور رعایت کو کام میں لائیگا مگر خسر نے سب سے پہلے اسکی جانب مخاطب ہوکر کہدیا کہ سنو میں نے تمھیں اپنا داماد ضرور بنایا ہے مگر اپنی عزت اور انصاف کو نہیں بیچا ہے۔

شاہ فارس کا انصاف ۳۰۰۰۰ دینار سے کس قدر گران ہے

ارٹکسرکسس شاہ فارس اپنے ایک عہدہ دار پر جسکا نام ارٹیٹر سینیلا تھا نہایت مہربانی رکھتا تھا ایک مرتبہ اس افسر نے شاہ سے اگر کسی معاملے میں سفارش کی شاہ فوراً دل میں سمجھ گیا کہ اس فرمایش کی بنا طمع زر ہے کسی شخص نے اسے لالچ دیدیا ہے کہ اگر یہ بات بادشاہ سے منظور کرا دو تو تمھیں اس قدر دیا جائیگا۔ بادشاہ نے فوراً تیس ہزار دینار خزانے سے وصول کر لینے کا حکم لکھکر افسر کے حوالے کیا اور کہا اسے لیجاؤ میں جو کچھ مہربانی کی راہ سے تم کو دیتا ہوں اس سے میں غریب نہیں ہو سکتا۔ البتہ تمھاری درخواست [illegible] میں ایسا غریب ہو سکتا ہوں کہ جس سے کبھی تونگری کی صورت دیکھنے [illegible] اپنے انصاف کو ہاتھ سے دیدیا تو پھر باقی کیا رہا۔

شہنشاہ ٹرکی نے اپنے بیٹے سے انتقام نہ چھوڑا

محمد ثانی شہنشاہ ٹرکی کے ایک بیٹا مصطفیٰ نام تھا۔ اسکے والد نے اسے اپنی عین حیات میں اپنا ولیعہد و جانشین نامزد کر دیا تھا

اور سب طور پر نیک تھا مگر شہوت پرست تھا چنانچہ یہ ایک غیر شخص کی منکوحہ بیوی کا بڑا فریفتہ ہوا جو نہایت حسین و باعصمت عورت تھی اور اُس نیک بیوی کو جادۂ راستی سے بہکانے اور اپنا مقصد پورا کرنے کی صدہا کوششیں کیں مگر سب بے سود ہوئیں یہان تک کہ اسنے اُسے اچانک قابو مین لانے کی تدبیر سوچی - ٹرکی مین رواج ہے کہ ہر طبقہ کی مستورات حمام کرنے جایا کرتی ہین اسنے اُس باعصمت بی بی کے حمام کا سُراغ لگایا اور وہان جانے کا دن اور وقت دریافت کرکے عین حمام مین مع چند اپنے ہم جلیس کے اُسے پکڑ لیا اور اُس کی عصمت مین فتور ڈال لینے پر آمادہ ہوگیا - اُس باعفت عورت نے اپنی عصمت کو برقرار رکھنے مین کوئی بات اُٹھا نہ رکھی مگر مصطفےٰ کی انتہا سے زائد بزدلی نے اُسے حد سے زائد غیر مشروع فعل پر مجبور کردیا - چنانچہ اُس نیک بی بی نے یہ ماجرا اپنے شوہر سے آکر بیان کیا اُسنے شہنشاہ کے روبرو فریاد کی جو مصطفےٰ کا پدر تھا بظاہر شہنشاہ نے فریادی کی جانب بہت کم توجہ ظاہر کی - اور جھڑک کر ٹال دیا کہ جاؤ تم اور تمھاری بیوی ہمارے غلام اور لونڈی ہو اگر ہمارے فرزند نے کوئی فعل اپنی دلی خواہش کو پورا کرنے کے لیے کیا تو کیا جرم ہے اُسنے ہم سے اجازت حاصل کرلی تھی لہذا کوئی جرم نہین ہے - جاکر چین سے بیٹھو ہم خود سمجھ لینگے - گو بادشاہ نے اس فریادی کو جھڑک کر ٹال دیا تھا مگر اُسکے دل کو دم بھر چین نہ آیا اور اپنے فرزند مصطفےٰ کو روبرو بلوا کر نہایت شفقت سے کل سچے حالات دریافت کرلیے مصطفےٰ نے اپنی ناجائز اور غیر مشروع حرکت سے اقبال کیا - شہنشاہ نے بہت کچھ ملامت کرکے اپنے سامنے سے دور کردیا - مگر محبت پدری پر انصاف پسندی نے غلبہ کیا چنانچہ شہنشاہ نے مصطفےٰ کو سامنے بلوا کر کھڑا کیا اور دربانون کو حکم دیا کہ اسکے گلے مین پھانسی ڈال کر کھینچو تاکہ اپنی موت کے کفارے سے اُس مظلوم کی کسی قدر تلافی ہو جسکی عصمت مین اسنے فرق ڈالا ہے - چنانچہ فی الفور تعمیل حکم شہنشاہ کی گئی اور خلق خدا اس انصاف پر عش عش کرتا نظر آرہا تھا -

---

انصاف اسکا نام ہے

ایک یونانی مقنن جسکا نام ڈالیوکلس تھا اُسنے یہ قانون تجویز کیا تھا کہ کوئی شخص مجمع عام مین اسلحہ باندھکر نہ آئے مگر ہونے والی بات - ایک دن

مقنن صاحب خود بھولے سے مجمع عام مین مسلح چلا آیا اور خود اُس قانون کے خلاف عمل کیا جو اُسنے نافذ کیا تھا چنانچہ اُسی وقت ایک طرف سے آواز آئی۔ دیکھو جسنے قانون بنایا تھا اُسنے خود سب سے اوّل اُسکے خلاف عمل کیا یہ سنکر ڈایو کلس نے فوراً یہ جواب دیا کہ نہین اُس قانون پر برابر عمل کیا جائیگا۔ یہ کہا اور جھٹ تلوار نیام سے نکال کر اپنے ہاتھ سے اپنا کام تمام کر دیا۔

میری بھی ایک آنکھ نکالو تو انصاف پورا ہو جائے

ذلیوقس جو فرقۂ لوکرین کا مقنن تھا اُسنے ایک دفعہ یہ قانون نافذ کیا کہ جو شخص زناکاری کا مرتکب ہو تو اُسے اثباتِ جرم پر یہ سزا دیجائے کہ دونون آنکھین نکال ڈالی جایا کرین۔ اتفاق سے اُسکا بیٹا خود اوّل مرتبہ اِس جرم کا مرتکب ہوا اُسوقت عجیب واقعہ پیش آیا ایک طرف تو حمایت قانون دوسری طرف محبت پدری سینہ مین جوش زن تھی لاچار ذلیوقس نے یہ حکم دیا کہ ایک آنکھ میرے بیٹے مجرم کی نکالی جائے اور ایک آنکھ میری۔ فوراً تعمیلِ حکم کی گئی۔ لوگون نے اِس جوانمردی اور حق پژوہی کی داد و تحسین کی۔

خلیفہ عبدالرحمن اور قیامت کے پوچھ کا ڈر

حاکم بن خلیفہ عبدالرحمن ایک عالی شان محل کی تیاری کی فکر مین تھا اور جس قطعۂ زمین پر یہ عمارت شروع ہونےوالی تھی اُسکے ایک گوشے کسی بڑھیا کا ایک شکستہ مکان تھا حاکم نے اہلکارون کو حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو اُس بڑھیا کو راضی کرکے مکان خرید لیا جائے مگر بڑھیا نے اپنے باپ دادا کی ہڈیون کو چھوڑنا ناپسند کیا آخر حاکم نے حکم دیا کہ زبردستی مکان چھین کر بڑھیا کو بیدخل کر دیا جائے۔ بڑھیا روتی پیٹتی ابن بشیر کے پاس پہونچی جو وہان کا اعلےٰ قاضی تھا۔ مہذب قاضی نے معاملہ نازک سمجھکر بڑھیا کو تسلی تشفی دے کر کہا اطمینان رکھو تمھارا انصاف بہت جلد ہوگا۔ اور گدھے پر ایک بورا لادکر سوار ہو کر حاکم کے روبرو ایسے وقت پر گیا جبکہ وہ جدید عمارت کو دریچہ مین بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا۔ قاضی صاحب نے سامنے جاکر ادب سے درخواست کی کہ مجھے اِس بڑھیا کے مکان کی مٹی سے یہ بورہ بھر لینے دیجیے حاکم قاضی صاحب کی یہ کیفیت ملاحظہ کرکے سخت متعجب تھا مگر اجازت دیدی۔

کر دیکھو یہ کیا کرتے ہین اجازت دیدی۔ قاضی صاحب نے جب بورا بھر لیا تو پھر درخواست
کی کہ براہ بندہ نوازی ذرا ہاتھ لگا دیجیے تاکہ مین اسے گدھے پر لادلون حاکم نے ہاتھ لگا کر
کہا یہ تو بہت وزنی ہے مجھسے نہ اٹھ سکیگا قاضی صاحب نے مؤدبانہ عرض کیا کہ حضور جب
اس مٹی کا ایک بورا بھی آپ سے نہین اٹھ سکتا تو کل روز حشر اس بڑھیا کے انصاف
اور سارے مکان کا بوجھ کس طرح اٹھ سکیگا۔ حاکم اس رمز کو سمجھ گیا اور بڑھیا کو مکان ہی واپس دیا
بلکہ از سر نو تعمیر کرا دیا۔

شہنشاہ اطالیہ کا مقولہ
ہر چہ بر خود مپسندی
بر دیگران ہم مپسند

الگزنڈر سیورس ملک اطالیہ کا ایک شہنشاہ گذرا ہے اسکا دستور
تھا کہ جب کبھی کسی علاقہ پر چڑھائی ہوتی تو فوج کے ہمراہ خود بھی
جایا کرتا۔ اور انتظام فوج کلیتہً فوجی افسران پر چھوڑنے کے
بجائے یہ خود سپاہیون کے خیمون مین جاکر دیکھ بھال کیا کرتا۔ کہ
کوئی سپاہی نظر بچا کر علاقہ مین لوٹ مار کرنے کو تو نہین چلا گیا۔ اور اگر کسی کو غائب پاتا تو اسکا
نام یاد رکھتا یا کہین نوٹ کر لیتا اور اسکی واپسی پر بلا سخت سزا دیے ہرگز نہ چھوڑتا۔ کسی کو
قید۔ کسی پر جرمانہ۔ کسی کو بید وغیرہ کی سزا دیتا۔ یہان تک کہ جسکا جرم بہت ہی خفیف ہوتا اُسے
آئندہ کے لیے تنبیہ معقول کر دیتا۔ اور سزا دیتے وقت سپاہیون سے یہ کہدیا کرتا تھا کہ کیا
تمھاری یہ دلی خواہش ہے کہ تمھین بھی اسی طرح اور لوگ لوٹین اور مارین اور غارت کرین جیسا تم
کرتے ہو۔ یہ شہنشاہ ہر ایک جرم کی سزا دیتے وقت خواہ ملکی ہو یا جسمانی یہی کہا کرتا تھا "ہر چہ بر خود مپسندی
بر دیگران ہم مپسند" اس اصول کو اُسنے اپنے محل کے ہر ایک دروازے پر موٹے حرفون مین کندہ
کرا دیا تھا اور سرکاری عمارات پر بھی کندہ کرا دیا تھا۔

ہارون رشید کس قدر ملاحونکا
کا نا شکر رقیق القلب ہو گیا تھا

خلیفہ ہارون رشید کو دریاے دجلہ کی سیر کرتے ہوئے ملاحون کے
راگ سننے کا بڑا شوق تھا لیکن انکا تلفظ بہت خراب ہوتا تھا اور
نامناسب اور غیر مربوط الفاظ جو انکی گفتگو مین ہوتی اُس سے خلیفہ
کے کان جو خالص عربی زبان سے آشنا تھے محض نا واقف تھے اور ملاحون کی غلط ملط عربی سے
اُسکی طبیعت پریشان ہو جاتی تھی۔ ہارون رشید نے ایک مرتبہ اپنے ندیمون کو حکم دیا کہ کسی شاعر

کو بلوا کر ایک غزل بنواؤ جسے ملّاح اپنے لہجے مین گا سکین تا کہ جس طرح یہ ملّاح اپنے لہجے مین راگون کی غلطیان کرتے ہین وہ نہو نے پاوین کسی نے عرض کی ابوعطاہیہ ہی ایک ایسا شاعر ہے جو یہ کام عمدہ طور سے انجام دے سکتا ہے چنانچہ خلیفہ ہارون رشید نے اسوقت ابوعطایہ کے پاس کسی شخص کو بھیجا اور حکم دیا کہ اس قسم کی غزل بنوا کر جلد لے آؤ۔ ابوعطایہ جو اس حکایت کا راوی ہے بیان کرتا ہے کہ چونکہ خلیفہ نے میری رہائی کی بابت کچھ تذکرہ نہ کیا تھا اس لیے مین نے ایسی غزل بنائی جسکو سنکر بجاے خوش ہونے کے خلیفہ کو رقت ہوا ور رونا آوے چنانچہ یہ غزل تیار کرکے اُس شخص کے ہاتھ بھیجدی۔ چنانچہ وہ غزل اب تک عربی کی کتابون مین موجود ہے اور نہایت عمدہ غزل ہے۔ مگر یہ غزل معمولی یا عجیب قسم کی نہین ہے۔ انسانی خواہشات کے فانی ہونے اور موت کے یقینی آنے پر یہ غزل ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان اشعار نے خلیفہ پر وہی اثر کیا جیسا کہ ابوعطایہ کی تمنا تھی جب ملاحون نے اس غزل کو گایا تو ہارون رشید کو اسقدر زار و قطار رونا یاد آیا کہ مجبوراً فضل ابن الربیع وزیر اعظم نے اُن ملاحون کو خاموش کرادیا۔ چنانچہ زمانۂ قدیم کے مورخون کا بیان ہے کہ اُس زمانے مین ہارون رشید ایسا رقیق القلب ہوگیا تھا کہ ذرا سے رحم کے ذکر پر اُسکے آنسو فوراً نکل آتے تھے۔

بابر بادشاہ نے چیونٹی سے سبق حاصل کیا

مشہور ہے کہ جب شہنشاہ بابر کو بخارا۔ سمرقند۔ کابل۔ اور قندھار مین اپنی سلطنت قائم کرنے مین بار بار ناکامی ہوئی تو اُسکا دل سخت مایوس ہوگیا اُس روز تن تنہا در م نقد ایک پہاڑ کے غار مین چھپا ہوا اپنی قسمت پر غور اور ناکامیون پر افسوس کر رہا تھا ایک چیونٹی کو اپنے جسم سے کئی گنا بڑا دانہ کھینچکر ایک پتھر پر چڑھتے دیکھا جون ہی چیونٹی چوٹی کے قریب پہونچتی تو دانہ سمیت نیچے گر پڑتی بلا مبالغہ ستّر مرتبہ چیونٹی نے دانہ پتھر پر چڑھانے کی کوشش کی اور ہر مرتبہ ناکام رہکر آخری مرتبہ وہ اپنی کوشش مین کامیاب ہوگئی۔ بابر نے اپنے دل مین کہا کہ مین اشرف المخلوقات ہوکر اس چیونٹی کے برابر بھی استقلال اور حوصلہ نہین رکھتا اور دلمین یہ ٹھہرا لیا کہ ضرور کوشش کرنے سے کامیابی ہوگی چنانچہ بعض مورخین کا قول ہے کہ بابر نے صرف اُس چیونٹی کی مثال لیکر ہندوستان مین سلطنت مغلیہ قائم کی۔

شاہِ اسکاٹلینڈ نے مکڑی سے استقلال حاصل کیا

مشہور ہے کہ اسکاٹلینڈ کے بہادر اور دانا بادشاہ رابرٹ بروس کو شکست فاش ہوئی تو وہ اپنی جان بچا کر ایک غار مین جا چھپا اُس غار مین اُسنے دیکھا کہ ایک عنکبوت ایک گوشہ سے نکل کر دیوار پر چڑھ گئی لیکن جس وقت وہ چھت کے قریب گیا تو دفعتاً گر پڑا اور متواتر پانچ مرتبہ چڑھا اور گرا مگر اپنے ارادے سے باز نہ آیا بالآخر خدا نے اُسکی مدد کی اور چھٹی مرتبہ وہ کامیاب ہو کر چھت پر چڑھ گیا۔ بروس سخت مایوسی کی وجہ سے غار مین چھپا ہوا تھا اور دل بیٹھا جاتا تھا جب اُسنے یہ دیکھا تو باچھین کھل گئین اور اپنے دل کو سنبھال کر کہا شکست سے گھبرانا نہین چاہیے ایک دن مَین بھی کامیاب ہونگا چنانچہ غار سے نکل کر اپنی منتشر شدہ فوج کو پھر جمع کیا اُسکے بعد جب کبھی اُسکو ناکامی ہوتی تو ہمیشہ عنکبوت کی مثال سے دل کو ڈھارس دیا کرتا اور اِسی طرح حوصلہ بڑھایا کرتا تھا۔ آخر کار کامیاب ہوا اور حوصلہ و کوشش کی۔ ایسی عمدہ مثال چھوڑ گیا کہ انگلستان مین آجتک اِسکی تمثیل سے بچون کو استقلال کا سبق دیا جاتا ہے۔

حاکمون کو نیک اطوار عہدہ دارون سے الفت ہوتی ہے

جب ڈیوک آف کمبرلینڈ کا حاکم تھا تو وہ ایک سارجنٹ کی نیک اطواری سے بہت محظوظ ہوا اور اُسکو چال چلن کی نسبت بھی تحقیقات کی اور اِس نتیجہ پر پہونچا کہ وہ درحقیقت درست معنون مین شریف آدمی ہے چنانچہ ڈیوک نے خوش ہو کر سارجنٹ کو دفعتاً اعلےٰ عہدے پر سرافراز کیا۔ یہ واقعہ گذر گیا اور حالات معمولی رفتار سے انجام کو پہونچا کیے یہانتک کہ وہی سارجنٹ سابق ڈیوک کے پاس آکر کہنے لگا کہ مین اپنے سابق کے عہدے پر واپس جانا چاہتا ہون۔ ڈیوک یہ بات سنکر نہایت متعجب ہوا اور باعث دریافت کیا سارجنٹ نے کہا کہ اِس معزز اسامی پر میری دفعتاً تقرری کے باعث میرے پرانے دوست اور ہمنشین تو میرے پاس آنے سے جھجکتے ہین اگرچہ مین اُنکی محبت کا خواہان ہون اور نیز میرے ہمسر میری صحبت پسند نہین کرتے کیونکہ وہ اِسمین اپنی توہین سمجھتے ہین ڈیوک نے جواب دیا خیر کچھ پرواہ نہ کرو مین اِس وقت کا علاج کر دونگا اسکے بعد دوسرے دن ڈیوک جب قواعد کے مقام پر گیا تو اُسنے دیکھا

کہ تمام معزز افسر ایک جگہ مجتمع و ہمگرم کلام ہین لیکن اُسکا منظور نظر سارجنٹ اُنہین موجود نہین ہے بلکہ پاس ہی ٹہل رہا ہے۔ ڈیوک یہ حالت دیکھکر بہت دل ہین ناخوش ہوا اور سارجنٹ کا ہاتھ پکڑکر تمام افسرون کے پاس جاکر کہا کیون بھئی تم اس نیک دل سارجنٹ کو اپنی گفتگو اور صحبت سے محروم رکھتے ہو اسنے تمھارا کیا بگاڑا ہے کسی افسر نے اسکا کچھ جواب نہ دیا گویا کہ وہ سب اپنی اِس حرکت پر سخت نادم تھے اسکے بعد ڈیوک سارجنٹ کا ہاتھ پکڑے تمام لائن مین گشت کرتا رہا لوگ یہ ماجرا دیکھکر حیران رہگئے اور اُنکے دل ہین سارجنٹ کی عزت جاگزین ہوگئی۔ ایک اتفاقی واقعہ اور گذرا وہ یہ کہ جس وقت یہ دونون گشت کر رہے تھے تو سر راہ لارڈ لگونیر انھین ملا جسنے ڈیوک سے درخواست کی کہ از راہ بندہ نوازی مجھ خادم کے یہان اپنی تشریف آوری سے مفتخر بخشین۔ ڈیوک نے بڑی مسرت سے دعوت قبول کی مگر اتنا کہا کہ بشرطیکہ آپ میرے دوست سارجنٹ کو بھی مدعو کرین۔ لارڈ لگونیر انکار تو کر نہین سکتا تھا سارجنٹ مذکور بطور مہمان کے لارڈ موصوف کے ہان گیا اور چونکہ خود نیک اطوار شخص تھا اُسنے مثل ڈیوک کے چند دیگر معزز مہمانون کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اِسکے بعد پھر کسی کی جرأت نہ ہوئی جو خلیق سارجنٹ سے بدسلوکی سے پیش آتا۔

مہاراجہ گلاب سنگھ بچہ کشی مین قابل عبرت سزا دیتے تھے

مہاراجہ گلاب سنگھ جو مہاراجہ صاحب کشمیر کے مورث اعلیٰ اور ریاست کشمیر کے بانی گذرے ہین سخت سزائین دینے مین نام آور ہو چکے ہین مگر شاید اُنکی سزاؤن کی غرض عموماً دوسرون کے لیے باعث عبرت ہوا کرتی تھین چنانچہ ذیل کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ ایک مرتبہ کسی سپاہی نے ایک بچہ کو بطمع زیور مار ڈالا یہ ایک معمولی جرم تھا مگر گلاب سنگھ نے اس شخص کو یہ سزا دی کہ عمر کرن پر محنت شاقہ کیا کرے کئی ماہ کے بعد مہاراجہ گلاب اُس سڑک پر ٹہل رہا تھا جہان یہ سپاہی کام کر رہا تھا۔ گلاب سنگھ نے اس مجرم سپاہی سے پوچھا کہ کہو اب تمھارا کیا حال ہے چونکہ یہ سوال دوستانہ طریق سے کیا گیا تھا لہذا سپاہی نے بڑی جرأت سے ساتھ جواب دیا کہ کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ جس جرم مین مجھکو سزا دی گئی اُسکی تلافی ابھی پورے طور سے ہوگئی۔ مہاراجہ گلاب سنگھ نے کہا مجھکو بالکل یاد نہین کہ کس جرم مین تجھکو یہ سزا دی گئی تھی

سپاہی نے نوعیت جرم بیان کی گلاب سنگھ نے سنکر تھوڑی دیر تامل کیا اور بعد ازان ایک بڑھئی کو جو اُس جگہ پل پر کام کر رہا تھا طلب کیا پھر قلم دوات منگوا کر مجرم کے کپڑے اتروا کر قلم سے اُسکے جسم پر دو خط کھینچ دیے کہ جس سے کُل جسم چار حصّون پر تقسیم ہو گیا بعد ازان بڑھئی کو حکم دیا کہ اب تم آری سے اِسکے چار ٹکڑے کر کے ہر ایک سمت ایک ایک ٹکڑا بھیجدو کیونکہ میری یہ خواہش ہے کہ میری رعایا مین ہر شخص کو معلوم ہو کہ مین بچّہ کُشی کو چھوٹا جرم نہین سمجھتا۔

سلطان المعظم کی جنگی ہمت اور جرأت

سلطان المعظم ٹرکی نے ایک دن نقشہ یورپ پر نظر ڈال کر اپنے مصاحبین سے پوچھا یہ تو بتلاؤ اہل خلیفہ ٹرس کا مُلک کونسا ہے کیونکہ انھین یہ شوق تھا کہ ذرا دیکھنا چاہیے کہ وہ ملک کس رقبہ اور حیثیت کا ہے جہان بڑی بڑی لڑائیان ہو چکی ہین جب انھین نقشہ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ علاقہ بہت چھوٹا ہے تو چیخ کر کہا۔ بس وہ تو ایک گڑھا ہے جسکا اِس قدر شور سننے مین آتا ہے کاش اگر میرے مقابلے پر جنگ کی نوبت آئی ہوتی تو مین اِس تنازعہ کا فیصلہ اِس طور پر کبھی کا کر دیتا کہ اپنی فوج مقدمۃ الجیش کے سوا بھیجدیتا وہ اِس چھوٹے سے مُلک کو اُٹھا کر سمندر مین پھینکدیتے۔

پرنس بسمارک نے ابتدا سے ناچ نچوایا

اخبار سینٹ پال نے پرنس بسمارک کی ایک داستان بایں الفاظ بیان کی ہے کہ وہ ایک روز شہنشاہ جرمن کے قصر کے باہر منتظر بیٹھے تھے کہ انکو شاہی نرسیری (وایر) کے کمرے سے سرود کی آواز سُنائی دی آخیر وہ اس کمرے کے اندر داخل ہوئے اور دیکھا کہ نوجوان ولیعہد پیانو باجہ بجا رہے ہین اور اُنکے بھائی سرود کی آواز کے ساتھ رقصان ہین بچّون نے فوراً چچا بسمارک کے ہاتھ پکڑ لیے اور مُصِر ہو کے کہا کہ اب پیانو بجانے کی تمھاری باری ہے۔ پرنس بسمارک نے اُنکی بات مان لی اور وہ پیانو بجا رہے تھے کہ قیصر جرمن بھی آ گئے پیانو کے سرود اور اپنے لڑکون کی رقاصی چند منٹ تک دیکھا کیے پھر فرمانے لگے۔ کیا پرنس تم ابھی سے میرے بچّون کو اپنی گت پر ناچ نچوانے لگے بڑے ہو کر تو یہ تمھاری صلاح و مشورے پر کاربند ہونگے مگر تم ابھی سے انھین کٹھ پتلی بنا رہے ہو۔

سبکتگین غزنوی اور سلطان نوح کی ملاقات

سبکتگین شاہ غزنوی گو خاندان سامانی کا ایک صوبہ تھا لیکن تغیرات زمانہ کے باعث خاندان سامانی اِس قدر کمزور ہو گیا تھا کہ وہ اپنے مقبوضات

دور دراز کی تو کیا خبرگیری کرتا خود تخت سامانی متزلزل ہو رہا تھا - چنانچہ اس خاندان کے نوین بادشاہ نوح پر جب بغراخان تاتاریون کے بادشاہ نے حملہ کیا تو نوح نے بخارا سے بھاگ کر دریاے آمو کے پاس جا کر پناہ لی - اسکی خوش نصیبی سے بغراخان بہت جلد راہی ملک عدم ہوا اور نوح دوبارہ اپنے تخت سلطنت پر متمکن ہوا - اسکی بدنصیبی کے زمانے مین حاکم خراسان نے جو نوح کا ایک صوبہ تھا اس سے بغاوت اختیار کی تھی مگر اب نوح نے دوبارہ تخت پر بیٹھکر حاکم خراسان کی گوشمالی کرنا چاہی حاکم خراسان نے فائق سے جو بخارا کا ایک دوسرا امیر اور سامانیون کا مخالف تھا اور خاندان دیلم کے بادشاہ سے رفاقت پیدا کرلی تھی اسوقت نوح نے اپنے قدیمی صوبہ دار سبکتگین کو اپنی اعانت کے لیے یاد کیا - سبکتگین غزنی مین دراصل ایک نئی اور طاقتور حکومت قائم کرچکا تھا اور خاندان سامانی کا اُسپر کچھ حق اب باقی نہ تھا مگر اُسنے بھی وہ بطور ایک تابعدار کے ایک برابر کے دوست اپنے ولی نعمت کی امداد کے لیے اپنا لشکر جرار لیکر بخارا کو روانہ ہوا - اگرچہ اُسنے ضعف و ناتوانی کے حیلے سے یہ شرط ٹھہرالی تھی کہ ملاقات کے وقت اپنے مرکب سے نہ اُترونگا مگر جب بادشاہ کے روبرو پہونچا تو بے اختیار اپنے گھوڑے سے کود پڑا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اگر نوح بغلگیری کے بعد اُسے مانع نہوتا تو وہ پابوسی بھی ضرور کرتا - اس زمانے مین سبکتگین کی حکومت دریاے اٹک سے لیکر قندھار اور ہرات تک پھیلی ہوئی تھی اور وہ راجہ جے پال والی پنجاب کو دو مرتبہ شکست فاش دے چکا تھا -

خلیفہ ایران اور ابو یوسف

دنیا مین ایسے بہت کم اشخاص ہونگے جو اپنی غلطی کو تسلیم کرلیتے ہون مگر جو نیک اور پاک طینت لوگ اپنی غلطی قبول کرلیا کرتے ہین وہ ہم لوگون کی عزت اور قدردانی کے ضرور مستحق ہوتے ہین - کچھ عرصہ گذرا اس طینت کا ایک ابو یوسف نامے ایران مین رہتا تھا جسکی عادات سے خوش ہوکر خلیفہ نے اُسے کسی شہر کا حاکم بنا دیا جسکے سامنے ایک مرتبہ کوئی مقدمہ پیش ہوا مگر اُسکو معلوم ہوا کہ اپنی تمام کوشش اور تحقیقات کے ماسوا اصلیت معاملہ کی تہ کو نہین پہونچا ہے - ایک گستاخ نے یہ ماجرا دیکھکر طعناً کہا کہ آپ خیال کرتے ہونگے کہ خلیفہ آپکی لاعلمی کے باعث اس قدر روپیہ ہر سال دیا کرتا ہے اسکا جواب منصف مزاج یوسف نے یہ دیا کہ میرے خیال مین خلیفہ مجھے میرے علم کے معاوضہ مین تنخواہ دیا کرتا ہے ورنہ اُسین

یہ کب طاقت ہے کہ مجھے میری لاعلمی کے معاوضہ میں تنخواہ دیا کرے۔

جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند کی نیک خصلت

ملکہ معظمہ کے بچپن کے زمانے کا واقعہ ہے کہ انھیں بازار میں ایک چیز پسند آئی جب ٹٹولی تو اُسکی قیمت کے لیے کافی روپیہ موجود نہ تھا دوکاندار صرف ارشاد کا منتظر تھا اور بادشاہِ وقت کی پوتی کو اُس چیز کے قرض دینے میں اُسے کوئی تامّل نہ تھا لیکن شہزادی کی اُستانی نے ڈچ آف کنساٹ کی نصیحت یاد دلائی کہ قرض بُری بلا ہے یہ سُنتے ہی شہزادی نے وہ چیز ہاتھ سے رکھدی اور اپنی دلی خواہش سے ہاتھ کھینچا۔ کتنے نوجوان اور سالخوردہ مردوں اور عورتوں کو اس بیش قیمت مثال سے سبق لینا لازم ہے۔

شہنشاہ صلاح الدین کی وصیت

ایران۔ عرب۔ شام اور روم کے لائق شہنشاہ صلاح الدین نے جب وہ اس سرائے فانی سے عزم ملک بقا کرنے لگا تو یہ وصیت کی کہ اول تمام میرا خزانہ محتاجوں کو تقسیم کیا جائے اور بعد تجہیز و تکفین اور دفن کے میرا کُرتہ ایک نیزے کی نوک پر لٹکایا جائے اور ایک سپاہی اُسے لیکر تمام شہروں میں گشت کرتا پھرے اور جا بجا کھڑے ہو کر پُکار کر کہے کہ سلطان صلاح الدین جسنے تمام ملکوں اور سلطنتوں کو فتح کیا اور کئی صوبجات مطیع کیے اور خزانہ بھی بیشمار جمع کیا اُسکے ساتھ مرتے وقت یہ کُرتہ بھی نہ جا سکا۔

حکیم سقراط اور دنیا میں سچے دوست

حکیم سقراط جب شہر ایتھنس میں ایک مکان تعمیر کروا رہا تھا تو اُس سے کسی دوست نے پوچھا اتنا چھوٹا سا مکان کیوں بنواتے ہو سقراط نے جواب دیا جب میں اس تنگ مکان کو سچے دوستوں سے معمور دیکھ لونگا تو پھر ذرا بڑا مکان بنواؤنگا۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ دنیا میں سچے دوست عنقا ہیں جیسا کسی بزرگ کا مقولہ ہے سہ خدا ملے تو ملے آشنا نہیں ملتا۔

بادشاہ اپنے فرزند ہمایوں پر تصدق ہوگیا

سلطان ظہیرالدین محمد بابر کی نسبت ایک عجیب حکایت مشہور ہے کہ چند روز سے بابر کی طبیعت علیل تھی انھیں دنوں میں ہمایوں اُسکا فرزند جگربند بیمار ہو گیا علاج اور پھر بادشاہوں کا علاج

سب کچھ ہوا مگر بے سود۔ آخر عالمون اور بزرگون کے جلسے مین ایک شخص نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگلے زمانے کے عالمون نے ایسے موقع پر یہ لکھا ہے کہ جو چیز بہت ہی عزیز ہو اُسے صدقہ کر کے خدا سے دعا مانگی جائے۔ بابر نے کہا ہمایون کے نزدیک سب سے عزیز چیز مین ہون اپنی جان اُسپر قربان کر دونگا مصاحبین نے عرض کی کہ جہان پناہ یہ کیا کلمہ ارشاد فرماتے ہین بزرگون کے اِس کلام کا وہ مطلب نہین ہے جیسا بیان ہوا ہے بلکہ یہ مقصد ہے کہ دنیا کے مال مین جو شئے سب سے برتر اور قیمتی ہو وہ صدقہ مین دینی چاہیے اِس لیے وہ نایاب اور بے بہا ہیرا جو شہزادے کے پاس ہے اُسے حضور تصدق فرما دین۔ بابر نے کہا کہ دنیا کا مال ہمایون کے عوض مین کیا وقعت رکھتا ہے اُسپر تو اپنی جان ہی فدا کرنی چاہیے غرض خدا سے دعا مانگ کر تین دفعہ اُسکے پلنگ کے گرد پھرا اور یہ سمجھکر کہ اب اُسکی بیماری مجھپر آگئی کہا کہ لیئی لی لیئی لی۔ الغرض بابر کی بیماری بڑھنے لگی اور ہمایون کا مرض گھٹنے لگا یہان تک کہ ہمایون کو صحت ہوگئی اور بابر بستر مرگ پر دراز ہوگیا۔

زار روس کا مفتوحین اور مغلوبین سے انصافانہ سلوک

ماسکو کے زار پیٹر اعظم کی سپاہ جب شہر نارواپر قابض ہوگئی تو اُنھون نے نہایت وحشیانہ طور سے لوٹ مار شروع کردی۔ زار قتل و غارت کو بند کرنے کی غرض سے ایک مقام سے دوسرے مقام پر دوڑتا پھرتا تھا اُسنے اپنی فتحمند فوج کو یہ دھمکی دی کہ اگر وہ قتل و غارتگری سے باز نہ آئیگی تو اُنکے لیے حکم موت فوراً سنا دیا جائیگا اور اُنکے مغلوب دشمنون کو اپنے مقامات مین رہنے کی اجازت دیجائیگی۔ یہان تک کہ اُسنے اپنے ہاتھ سے چند اہل ماسکو کو قتل بھی کر ڈالا جنھون نے اُسکے حکم کی تعمیل نہ کی تھی۔

خلیفہ بغداد نا عاقبت اندیشی کے باعث حملہ کیا گیا

خلیفہ ولید بن عبد الملک خلیفہ بغداد کے حکم سے حجاج بن یوسف حاکم بصرہ نے محمد حسین خان کو سنہ [illegible] ء مطابق سنہ [illegible] ھ مین ایک منتخب فوج کے ساتھ مکران کو روانہ کیا تھا یہ پہلا شخص تھا جو مسلمانون کی طرف سے سندھ۔ مقام ہندوستان مین فوج لیکر آیا تھا اُسنے اِس علاقہ کو فتح کر کے بت پرستون کو مسلمان کیا اُسکے بعد حجاج نے ایک اور شخص کو دیبال (جو اب ٹھٹھا کے نام سے دریاے سندھ پر واقع ہے) فتح کرنے کو بھیجا مگر اُس شخص کو کامیابی نہوئی ساتھ ہی اسکے حجاج

اس ناکامی پر مایوس بھی نہین ہوا اور آسنے ۹۲ھ مین اپنے عموی زاد بھائی عماد الدین محمد ابن قاسم ابن عقیل ثقفی کو دیبال فتح کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ محمد بن قاسم نے چھ ہزار جوانون کی جمعیت سے دیبال پر حملہ کیا اور راجہ داہر والی دیبال جنگ مین کام آیا۔ مال غنیمت کے ہمراہ راجہ کی دو نوجوان خوبصورت لڑکیان بھی اسیرون مین آئین محمد بن قاسم نے مناسب سمجھا کہ انھین خلیفہ کی نذر کرنے کے لیے عراق کو بھیجدینا چاہیے چنانچہ جب وہ لڑکیان خلوت مین خلیفہ کے حضور پیش کی گئین تو انھون نے رو کر عرض کی کہ ہم خلیفہ کے لائق نہین ہین خلیفہ نے باعث دریافت کیا تو انھون نے جواب دیا کہ محمد بن قاسم نے ہمین آپکے لائق نہین چھوڑا خلیفہ نہایت برہم ہوا اور آسنے حکم دیا کہ محمد بن قاسم کو کچی کھال مین سلوا دیا جائے چنانچہ محمد قاسم جب کچی کھال مین خشک ہو کر مر گیا تو پھر راجہ داہر کی لڑکیون نے خلیفہ سے عرض کی کہ ہمنے صرف اپنے باپ و عزیزون کا انتقام لینے کی غرض سے محمد بن قاسم پر جھوٹا الزام لگایا تھا ورنہ وہ بے قصور تھا خلیفہ بہت ہی غیظ مین آیا مگر جو غلطی ہو چکی تھی اسکی تلافی غیر ممکن تھی۔

ہنری چہارم شاہ فرانس جب ہنری چہارم کو یہ مشورہ دیا گیا کہ پیرس پر حملہ کر کے قابض ہو جائے قبل اسکے کہ محاصرین کی مدد کے لیے شاہ اسپین کی افواج بطور کمک آپہونچین۔ بادشاہ نے اس تجویز کی محض بنظر انسانی ہمدردی کے مخالفت کی اور کہا کہ مین دار السلطنت کو ان مصائب اور تکالیف مین مبتلا کرنا پسند نہین کرتا جو اس واقعہ کا نتیجہ لازمی ہین۔ مین اپنی رعایا کا باپ ہون اور اس مان کی تقلید کرونگا جو حضرت سلیمانؑ کے روبرو پیش ہوئی تھی۔ مین پیرس نہ لونگا مگر بنی نوع انسان کے نقصان اور اس قدر معصوم لوگون کے کشت و خون اور موت سے اسکا حاصل کرنا ہرگز جائز نہ رکھون گا۔ چنانچہ اسکے بعد ہنری نے شہر کے لوگون کو صرف دو تین جانون کے نقصان سے مطیع کر لیا۔ اس ہمدرد انسان بادشاہ نے کہا کہ اگر یہ میری طاقت مین ہوتا تو ان شخصون کی جان بچانے کے واسطے پچاس ہزار کراؤن (ایک قسم کا سکہ) دیتا تا کہ آیندہ نسلون کو یہ اطمینان ہوتا کہ مین نے پیرس کو بغیر ایک قطرہ خون گرائے فتح کر لیا تھا۔ ان ہمدرد اور مدبر بادشاہ کی یہ روایت کیسی کچھ قابل قدر اور عام لوگون کے دلون مین جگہ کرنیوالی ہے۔ رعایا پر حکمرانی اسی طرح لازم ہے نہ کہ خلاف اسکے۔

مذہب عیسوی میں رحم قربانی سے بہتر ہے

جب اہل روما صوبۂ ارازنین کو تاخت و تاراج کرکے سات ہزار قیدی امیڈا میں لائے جہان انکو بڑی زحمت اٹھانی پڑی تو امیڈا کے بشپ نے اپنے پادریون کو جمع کرکے ان قیدیون کی بیکس حالت کا ذکر کیا اُسنے کہا خداوند نے فرمایا ہے کہ مین رحم کو بہ نسبت قربانی کے زیادہ بہتر سمجھتا ہون تو ضرور خداوند کریم اپنی مصیبت زدہ مخلوق کے آرام سے زیادہ خوش ہوگا بہ نسبت اُس کے کہ گرجاؤن مین اُسکو سیم و زر نذر کیا جائے۔ سب پادریون نے اِس سے اتفاق کیا اور سب گرجاؤن کے مقدس ظروف فروخت کیے گئے اور اُنکی قیمت سے نہ صرف دوران جنگ مین قیدیون کے لیے سامان خورد و نوش ہی مہیا کیا گیا بلکہ جنگ کے اختتام پر اُنمین سے کچھ نقد بھی دیکر لوگون کو وطن پہونچا دیا گیا۔ ورینیز شاہ فارس اِس ہمدردی سے ایسا خوش ہوا کہ اُسنے بشپ مذکور کو پھر اپنے پایۂ تخت مین مدعو کیا اور انتہا سے زائد عزت و توقیر کی اور عیسائیون سے اور بھی کئی ایک رعایتین کین۔

سکندر اعظم اور اُسکا ایک مفلس سپاہی

سکندر مقدونیہ کا ایک مفلس سپاہی سکندر کے آگے آگے سونے کا ایک لدا ہوا خچر لیتے جاتا تھا مگر خچر اِس قدر تھک گیا تھا کہ بوجھ کے نیچے دبا جاتا تھا۔ سپاہی نے بوجھ خود اُٹھا لیا اور بہت دور تک اِسی طرح خچر کو ساتھ لیے چلا گیا سکندر اعظم نے جب دیکھا کہ وہ خود بھی بوجھ سنبھال نہین سکتا اور قریب ہے کہ زمین پر گرا دے تو کہنے لگا دوست تھوڑی دیر اور نہ تھکو بلکہ اُسکو اپنے خیمے تک لیجانے کی کوشش کرو کیونکہ یہ سب کا سب تمھارا ہی مال ہے۔

اسکاٹلینڈ کی شرافت اور ہمدردی اہل اسپین سے

۱۵۸۸ء مین اسپین کا عظیم الشان جنگی بیڑا تباہ ہوا۔ جوان کو مس ڈی میڈنا جو سپین جہازون کا جنرل تھا نہایت تکلیف اور صعوبتین برداشت کرنے کے بعد مع دو سو ساٹھ [۲۶۰] آدمیونکے انسٹر واقع اسکاٹلینڈ مین ایک کشتی کے ذریعے سے پہونچ گیا۔ گو اِس عظیم الشان جنگی بیڑے کی غرض انگلستان کی بیخ کنی تھی اور اہل اسپین نے اسکاٹلینڈ کے تجارون سے

بہت برا سلوک کیا تھا تاہم ان لوگون کے ساتھ اہل اسکاٹلینڈ نے ہمدردی کا برتاؤ کیا۔ جیمس میلول پادری نے ہسپانیہ کے اس افسر کو جو بطور قاصد بھیجا گیا تھا کہا کہ آپ لوگ ہمارے درمیان مین رحم اور ہمدردی کے سوا اور کچھ نہ پائین گے،، انسٹرو تھر اور قرب و جوار کے شرفا نے ان لوگون کے ساتھ بہت کچھ سلوک کیے اور انکے واسطے ساگ پات اور مچھلی وغیرہ مہیا کردی اور پادری نے اپنے لوگون کو مخاطب کرکے کہا انکو روٹی اور پانی دو۔

خلیفہ مامون الرشید اور اسکی رعیت کی مرفہ الحالی

خلیفہ مامون الرشید نے سلطنت کے بڑے بڑے اضلاع کا دورہ کیا اور ہر ایک جگہ دو دو چار چار دن قیام کرکے مناسب الوقت انتظام جاری کیے ۲۰۲ھ ہجری مین جب مرو سے عراق کو روانہ ہوا تو۔ سرخس۔ طوس ہمدان۔ جرجان۔ نہروان۔ رے۔ اور دوسرے اضلاع مین ہفتون قیام کیا اور ملک کی اصلی حالت سے واقفیت کلی حاصل کرلی۔ علامہ مقریزی مین لکھا ہے کہ جب مصر کے علاقون کا مامون الرشید نے دورہ شروع کیا ہے تو ہر گاؤن مین کم سے کم ایک رات دن ٹھیرا کیا۔ طاراتنل مین جب پہونچا تو خلاف معمول وہان قیام نہین کیا بلکہ آگے بڑھا اُس گاؤن کی مالکہ ایک بڑھیا تھی یہ خبر سنکر مامون الرشید کی خدمت مین حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یہ محرومی میری ہی قسمت مین کیون لکھی تھی مامون الرشید اُسکا مہمان ہوا ضعیفہ نے اپنی حیثیت کے مطابق اسکی دعوت کا سامان کیا اور رخصت کے وقت دس تھیلی اشرفیان ایک ہی سن کی سکہ کی بطور نذر کے پیش کین مامون الرشید متعجب ہوکر رہگیا اور کہنے لگا کہ دعوت کیا کم تھی یہ تکلیف کیون گوارا کیگئی جسکا قبول کرنا میری فیاضی کے بالکل خلاف ہے۔ ضعیفہ نے عرض کیا کہ سونا تو ہمارے اس گاؤن کی مٹی سے نکلتا ہے۔ پس اس لیے ہملوگون کے نزدیک اُسکی کوئی وقعت نہین مین نے جسقدر خدمت مین حاضر کیا اس سے بہت زیادہ ابھی میرے پاس موجود ہے۔ اس حکایت سے مامون کے حسن انتظام اور ملک کی مرفہ الحالی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

خلیفہ عمر کے عدل کی شہرت

خلیفہ مامون الرشید کے عہد مین کسی دن ایک سپاہی نے ایک شخص کو بیگار پکڑا وہ دردناک آواز سے فریاد کرنے لگا واے عمراً یعنی ہاے عمر تم کہان ہو مامون کو اطلاع ہوئی اُس شخص کو طلب کیا اور کہا

کیا حضرت عمرؓ کا عدل تجھکو یاد آیا اُسنے کہا ہان - مامون نے کہا خدا کی قسم اگر میری رعیت حضرت عمرؓ کی رعیت کے مانند ہوتی تو مین اُن سے بھی زیادہ عادل ہوتا پھر اُس شخص کو کچھ انعام دیکر رخصت کیا اور سپاہی کو موقوف کر دیا -

خلیفہ مامون الرشید کا انصاف مقابلہ بیٹے کے

خلیفہ مامون الرشید اتوار کے دن ہمیشہ صبح سے ظہر تک دربار عام کرتا تھا جسمین خاص و عام کی ممانعت نہ تھی اور جہان ایک کمزور بیوہ تک کی رسائی اور اپنے حقوق کی مثل شاہی خاندان والون کے ہمسری کا حق حاصل تھا - ایک دن کسی شکستہ حال ضعیفہ نے دربار مین زبانی یہ شکایت گذرانی کہ ایک ظالم نے میری جائداد چھین لی ہے - مامون نے دریافت کیا وہ کون شخص ہے اور کہان ہے اُسنے اشارہ سے کہا کہ آپ کے پہلو مین - مامون نے جو دیکھا تو اُس مقام پر اُسکا فرزند اکبر عباس تھا - وزیر اعظم کو حکم دیا کہ شہزادے کو ضعیفہ کے برابر لیجا کر کھڑا کرے اُسکے بعد دونون کے اظہار سُنے - شہزادہ کرکر کر آہستہ آہستہ کلام کرتا تھا لیکن ضعیفہ کی آواز بیباکی کے ساتھ بلند ہوتی جاتی تھی وزیر اعظم نے منع کیا کہ خلیفہ کے روبرو باآواز بلند کلام کرنا ترک ادب ہے مگر مامون نے کہا نہین رہنے دو جسطرح چاہے بیان کرے سچائی نے اُسکی زبان تیز کر دی ہے اور عباس کو گونگا بنا دیا ہے - بالآخر مقدمہ کا فیصلہ بحق ضعیفہ ہوا اور جائداد واپس دلائی گئی -

مرحوم اسمعیل پاشا خدیو مصر کی نسبت دلچسپ نقل

اسمعیل پاشا مرحوم کے جو خدیو حال عباس کے جد امجد تھے جس قدر بیشمار قصے مشہور ہین منجملہ اُنکے یہ بھی جو برغش پاشا کی زبانی سُنا گیا ہے کم دلچسپی نہین رکھتا وہ کہتے ہین کہ ہم دونون ایک روز ساتھ بیٹھے ہوئے تھے خدیو کے ہاتھ مین ترکاری (اسپیرگیس) یعنی مارچوبا کی ایک پھلی تھی اُسکی جانب اُنہے بڑی مایوسانہ نظر سے دیکھکر کہا کہ پاشا یہ جڑی مجھے اپنی ایک بہت بڑی غلطی کی یاد دلاتی ہے جو مین نے اپنے مصریون کے ساتھ کی اور اب جسکی تلافی کا زمانہ گذر چکا ہے - ایک روز مین نے اپنے داروغہ باغ سے کہا کہ مارچوبا فروری کے آخر مین ہماری میز پر آتا ہے باوجودیکہ اِس سے بہت پیشتر یورپ مین لوگون کو اِسی مصر مین برابر میسر آتا ہے اُسنے جواب دیا حضور اسکی آسان ترکیب ہے صرف ایک گرم مکان اِس بوٹی کے لیے بنوایا جائے - سال گذشتہ مین اسی ہزار فرنک

اس مکان پر صرف کیے اب یہ آغاز فروری ہے اور ایک غریب عرب مالی نے جو سُنا کہ مین شروع موسم کے مارچ باکو بہت پسند کرتا ہون تو بجاے اُس فرانسیسی دارو غہ کے اُسنے بھی بدلی کا دستہ بناکر مجھے لادیا- مین نے جب دریافت کیا کہ تمنے یہ کس طرح بویا تو اُسنے جواب دیا کہ حضور کے باغ کے ایک گوشہ مین بہت دور پر مین نے چند شاخین اسکی قلم کرکے لگادی تھین جب آندھی چلتی تو کھجور کے پتون سے اُنکو چھپا دیتا اور جب تیز دھوپ نکل آتی تو پھر یہ ستو رہ کھول دیتا- اِس طرح اُسنے پرورش پائی - پاشا اِس ماجرے سے مجھے بڑا سبق حاصل ہوا مین نے اپنی ملکی رعایا کی لیاقت وقابلیت نہین پہچانی اور ہمیشہ پردیسیون کی لیاقت پر اعتماد کرتا رہا لیکن اب وقت گذر گیا جو اِس وقت مکان زرکثیر کے صرفہ سے تعمیر کرایا ہے اِس مین باغبان نے اسمین اب تک یہ بدلی پیدا بھی نہین ہوئی اور ایک غریب عرب کے لڑکے نے یہ دستہ لاکر میرے ہاتھ مین دے بھی دیا- یہ تجربہ میرے انجام کی پیشین گوئی کرتا ہے-

راجہ رام پال سنگھ کی زوجہ کی نسبت دلچسپ نقل آنریبل راجہ رام پال سنگھ صاحب زمیندار و تعلقدار کالاکانکر (اودھ) جو اضلاع مغربی و شمالی کے لیجس لیٹو کونسل کے ممبر ہین کچھ مدت انگلستان مین بھی رہ چکے ہین اور آج کل آنکی رانی ایک خالص یورپین میم صاحبہ ہین مگر اِس سے پیشتر اُنکی چہیتی بیوی ایک ہندوستانی لیڈی تھی جن سے راجہ صاحب کو بے حد الفت تھی - مجھسے ایک دوست نے ذکر کیا کہ جن ایام مین راجہ صاحب انگلستان مین مقیم تھے یہی رانی صاحبہ اُنکے ہمراہ تھین مگر جب بدنصیبی سے رانی نے انتقال کیا تو راجہ رام پال سنگھ کو سخت صدمہ پہونچا اور اُنھون نے اپنی مُردہ بیوی کی لاش کو ایک صندوق مین رکھوا کر خوشبودار ادویات کے ذریعے سے لاش کو سڑنے سے بچانے کا انسداد کرلیا اور پیاری بیوی کی لاش کے منھ پر ایک شیشہ لگا دیا کہ جس سے اکثر اوقات اُسے دیکھکر اپنے دل کو تسلی دیا کرتے تھے چنانچہ ایک عرصۂ دراز تک وہ تابوت اُنکے کمرے مین رہا-

شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر کی مذہبی حکمت عملی شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر کو بعض مسلمان ہندو منش بادشاہ کہتے ہین مگر درحقیقت جو اصول اُسنے مذہب کے بارے مین اختیار کیا تھا وہ سب مصلحت حکمرانی تھا وہ خوب سمجھتا تھا کہ مسلمان مغل ہے

جو ایک ایسی غیر قوم پر حکمرانی کرنے کے لیے آیا ہے کہ جسکے مذہب کے عقائد کے مطابق وہ ہرگز کسی عزت کا مستحق نہین ہو سکتا اس لیے ہندون کی تالیفِ قلوب کا اُسے ہر وقت خیال مدِ نظر رہا کرتا تھا مگر ساتھ ہی اسکے یہ فکر بھی رہتی کہ مسلمان ناخوش نہون کیونکہ اوسکا خیال تھا کہ ان دونون قومون مین جو مغائرت موجود ہے وہ ایک دوسرے کے مذہب کی ناواقفیت کے باعث ہے - چنانچہ صرف مسلمانون کو ہندؤن کے حالات سے واقف اور آشنا بنانے کیلیے اُسنے اُنکی مذہبی اور علمی کتابین سنسکرت سے فارسی مین ترجمہ کرائین - صرف رزم نامہ ہی کیطرف دیکھو جو مہابھارت کا فارسی ترجمہ اُسکے حکم سے کیا گیا ہے - اکبر نے بڑے شوق سے اس کتاب کو مکمل کرایا اور چالیس ہزار اشرفی اُسپر خرچ کیا یہ اصلی کتاب ۱۵۸۲ء کی لکھی ہوئی ہے جو فی زمانہ ریاست جے پور کے کتبخانے مین موجود ہے -

ایاز کو محمود کیون سب سے زیادہ عزیز رکھتا تھا

ایک دفعہ اراکینِ دربار سے سلطان محمود نے خطاب کیا کہ تم جانتے ہو کہ آیاز کو مین کیون سب سے زائد عزیز رکھتا ہون سب سنکر خاموش رہے آخر سلطان نے فرمایا کہ وہ میرا سب سے زیادہ فرانبردار ہے دل سے مجھسے محبت رکھتا ہے چنانچہ دوسرے دن محمود نے تمام ملازمین کو مع ایاز کے اپنے حضور مین طلب کرکے ایک ایک شیشہ گلاب کا بھرا ہوا دیا اور پھر فرمایا کہ سب اپنے اپنے شیشے کو زمین پر ٹپک دین چنانچہ سب نے پھینک دیا سلطان نے سب سے دریافت کیا کہ تم نے کیون شیشے توڑ ڈالے سب نے عرض کیا کہ حسب الحکم سلطان کے ہمنے توڑ ڈالا جب ایاز سے پوچھا تو اُسنے ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ مجھسے قصور ہوا بادشاہ نے سب کو مخاطب کرکے کہا کہ دیکھو اسنے باوجودیکہ میرے حکم سے شیشہ توڑا تھا مگر کہتا ہے کہ مجھسے قصور ہوا یہی باعث ہے کہ مین آیاز کو زیادہ عزیز رکھتا ہون -

مُردہ ہو کر زندہ کا کام ایک بہادر سپاہی نے کیا

ڈان - روڈ ریگوڈی بیور الملقب سڈ - گیارھوین صدی مین ہسپانیہ کا ایک نہایت شجاع اور دلیر شخص تھا لیکن شاہ الفنسو کو اسسے سخت نفرت تھی اور انجام مین اسکو جلاوطن کردیا مع تین سو آدمیون

اور ہسپانیہ کے جنوبی ہسپانیہ اسوقت عربون کے قبضہ مین تھا چنانچہ سڈ مع اپنے رفقا کے عربون سے معرکہ آرائیان کرنے لگا اور کئی شہر و قصبہ چھوڑا کر بادشاہ کے حوالہ کردیے مگر بادشاہ اب بھی اس سے نفرت کرتا تھا آخر سڈ نے عربون کے ہاتھ سے دیا نبکیا چھین لیا یہ مقام اسنے اپنے پاس رکھا اور اُسکو اسنے اپنا وطن قرار دیا۔ اہل ہسپانیہ مین سے صرف یہی شخص تھا جس نے اہل عرب کے مقبوضات پھر حاصل کیے تھے نہایت معمر ہوکر فوت ہوا۔ دوست اور دشمن اُسکی تعظیم کرتے تھے اسنے یہ حکم دے رکھا تھا کہ جب میرا انتقال ہو تو فی الفور میری لاش کو مسلح کرکے میرے عمدہ گھوڑے بابکا پر مجھے سوار کردینا اور تمام مال و متاع لے کر دیلنکیا سے کوچ کر جانا اور برگوس مین چلے جانا کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ عیسائی ملک سے اسقدر دور ہے اُسکی موت کے بعد عیسائیون کا اُسپر قابض رہنا آسان بات نہین۔ چنانچہ اُسکے انتقال کے بعد اُسکے احکام کی تعمیل کی گئی اور عجیب و غریب قافلہ روانہ ہوا۔ جسکا قافلہ سالار مردہ سڈ تھا اُسکے ہاتھ مین برہنہ تلوار تھی اور پھریرا ہوا اُٹھا رکھا تھا عرب سڈ کو زندہ اور موجود سمجھکر راستہ مین کسی کو اس قافلہ پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ الغرض اس طرح ایک مردہ بہادر سپاہی کی جمعیت مین عیسائی عربون سے بچکر صحیح و سلامت برگوس مین پہونچ گئے۔ اور اُسکی یاد مین ایک خوبصورت مقبرہ بنایا جو اس وقت تک کھڑا ہے۔ تاریخ مین اس قسم کی کم مثالین دیکھنے مین آئینگی جہان مُردون کے نام سے زندون کا کام کیا۔

مہاراجہ گلاب سنگھ اور تحفہ دوربین

پرسونو کمار بنگالیون کے معزز لیڈر سنہ ۱۸۵۲ع مین مہاراجہ گلاب سنگھ والی جمون و کشمیر کے مہمان ہوئے اور بروقت روانگی کہا مین آپکے مقابلہ مین غریب آدمی ہون میری یہ طاقت نہین کہ کسی قسم کا تحفہ آپکی شان کے لائق نذر کرسکون لیکن مجھے خیال گذرتا ہے کہ اگر کوئی ایسی چیز جو دور کی چیز دن کو نزدیک لاسکے جناب کی خدمت مین پیشکش کردون تو شاید نامناسب نہو۔ مہاراجہ صاحب اس تقریر کے ساتھ دوربین اسکے قابل قدر تحفہ سے بھی نہایت محظوظ ہوئے۔

فرمانبردار بہادر مجرم جب سنہ ۱۴۹۲ء مین کسی ملکی معاملہ کے متعلق کولمبس مشہور جہازران اور اُسکے بھائی پر بہ دیانتی اور دھوکا دہی کا الزام قائم کیا گیا تو شاہ فرڈینیڈ نے اُسکے پاؤن مین بیڑیان ڈال کر ہسپانیہ کی طرف روانہ کر دیا۔ راستہ مین جہاز کے کپتان نے دوستانہ طریق پر کولمبس سے رعایت کی اور کہا کہ بیڑیان اُتار دو اور خشکی پہونچنے تک آرام کرو۔ مگر اِس بہادر فرمانبردار شخص نے جواب دیا کہ مین یہ بیڑیان آپکے حکم سے نہین بلکہ افسرون کے حکم سے پہنے ہوئے ہون اور اُنھین کا حکم مجھے اِن سے نجات دے گا۔

شہنشاہ جرمن اور لاٹ پادری کی تقرری فریڈرک اعظم شہنشاہ جرمنی کے دارالسلطنت کا لاٹ پادری فوت ہو گیا اور اُسکا قائم مقام منتخب کرنے کے لیے نہایت دقت پیش آئی کیونکہ اُس عہدے کے بہت سے امید وار تھے آخرکار گرجا کے چند منتخب اصحاب کو رسوم کے ادا کرنے کے لیے کہا گیا جن مین سے ایک شخص کو شہنشاہ نے پسند کیا اور اُس عہدے پر مممور کرنا چاہا۔ ناکام امیدوارون نے شہنشاہ کی بہت مخالفت کی اور نیز اعتراض کیا کہ جس شخص کو لاٹ (لارڈ) پادری کا عہدہ دیا جاتا ہے وہ غیر معمولی طور پر فصیح بولنے والا نہین ہے اور اِس لیے اُسے ترجیح نہ دینا چاہیے۔ شہنشاہ نے ان اعتراضات پر غور کیا اور نئے سرے سے امیدوار کا امتحان لینا چاہا چنانچہ اُس سے کہا گیا کہ آیندہ اتوار کو اُسے گرجا مین ایک خاص مضمون کا لکچر دینا ہوگا۔ جسے بادشاہ اُسوقت تجویز کرینگے جیسا کہ خیال کیا جا سکتا ہے۔ دوسرے اتوار کو گرجا کے حاضرین کی تعداد معقول تھی اور جب امیدوار منبر کے آگے کھڑا ہوا تو شہنشاہ نے اُسکے ہاتھ مین ایک بند لفافہ دیا امیدوار نے اُس کو کھولا تو سخت حیران ہوا کہ اُسمین کچھ بھی نہ تھا۔ اُسنے خالی لفافہ حاضرین کو دکھلایا اور بولنا شروع کیا کہ صاحبان ملاحظہ فرمائیے کہ اِس لفافہ کے اندر بھی کچھ نہین (اور باہر بھی کچھ نہین) سوای تمام مخلوق کہ خدا نے پیدا کیا ہے جسکے عجائبات ...... اب اُسے بولنے کے لیے عجائبات مخلوق جیسا وسیع مضمون مل گیا تھا اور شاید یہ بھی بیان کرنے کی ضرورت نہین کہ وہ اپنی سحر بیانی سے لاٹ پادری (لارڈ بشپ) کا عہدہ حاصل کرنے

ین کامیاب ہوگیا۔

راجہ جے پال کی وعدہ خلافی کا کیا نتیجہ

جس زمانے مین سبکتگین غزنی کا حکمران تھا لاہور مین برہمن کے خاندان کا ایک نامور راجہ جیپال برسر حکومت تھا۔ جب سبکتگین نے وادی لغمان تک اپنی سرحد کو وسیع کرلیا یہ امر راجہ جے پال کو سخت ناگوار گذرا جسکی حکومت پشاور سے بہت دور آگے تک پھیلی ہوئی تھی راجہ جے پال نے پیادہ سوار اور ہاتھیون کا بہت سا لشکر جمع کرکے بڑے زور شور سے چڑھائی کی اور سبکتگین کی سرحد پر جا پہونچا۔ جب دونون لشکر مقابل ہوئے تو سخت برف باری ہونے لگی اور بارش اس زور سے ہوئی کہ مارے سردی کے جسم مین خون منجمد ہونے لگا ہندوستان کے لوگ جو ایسی سردی کے عادی نہ تھے بہت پریشان ہوئے یہان تک کہ زندگی سے مایوس ہوگئے۔ جیپال نے صلح کا پیام بھیجا اور سبکتگین کو اُسکے حال پر رحم آگیا مگر اُسکا بیٹا محمود جو باپ کے ہمراہ تھا اُسنے سمجھا کہ ایسی سردی کی شدت نے جو بطور تائید آسمانی کے بلا ضرورت جنگ کے ہمین فتح نصیب کی ہے اگر صلح کرلی تو ہمین زیادہ فائدہ نہوگا باپ نے بیٹے کی رائے سے اتفاق کرکے صلح سے انکار کردیا۔ راجہ جے پال بھی حقیقت حال سمجھ گیا تھا اُسنے کہلا بھیجا کہ آپ کو ہندوستان کے بہادرون کا دستور معلوم نہین کہ جب وہ جان سے مایوس ہوجاتے ہین تو جو کچھ پاس ہوتا ہے اُسے آگ مین جھونک دیتے ہین ہاتھیون گھوڑون اور دیگر مویشیون کو اندھا کردیتے ہین بچون اور عورتون کو آگ مین ڈال دیتے ہین ایسی جان توڑ کر لڑتے ہین کہ خاک مین مل جاتے ہین چنانچہ اب وہی وقت آن پہونچا ہے صلح کرلو تو تمھاری مہربانی ہے ورنہ پچھتاؤ گے۔ یہ سنکر محمود بھی راضی ہوگیا اور صلح اس شرط پر ٹھہری کہ راجہ پچاس ہاتھی اور زر کثیر اور کچھ علاقہ سبکتگین کے سپرد کردے چنانچہ ان سب باتون کا بندوبست وہین نہین ہوسکتا تھا اس لیے باقی کے لیے امیر سبکتگین نے اپنے عمائدین کو ہمراہ کردیا جیپال نے لاہور پہونچکر دربار کیا داہنے ہاتھ پر برہمن اور بائین ہاتھ پر کھتری عہدہ داران صف بصف کھڑے تھے۔ اہل دربار سے راجہ نے ایفائے عہد کے متعلق مشورہ طلب کیا برہمنون نے کہا ہمین ہماری دھرم کی بڑی ہیٹی ہے مہاراج کو

نادان اد انہین کرنا چاہیے بلکہ اپنے دشمن سے لڑنا چاہیے لیکن کھتریون نے جو جنگ کی حالت سے زیادہ واقف تھے یک زبان ہوکر راجہ کو ایفاے وعدہ کا مشورہ دیا مگر برہمنون کی تجویز کارگر ہوگئی اور امیر سبکتگین کے معتمد نظر بند کرلیے گئے - یہ خبر وحشت اثر سُنکر سبکتگین نہایت غیظ مین آیا اور فوج لے کر ہندوستان کا رُخ کیا اُدھر جیپال نے ہندوستان کے تمام راجاؤن مہاراجون سے کمک چاہی اور بے شمار فوج اور خزانون کے ساتھ غنیم کے مقابلے کے لیے بڑھا سخت جنگ ہونے کے بعد میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا - اور لوٹ کا بیشمار مال مسلمانون کے ہاتھ آیا ممکن تھا کہ اگر راجہ خلاف وعدگی نہ کرتا تو مسلمانون کو ہندوستان مین داخل ہونیکا موقع نہ ملتا -

نظام الملک وزیر اور ملک شاہ بغداد کا مکالمہ

جب نظام الملک وزیر بغداد نے اپنے مشہور دار العلوم نظامیہ کے لیے قریب تین کروڑ روپیہ سالانہ کی جاگیر وقف کردی تو بعض مصاحبین نے ملک شاہ بادشاہ وقت کو ورغلایا کہ دیکھیے وزیر اعظم نے بلا استمزاج حضور کے کتنے بڑے حصہ ملک کو خزانہ عامرہ سے علیحدہ کردیا - چنانچہ بادشاہ نے نظام الملک کو طلب کرکے صاف الفاظون مین تو نہین مگر معناً کہدیا کہ فوجی مصارف کی اشد ضرورت ہے آپ مدارس کے لیے کچھ رقم موعود کردین - نظام الملک نے کہا جو فوج آپ تیار کرتے ہین وہ دشمن کو خروج و بغاوت کے بعد زیر کرتی ہے اور جو جمعیت مین تیار کرنا چاہتا ہون وہ بغاوت سے پہلے مادۂ دشمنی کو خارج کردیتی ہے - آپ کی فوج کے تیر دنیاوی دشمنون کے حملون کی روک ہین مگر اُس علمی فوج کے تیر دعا آسمانی قضا کو تھام لیتے ہین - پھر کہا بابا یہ سمجھ لے - مین ضعیف پیر حرم ہوگیا ہون اور تم ماشاءاللہ جوان ہو - ترک ہو - سرخ و سفید ہو - بھلا اگر تمکو نخاس مین فروخت کیا جائے تو اس تن و توش و رنگ و روپ پر کیا قیمت لگے - یہی ہزار بارہ سو درہم - اس حیثیت خلقی پر خداوند تعالے نے جو تمکو اتنی بڑی سلطنت پر حکمران کیا ہے تو اب تمکو اسکی راہ مین اور علوم الہیہ کی ترویج مین تین کروڑ سالانہ دیتے ہوئے بہت درد آتا ہے - بادشاہ یہ سنکر رو دیا اور کہا معاف فرمایئے آپ جو کچھ کر رہے ہین عین ثواب ہے -

سبکتگین کو سلطنت کیسے صلے مین خدا نے عطا کی

سبکتگین غزنی کے بادشاہ کو اپنی غلامی کے زمانے مین شکار کا بہت شوق تھا چنانچہ روایت ہے کہ ایک مرتبہ اُسنے جنگل مین ایک ہرنی کو اپنے بچے کے ساتھ چرتے ہوئے دیکھا اور اُسکے پیچھے گھوڑا ڈال دیا۔ ہرنی بھاگ کر جان بچا لے گئی مگر بچہ سبکتگین کے ہاتھ لگا جسکو باندھکر اُسنے گھوڑے پیچھے ہرنے پر رکھ لیا اور شہر کو واپس پھرا۔ تھوڑی دور گیا ہوگا جو لوٹ کر دیکھا تو مان ممتا کے مارے پیچھے پیچھے گردن اُٹھائے چلی آتی ہے اور اپنے بچے کے لیے نہایت بیقرار ہے سبکتگین کو رحم آگیا اور بچہ کو چھوڑ دیا ہرنی بچے کو ساتھ لے کر جنگل کو چلی گئی اور سبکتگین کھڑا دیکھا کیا کہ ہرنی چار قدم چل کر تھم جاتی تھی اور پھر کر اُسکی طرف دیکھتی تھی گویا کہ زبانِ حال سے سبکتگین کا شکریہ ادا کرتی تھی۔ سبکتگین نے رات کو خواب مین دیکھا کہ ہاتف کہتا ہے کہ اے سبکتگین تم نے جو اس بے زبان جانور پر رحم کیا ہے خدا کی درگاہ مین تیری یہ بات بہت پسند آئی تیرے نام پر سلطنت کا فرمان لکھا گیا ہے دیکھ آیندہ بندگانِ خدا پر اسی طرح رحم کیجیو۔

لارڈ میکالے مورخ طمع و حرص کے مقابل دیانت پسند تھا

انگلستان کے نامور لارڈ میکالے، مورخ اور مقنن کو ایک بار گورنمنٹ کی طرف سے کوئی نوکری پیش کی گئی آسپر اُسنے لارڈ لینسڈون کے والد بزرگوار کو مندرجہ ذیل مضمون کا خط لکھا "دن بدن طمع زر میرے دل سے دور ہوتی جاتی ہے اور بجاے اُسکے کفایت شعاری مد نظر ہوتی جاتی ہے مجھے ہرگز متمول ہونے کی تمنا نہین بلکہ دیانت داری کو ترجیح دیتا ہون اور کفایت شعاری اور شرافت کے بغیر دیانت دار ہونا قریب قریب محال ہے پس مین اپنی جیب کو سیم و زر سے پُر کرنے کے بجاے دل کے ظرف کو نیکی اور شرافت سے لبریز کرنا چاہتا ہون یہی بات دنیا مین موجب آسائش ہے اور مین اسی کا مستحق ہون۔

حاضر جوابی اور ذہانت ہو تو ایسی

ملکہ ایلزبتھ کی نسبت بیان ہے کہ وہ بچپن سے ہی ذہین اور تیز فہم لڑکی تھی چنانچہ ایک مرتبہ اُسکی اُستانی نے سوال کیا کہ کیا تم جانتی ہو آنکھون کا کیا کام ہے اور پلکون کا کیا کام ہے۔ ذہین لڑکی

نے جواب دیا جو اس لائق ہے اُسے ہم سب اپنے لوحِ دل پر اچھی طرح نقش کر لین اور عملی طور پر کر دکھلا ئین چنانچہ اُسنے یہ کہا تھا کہ "آنکھون کا یہ کام ہے کہ وہ دیکھین اور پلکون کا یہ کام ہے کہ وہ نہ دیکھین یعنی جہان خوبصورت قدرت دلچسپ رنگ کے لباس مین اپنا جوبن دکھلا رہی ہو یا کوئی اچھا کام ہو رہا ہو وہ تم آنکھون سے دیکھو لیکن جہان شرارت برائی حسد۔ خودغرضی وغیرہ نمودار ہون پلکون کے ساتھ آنکھین بند کرکے مت دیکھو۔

فلپ شاہ مقدونیہ کی بردباری اور تحمّل

فلپ شاہ مقدونیہ کے حضور مین مخالف سردار کی جانب سے صلح کے لیے ایلچی پہونچا۔ لیکن یہ شخص ایسا گستاخ اور بدزبان تھا کہ فلپ نے اُسے واپس بھیجنا مناسب سمجھا اور کہا آپ تشریف لیجایئے اور آیندہ اپنے ملک کے واسطے جس خدمت کے لائق مجھے سمجھین اطلاع دین۔ شوخ ایلچی نے جواب دیا "مین خیال کرتا ہون کہ آپ ہمارے ملک کی بڑی سے بڑی خدمت یہی کر سکتے ہین کہ پھانسی پر لٹک کر جان دیدین" حاضرینِ دربار یہ گفتگو سُنکر دنگ رہ گئے اور سب کو یقین ہو گیا تھا کہ بادشاہ عنقریب اسکی ہلاکت کا حکم دیگا۔ مگر نیک نہاد اور نفس کش بادشاہ نے بڑے تحمّل سے جواب دیا "دوست جاؤ میری طرف سے اپنے سردار سے کہہ دینا کہ صورتیکہ اُسکے ایلچی ایسے گستاخ ہین۔ تو پھر صلح کی کیا امید ہو سکتی ہے۔

مشہور موسیقی دان موزارٹ کی سخاوت و لیاقت

موزارٹ صاحب ایک مرتبہ شہر وائنا مین سے گذر رہے تھے کہ ایک گداگر لڑکا انکو اپنی دردناک داستان سُنا کر طالب خیرات کا ہوا جس سے موزارٹ صاحب کا دل بھر آیا لیکن وسعت دلی کے ساتھ تنگی جیب نے رفاقت نہ کی لڑکے کو اپنے ساتھ ہوٹل مین لے گئے اور قلم دکاغذ لیکر ایک منٹ تک غور کے بعد ایک چھوٹی سی غزل لکھکر لڑکے کو دی اور کہا جس اخبار کے مطبع مین چاہو جاکر اسکی قیمت وصول کر لو۔ غریب لڑکا اپنے مربّی کی لیاقت کے متعلق کیا جانتا تھا وہ باغ باغ ہو گیا جب کاغذ کے پُرزے کو دیکھکر ایک اخبار والے نے ۱۰ اسٹلنگ نقد حوالہ کیے۔

حق کی یکسانی ایسی ہوتی ہے

جب سر جارج زک وصیت کرنے لگے تو اُنکے دوستون نے نہایت حیرانگی سے معلوم کیا کہ آنکے عہدہ اور عزت کے تناسب سے

وہ غریب آدمی ہین - دیندار شخص نے جواب دیا - دوستو حیرانی کی کیا بات ہے - مین غریب ہون اس لیے کہ مین ایماندار تھا - میرے پیسون نے کبھی کسی ملاح کی آنکھ کو پُرنم نہین کیا اور نہ مین نے کسی اہل وطن کی جیب ٹٹولی -

اورنگ زیب اور دکن کا ملاح

اورنگ زیب بادشاہ ایک مرتبہ ملک دکن مین سفر کرتا ہوا ایک دریا کے کنارے پر پہونچا جہان اُسے ایک کشتی پر عبور کرنا پڑا - جب بادشاہی فوج دریا پر اتر رہی تھی اورنگ زیب ملاح کے ساتھ باتین کرنے لگا اثنائے گفتگو مین ملاح نے بادشاہ سے کہا کہ دنیا مین کوئی جاندار چیز ایسی نہین ہے جسکا مین پورا وزن نہ بتلا سکون اسپر بادشاہ نے کہا بھلا بتلاؤ تو سہی جس ہاتھی پر ہم سوار ہین اسکا کتنا وزن ہے ملاح نے عرض کی کہ ہاتھی کو میری کشتی مین دریا سے عبور کرایا جاے چنانچہ ویسا ہی کیا گیا ملاح نے کشتی کے کنارے پر اُس جگہہ پر نشان کر دیا جہان تک کہ ہاتھی کے بوجھ سے کشتی پانی مین ڈوب گئی تھی جب ہاتھی دوسرے کنارے پر اُتر گیا تو ملاح نے کشتی مین بڑے بڑے پتھر بھر دیے حتے کہ کشتی پر جو نشان لگا ہوا تھا وہان تک پانی چڑھ آیا تب ملاح نے ہر ایک پتھر کو علیحدہ علیحدہ وزن کیا اور کل پتھرون کا وزن جمع کر کے بادشاہ کو ہاتھی کا بوجھ بتلا دیا - اورنگ زیب ملاح کی اس دانائی سے نہایت محظوظ ہوا اور لب دریا کا ایک موضع بطور جاگیر عطا فرمایا اور اُس موضع کا نام تولا پور رکھا -

خدا کا انصاف

ایک دن نادر شاہ کی سواری صبح کے وقت بڑے کر و فر سے ایران کی بازارون مین سے جا رہی تھی - بادشاہ کے قریب خاص خاص غلام چارجیا کے پہنے والے برہنہ تلوارین لیے جا رہے تھے اور پیچھے جان نثار سپاہیون کا ایک گروہ چلا آتا تھا - شاہی سوار بڑے بڑے دیو ہیکل گھوڑون پر سوار اور جواہرات سے جڑے ہوئے خونخوار صورت بنائے باقاعدہ خاموشی کی حالت مین چلے جاتے تھے اور رعایا دونون طرف سے شاہی آداب بجا لاتے تھے - اتفاقاً بادشاہ کی نظر ایک مہ جبین عورت پر پڑی جو کنوین سے پانی بھر رہی تھی - بادشاہ کا عربی گھوڑا رک گیا اور شاہ کی ایما پر ایک تاتاری غلام کو حکم ہوا کہ دریافت کرے یہ عورت کون ہے - اُس غلام نے تھوڑی دیر بعد آ کر عرض کیا

جہان پناہ یہ تو ایک ڑھئی کی عورت ہے اور اسکا حاصل کرنا کچھ مشکل نہین - بادشاہ نہایت بیقرار ہوا کہ کس طرح یہ عورت میرے ہاتھ آئے کیونکہ بادشاہ کی جس قدر جاریہ اور سرکشیا کی لونڈیان تھین وہ سب اس پری جمال کے آگے ہیچ تھین - مگر رعایا کی منکوحہ عورت کو حاصل کر لینا کوئی سہل بات نہ تھی آخر کار وزیر کو بلا کر صلاح پوچھی اُسنے التماس کیا کہ اُس ڑھئی کو بلا کر حکم دیجیے کہ ایک دن مین چار من برادہ لکڑی کا اپنے آرے سے تیار کرے ورنہ اُسکی گردن ماری جائیگی چنانچہ یہ حکم نادری ڑھئی کو سنایا گیا اور وہ نہایت بدحواس ہوا اور بادشاہ کے روبرو وعدہ کرکے اپنے گھر آیا سمجھا کہ اب میری زندگی کے دن پورے ہوگئے اور اب کل میری زندگی کا خاتمہ ہے - عورت نے صبح کو ناشتہ اپنے شوہر کے آگے رکھا لیکن اُسنے کچھ نہ کھایا جب عورت نے باعث دریافت تو کہا کہ نادرشاہ مجھکو دیکھکر فریفتہ ہوگیا ہے اور آج شام تک کی مجھکو مہلت دی ہے - عورت نے بڑے استقلال کے ساتھ کہا تم کھانا کھاؤ خدا ہمارا اور بادشاہ کا انصاف کرنے والا ہے - جب شام ہوئی تو ڑھئی کو معلوم ہوا کہ اب نادرشاہ کے پیادے اُسکی گردن مارنے کو آتے ہون گے اسلیے کہ برادہ تیار نہین ہوا تھا فوراً دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی - ڑھئی سکتے مین آگیا مگر عورت نے دروازہ کھول کر غلام سے پوچھا کیا تم میرے خاوند کی جان لینے کو بادشاہ کے بھیجے ہوئے آئے ہو - غلام نے کہا نہین بلکہ بادشاہ نے وفات پائی ہم اُسکے لیے صندوق بنوانے تیرے پاس آئے ہین - یہ سنکر ڑھئی کی عورت نے خاوند سے کہا اے ضعیف الاعتقاد مینے تجھ سے نہ کہا تھا کہ احکم الحاکمین ہمارا اور نادرشاہ کا انصاف کریگا - اب خوشی کے ساتھ زندگی کے دن پورے کر اُس قادر مطلق نے نادرشاہ ایسے ظالم بادشاہ کا انصاف کیا سچ ہے ؎

بیک گردش چرخ نیلوفری
نہ نادر بجا ماند و نے نادری

رانی گندھاری اور راجہ دھرت راشٹر

ہندوؤن کی مذہبی تاریخ مین اس سے زیادہ دلچسپ اور دلسوز تذکرہ شاید اور کوئی کم ہوگی جیسی کہ مہابھارت مین راجہ دھرت راشٹر اور انکی رانی گندھاری کا قصہ درج ہے - راجہ دھرت راشٹر [illegible]

نہین تھین اس لیے اُسکی شوہر پرست اور نیک بیوی ہمیشہ اپنی آنکھون پر پٹی باندھے رہتی تھی کیونکہ اپنے شوہر (پتی) کی نسبت جو اطاعت و محبت اور عقیدت کے خیالات اس نیک بیوی کو تھے وہ اُسے مجبور کیے تھے کہ اپنے مالک کے دُکھ مین شریک رہے - چنانچہ اُسکے واسطے اُسنے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جس طرح راجہ دنیا کی روشنی سے لطف حاصل کرنے سے محروم ہے اُسی طرح مین بھی آنکھون کا لطف حاصل نکرون - اس نیک بیوی نے اپنی آنکھون کو اتنی مدت اور ایسے اہتمام سے باندھا کہ جب اُسکا بیٹا دریودھن پیدا ہوا تو اُسنے اُسکو دیکھا تک نہین البتہ جب دریودھن بالغ ہوا تو اُسنے ایک روز بلوا کر کئی سال کے بعد پہلی دفعہ آنکھین کھول کر دیکھا واقعی ہندو عورتون نے شوہر پرستی مین جو نام پایا ہے وہ بڑی عزت سے قابلِ ذکر ہے ؎

ہا مچو ہندو زن کسے در عاشقی دیوانہ نیست

سوختن بر شمع مُردہ کار ہر پروانہ نیست

حکمت سے کام نکالا

سنہ ۱۷۹۴ع مین جو لڑائی فرانس اور آسٹریا کے مابین ہوئی اُسمین ایک ڈھول بجانے والے سپاہی کی چالاکی قابل تعریف ہے کہ جسکی مدد سے فرانس کو آسٹریا پر فتح نصیب ہوئی - فرانسیسی افواج اینھل کے شہر کا محاصرہ کیے ہوئے تھین اور محصورین محاصرین کی اتواپ کا جواب اس خوبی سے دے رہے تھے کہ فتح کسی فریق کے لیے بھی یقینی بات نہ تھی - اس اثنا مین رات نے اپنی سیاہ چادر کے دامن سے تمام میدان کو ڈھانپ لیا اور فریقین کو تھوڑی دیر کے لیے مہلک گولی سے دست کشی کرنی پڑی لیکن اس چالاک فرانسیس نے اس موقع سے فائدہ اُٹھانے کی تجویز نکالی چارون طرف تاریکی چھائی تھی یہ دشمن کے لباس مین ہو بہو ایک آسٹریا کا باشندہ نظر آنے لگا اور ابھی زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ مخالفین و محصورین کے درمیان اینھل کے قلعہ مین جا پہونچا وہان جاکر اُسنے فرانسیسی طریقہ سے ڈھول بجانا شروع کیا شہر والون نے سمجھا کہ مخالف کی فوج دفعتا قلعہ مین داخل ہوگئی ہے - اس اچانک صدمہ سے اُنکے ہوش و حواس پر ہراس غالب آگیا اور قلعہ کے دروازے کھول کر بھاگ کھڑے ہوئے فرانسیسیون نے شہر پر قبضہ کر لیا جسکے لیے اُنھین ایک گولی بھی چلانے کی ضرورت نہوئی - مزید بران اتفاق یہ ہوا کہ اس ڈھول بجانے والے

سپاہی کا نام ریک تھا جسکے معنی تباہی کے ہین۔

ایک ڈیٹر کا اپنی قوم پر قابل بیان احسان

خدیو کی بات چیت فرانس سے طے پا چکی اور چپکے ہی چپکے قیمت حصص بھی قرار پا گئی اور انگلستان کے وزیر خارجہ کو خبر تک نہ تھی کہ کیا ہو رہا ہے۔ ساتھ ہی ایسکے سفیر انگریزی متعینہ قاہرہ بھی کانون مین روئی دے کر آنکھون پر پٹی باندھکر بیٹھا ہوا تھا اُسے خبر تک نہ تھی کہ اُسکی پشت پر پہاڑ کتر لیے جاتے ہین تقدیر الٰہی بھی یون ہی تھی۔ چنانچہ نہر سویز پر ایک حد تک انگریزی قبضہ بھی ہو۔ اسی اثنا مین جب یہ معاملہ فرانس سے طے پا رہا تھا اخبار ناردرن ایکو کے اڈیٹر مسٹر گرین ووڈ نے خبر پائی کہ ہوشیار اڈیٹر لارڈ ڈربی وزیر خارجہ انگلستان کے پاس بھاگا ہوا آیا اور کہا حضور کو کچھ خبر بھی ہے۔ نہر سویز کے حصے خدیو فرانس کے ہاتھ بیچتا ہے آپ سے جو کچھ ہو سکے جلد کیجیے ورنہ یہ معاملہ ہاتھ سے نکل جائیگا۔ سنتے ہی لارڈ ڈربی وزیر خارجہ سناٹے مین آگیا اور چند منٹ نہایت سکتے مین رہا کہ اڈیٹر گرین ووڈ اور اُسکا ساتھی اور مہتمم جسنے اُسے یہ خبر پہنچائی تھی کیا کہہ رہے ہین۔ پھر وزیر خارجہ نے جواب دیا ہمارے سفیر متعینہ قاہرہ نے افسوس ہے ہمین اب تک تاریکی مین رکھا اور ایسے اہم معاملے کی کچھ بھی اطلاع نہ دی مین ابھی اُسے تار دیتا ہون اور حقیقت حال دریافت کرتا ہون چند گھنٹے کے بعد گرین ووڈ کو وزیر خارجہ نے بلا کر کہا جو خبر تم نے بابت فروختگی حصص کے دی تھی بالکل صحیح نکلی گرین ووڈ نے کہا تو پھر انگلستان کے لیے فوراً حصے خرید کیے جائین۔ وزیر خارجہ نے کہا ابھی مین اسکی بابت کچھ نہین کہہ سکتا۔ گلیڈ اسٹون نے خریداری حصص کی تجویز پر سر ہلایا۔ ولیم ہارکورٹ نے سخت مخالفت کی مگر اُسپر بھی نہر سویز کے حصے خریدنے ضروری سمجھے گئے۔ چنانچہ چار ملین اسٹرلنگ پونڈ کے حصے فوراً خرید کیے گئے جنکی قیمت اب ۳۴ ملین اسٹرلنگ پونڈ ہو گئی ہے۔

ہیضہ یا تپ دق اِنمین سے کون قابل ترجیح ہے

مہاراجہ رنجیت سنگھ ایک دفعہ ہردوار کو روانہ ہوئے۔ راستہ مین جب پٹیالہ مین مقام ہوا تو اُسوقت کے مہاراج کرم سنگھ والی پٹیالہ موجودہ مہاراجہ کے پردادا جو اُسوقت رنجیت سنگھ کی طرح خود مختار تھے ملے۔ ایک اعلیٰ درجے کے مکلف کمرے مین جو خیمہ کے اندر تھا خاطر و تواضع کی گئی

اُسکے باہر ایک توپ پڑی تھی جب مہاراجہ رنجیت سنگھ رخصت ہونے لگے تو اپنے آدمیون کو حکم دیا کہ اس توپ کو بھی لیتے چلو اور خیمہ کو بھی لادلو مہاراجہ کرم سنگھ حیران ہوکر منھ تاکتے رہگئے مگر یہ لوگ پنجاب کے رعب کے سامنے دم نہ مار سکے۔ اگرچہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ساتھ کوئی کثیر فوج نہ تھی۔ پٹیالہ کی ریاست اندنون رنجیت سنگھ کی حکومت اور نئی سلطنت انگریزی سرحدون کے درمیان مین تھی۔ اس واقعہ پر مہاراج کرم سنگھ نے اپنی کونسل جمع کرکے سرداراور وزیرون سے مشورہ طلب کیا۔ کچھ رنجیت سنگھ کے طرفدار تھے اور کچھ انگریزون کے۔ بعض کہتے تھے کہ رنجیت سنگھ کی دوستی مین یہ فائدہ ہے کہ وہ ہم قوم ہے۔ انگریزون کے طرفدار اُنکے عروج کے لحاظ سے طرفداری کررہے تھے۔ آخر مہاراجہ کرم سنگھ نے ایک مختصر مثال سے سب اُمون کی دلجمعی کردی مہاراج نے کہا اور انگریزی تپ دق ہے اور رنجیت سنگھ کا نام ہیضہ ہے کہیے کیا منظور ہے رنجیت سنگھ ایک دم مین ریاست ہڑپ کرجائیگا حالانکہ فرنگیون کی دوستی سے کم سے کم کئی پشت تک ہمارا راج رہیگا یہ راے سب وزرا کو پسند آئی جھٹ فیصلہ ہوگیا اور مہاراج کرم سنگھ نے انگریزون سے درخواست کی کہ لدھیانہ مین چھاؤنی ڈال دین اور ادھر جب رنجیت سنگھ کو خبر ملی تو اُسکے بہادر کونسلیون نے جھٹ مشورہ کیا اور انگریزی چھاؤنی کے جواب مین دریاے ستلج کے کنارے پھلور کا قلعہ تعمیر کیا گیا جو اب تک موجود ہے

بادشاہ وقت کے سامنے سچ کہنے سے باز نرہے

ایک دفعہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حجاج کو خطبہ پڑھتے دیکھا غصے مین آکر برملا فرمایا۔ خدا کا دشمن خدا کی حرام کی ہوئی باتون کو اسنے حلال کردیا خانۂ خدا کو خراب کردیا۔ خدا کے دوستون کو قتل کیا حجاج نے اپنی نسبت ایسے سخت کلمات سنکر پوچھا یہ کون ہے کسی نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ اس مضمون کو سنکر وہ سفاک آپکی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا بڑے میان اب تم بڈھے ہوگئے ہو تمھارے حواس قائم نہین۔ منبر سے اُترا لیکن بخار بھرا ہوا تھا ایک نوکر کو اشارہ کیا اُسنے ایک زہر سے بجھا ہوا حربہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاؤن پر مار دیا جو آپکی وفات کا باعث ہوا۔ اب ایسے لوگ کہان ہین اور ہون تو کہان رہین۔

ظالم حجاج اور نیکبخت حضرت سعید ابن جبیر رح

حضرت سعید ابن جبیر جلیل القدر تابعین سے دولت بنی امیہ مخالف ہو گئی تھی اور یہ چھپتے پھرتے تھے مگر ایسی زبردست سلطنت کے پنجہ سے بچنا ممکن نہ تھا۔ والی مکہ نے ایک موقع پر انکو گرفتار کرکے حجاج کے پاس بھیجدیا اسکی جفا جو طبیعت کو گویا ایک عمدہ ضیافت ہاتھ لگی۔ جب یہ پیش ہو تو حجاج نے انکا نام پوچھا انھوں نے فرمایا کہ سعید بن جبیر۔ حجاج اسوقت ایسے طیش غضب میں تھا کہ اسکو انکے نام کے الفاظ بھی تلخ معلوم ہوتے اور اسنے جوش غضب میں آکر کہا

اَنْتَ شقی بن کسیر۔

سعید۔ میری والدہ میرا نام تجھ سے بہتر جانتی تھی۔

حجاج۔ (بگڑ کر) تیری والدہ بھی بدبخت اور تو بھی بدبخت۔

سعید۔ غیب کے حالات جاننے والا تیرے سوا اور ہے۔

حجاج (جل کر) دیکھو تو میں تمھیں دنیا کے بدلے کیسی لپٹیں مارتی ہوئی آگ دیتا ہوں۔

سعید۔ اگر میں جانتا کہ یہ تیرے اختیار میں ہے تو میں تجھکو اپنا معبود بنا لیتا۔

اب حجاج نے (جوان کے قتل کے لیے حیلہ ڈھونڈھنے کی نیت سے) ان سے مذہبی سوال شروع کیے جو پولیٹیکل پہلو لیے ہوئے تھے۔

حجاج۔ آنحضرت صلعم کی نسبت تمھارا کیا قول ہے۔

سعید۔ آپ نبی رحمت اور امام ہدیٰ ہیں۔

حجاج۔ خلفاے رضی اللہ عنہم کے بارے میں تمھاری کیا راے ہے۔

سعید۔ میں انکا قاضی نہیں ہوں۔

حجاج۔ انمیں سب سے افضل کون تھا۔

سعید۔ جو مالک کی مرضی کا سب سے زائد پابند تھا۔

حجاج۔ کون سب سے زیادہ رضا جو تھا۔

سعید۔ اسکو وہ خوب جانتا ہے جو انکے بھیدوں اور پوشیدہ باتوں سے واقف ہے

الغرض دیر تک اس قسم کے سوال و جواب ہوتے رہے مگر حضرت ابن جبیر نے کوئی موقع گرفت کا

پیدا ہوتے نہ دیا اور آپ نے صاف صاف موزون جوابات سے حجاج کی برہمی برابر بڑھائی۔ حجاج نے آخر کھسیا کر کہا کہ اے سعید بتلا کہ میں کس صورت سے تجھے قتل کروں۔

سعید۔ اے حجاج تو ہی پسند کرلے۔ قسم خدا کی جس طرح تو مجھکو قتل کریگا اسی طرح خدا تجھکو قتل کریگا۔

حجاج۔ کیا مین معاف کردون۔

سعید۔ اگر عفو ہو تو خدا کی طرف سے ہو رہا تو۔ پس نہ تو کسی کی بدی کر سکتا ہے اور نہ برائی کر سکتا ہے اور نہ کسی کا عذر قبول کر سکتا ہے۔

اتنی بحث کے بعد حجاج نے آخری حکم قتل کا دیا۔ جلاد حضرت جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو باہر لائے حجاج تو اپنی انتہا سے طاقت صرف کر چکا تھا لیکن خدا کے سعید بندے کو ابھی تسلی نہ ہوئی تھی جب باہر آئے اور حجاج کو خبر ہوئی تو انکو پھر بلایا اور ہنسی کی وجہ پوچھی۔

حضرت نے فرمایا کہ مجھکو خدا کے مقابلے میں تیری جرأت اور تیری نسبت خدا کے حکم پر تعجب ہوا حجاج اس گرم و تلخ فقرے کو سنکر آگ بگولہ ہو گیا اور جلادوں کو حکم دیا کہ میرے سامنے گردن ماردو۔ اب ابن جبیر علیہ الرحمۃ شہادت کے لیے تیار ہو گئے اور قبلہ رو ہو کر فرمایا

سعید۔ وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔

حجاج۔ انکا منہ قبلہ سے پھیر دو۔

سعید۔ (اینما تولوا فثم وجہ اللہ) جس طرف پھیر دو گے ادھر ہی خدا کا منہ ہوگا۔ منھا خلقناکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃ اخری۔ ہم نے اسی زمین سے تمکو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائینگے اور پھر اسی سے تمکو آخر میں نکالیں گے۔

حجاج حضرت کی اس سیف زبانی سے تنگ ہوا اور جلادوں کو حکم دیا کہ حضرت سعید کا جلد کام تمام کریں۔

سعید۔ سن لے میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اور کوئی اسکا شریک نہیں اور اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم اُسکے بندے اور رسول ہین - میری جان تو لے جب تو میدان حشر مین ملیگا
مین تجھ سے لے لونگا - حضرت سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ کی زبان پر یہ الفاظ دم آخر تھے کہ جلاد
کا ہاتھ اُٹھا اور آنکا سر مبارک جدا ہوگیا انّا للّٰہ وانا الیہ راجعون -

بنا کردند خوش رسمے بخون وخاک غلطیدن
خدا رحمت کند این عاشقانِ پاک طینت را

بعد قتل کے جسم مبارک سے خلافِ معمول بہت خون نکلا جس سے حجاج جیسے سفاک کو
بھی بہت حیرت ہوئی اُسنے اپنے طبیب خاص تیاذوق نامی سے اسکی وجہ دریافت کی
تیاذوق نے کہا کہ چونکہ انکی خاطر بالکل بے خوف اور مطمئن تھی اور قتل کا ڈر مطلقاً انکے دل
مین نہ تھا اسلیے خون اپنی اصلی مقدار پر قائم رہا - بخلاف اور مقتولین کے کہ انکا خون ہیبت
کے باعث پہلے ہی خشک ہوجاتا ہے - علاوہ اس طبعی شہادت کے حضرت جبیر علیہ الرحمۃ
کے کلام کی برجستگی صاف کہہ رہی تھی کہ انکی طبیعت بالکل آرمیدہ اور آسودہ تھی اور اضطراب
کا نام تک بھی اُنکے قلب پر نہ تھا یہ واقعہ شعبان ۹۵ھ ہجری کا ہے اور اسی سال کے ماہ
رمضان مین ایک ماہ بعد بھی حجّاج راہی ملک عدم ہوا -

دیدی کہ خونِ ناحقِ پروانہ شمع را
چندان امان نداد کہ شب را سحر کند

انجام خیر سولن یونان کے نامور حکیم کا ذکر ہے کہ وہ شاہ کرشیوز کو ملنے گیا
کرشیوز نے اُسے اپنے قیمتی جواہرات اور سونے چاندی سے بھرے
ہوئے خزانے دکھلا کر پوچھا، کیا کوئی مجھسے بھی زیادہ خوش نصیب آدمی ہوسکتا ہے، سولن
نے جواب دیا خوش نصیب وہ ہے جسکا انجام بخیر ہو - سولن کا جواب سنکر کرشیوز کو بہت
غصّہ آیا اور اُسے اُسنے دربار سے نکال دیا - اُس زمانے مین اتفاق سے کیخسرو والی ایران
نے کرشیوز پر چڑھائی کی اور اُسے قید کرکے لے گیا - مزید کرشیوز نے جب اپنا انجام ایسا بُرا
دیکھا تو سولن - سولن - پکارنے لگا - کیخسرو نے اُس سے سارا ماجرا پوچھا اور سُنکر اُسے رہا کردیا
کہتے ہین کہ اس کے بعد کرشیوز نے سولن کی بڑی قدر و منزلت کی -

خدا کی پرستش اور بادشاہ کی خوشامد

جب فینی لان فرانس کے شاہ لوی چہارم کی خدمت مین تھا اُن دنون کا ایک بڑا عجیب و غریب واقعہ مشہور ہے - ایک روز بادشاہ یہ دیکھکر سخت حیران ہوکر گرجا مین کسی بڑی جماعت بتعدیان کے بجائے صرف ایک وہ خود بڈھا پادری اور فینی لان تین ہی آدمی موجود تھے - وہ کچھ سوال کرنا چاہتا تھا کہ فینی لان بول اُٹھا حضور مین مشہور کردیا تھا کہ آج بادشاہ گرجا مین نہین آئینگے تاکہ معلوم ہوجائے خدا کے پوجاری کتنے ہین اور بادشاہ کے خوشامدی کتنے ہین -

ظالم عرب قتاح بھی سچائی پر رحم کرتا تھا

ملک عرب مین ایک شخص بڑا قتاح گذرا ہے اور اپنی ظالمانہ حرکات کے لیے نہایت بدنام تھا ایک بار اُسنے دو قیدیون کے قتل کا حکم دیا جب جب مہلک عمل آیا تو ایک قیدی نے کچھ عرض کرنے کی اجازت چاہی - اجازت دی گئی اور وہ کہنے لگا - بادشاہ سلامت - ایک دفعہ ایک قیدی عبد الرحمٰن نامی نے آپکے خلاف سخت و سست الفاظ کہے تھے اور مین نے اُسکی تردید کردی تھی اس لیے میری جان بخشی ہونی چاہیے - قتاح نے کہا کہ کوئی گواہ پیش کرو - قیدی نے گواہی کے لیے ایک دوسرے قیدی کا نام لیا - جس نے اُسکی تائید کی اور فوراً اُس پہلے قیدی کو رہائی کا حکم مل گیا - قتاح نے دوسرے قیدی سے پوچھا کیا تم نے بھی عبد الرحمٰن کے بیان کی تردید کی تھی - قیدی نے جواب دیا نہین کیونکہ یہ میرا کام تھا قتاح ہر چند ایک ظالم اور سنگدل شخص تھا لیکن اس سچے بیان نے اُسکے دل پر بہت اثر کیا اور اُسنے سچے قیدی کو اس شرط پر رہا کردیا کہ آئندہ بھی سچائی سے کام لے -

حب الوطنی

اس بات کو پچاس سال سے زیادہ عرصہ نہین گذرا کہ آسٹریلیا مین ایک عورت مسز ڈیکر نے وفات پائی - ہندوستانی ناظرین شاید اس نام سے واقف نہونگے لیکن انگلستان مین ایک بھی ایسا تعلیم یافتہ نہوگا جو اس لیڈی کے نام سے واقف نہو - یہ لیڈی کسی زمانے مین ایک انگریزی تھیٹر کی مالکہ تھی اور اکثر شوقین مزاج نوجوان اُسے اندر کے اکھاڑے کی پری سمجھتے تھے جب اس نامور عورت کو دفن کرنے لگے تو اُسکے ایک دوست نے ایک چھوٹی سی تھیلی نکال کر اُسمین سے تھوڑی سی مٹی نکال اور مسز ڈیکر کے

کفن مین رکھدی اُسکے بعد لاش زمین مین دفن کی گئی اور صدہا تماشائیون کے دلون پر یہ خیال جم گیا کہ مسز ڈیکر کے کفن کے اندر جو مٹی ڈالی گئی ہے وہ کسی مذہبی یا سوشیل رسم کی ادائی کے لیے ہے لیکن آخرکار مسز ڈیکر کے دوست نے اثنا رگفتگو مین ایک دن چند الفاظ کہے جن سے غلط فہمی کی تردید ہو گئی اُسنے کہا مسز ڈیکر ایک نیک دل عورت تھی جسکے نازک دل مین حب الوطنی کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جو مٹی مین نے اُسکے کفن مین رکھی ہے وہ سرزمین انگلستان سے لائی گئی تھی اور یہ مرحوم لیڈی کی دلی خواہش تھی کہ اُسکے کفن پر انگریزی مٹی بکھرائی جائے تاکہ اُسکی روح کو یہ اطمینان ہو کہ مسز ڈیکر انگلستان کی مٹی مین دفن ہوئی ہے۔ حاضرین نے جب یہ بات سُنی تو سب نے فوراً اُسی جگہ مرحوم لیڈی کے حق مین دعا مانگی۔

شاہ عالم بادشاہ نے نابینا ہو کر شکر کیا

ہندوستان کی تاریخ مین شاہان مغلیہ کے عہد کا ایک دردناک واقعہ جس سے ہر شخص عبرت حاصل کر سکتا ہے اسطرح درج ہے کہ جب شاہ عالم کے پروردہ غلام قادر نے اپنے آقا کی آنکھین نکال ڈالین تو اُسکے بعد جو خیالات بادشاہ نے ظاہر کیے اُنمین بھی خدا کا شکر ادا کیا اور کہا تو نے میری آنکھین نکال لین اس لیے مین تیرا مشکور ہون کیونکہ اب مین اپنی آنکھون سے کسی غیر کو اپنی جگہ بادشاہی کرتے ہوئے نہ دیکھونگا چنانچہ اُسکا یہ شعر ہے ؎

چشم ما کندہ شد از دست فلک بہتر شد
تا نہ بینیم کسے غیر جہانداری ما

امیر و پیگیس کا عدل

اتھنز کے متعلق ملک یونان مین امیر و پیگیس ایک بہت بڑی عدالت اپیل تھی جو اپنے انصاف اور آزادی مین مشہور تھی۔ فاضل فرسی اس واقعہ کو اپنی کتاب مین بڑے جوش کے ساتھ لکھتا ہے کہ ایک روز امیر و پیگیس نجج جو صرف آسمان کے شامیانے کے نیچے بلا کسی دوسرے شخص کے ایک پہاڑی پر نشست رکھتے تھے اپنے کام مین مشغول تھے ایک چڑیا ایک باز کے تعاقب سے گھبرائی ہوئی اُنمین سے ایک شخص کے سینے پر آبیٹھی یہ شخص ذرا تُند خو تھا اُسنے چڑیا کو پکڑ کر زور سے دور پھینک دیا جسکے صدمہ سے اُسکی جان نکل گئی۔ اِسپر تمام ججون کی مجلس مین ناراضی اور جوش پھیل گیا سبنے

بالاتفاق فیصلہ کیا کہ ایسا شخص جو رحم ایسی ضروری صفت سے بالکل بے بہرہ ہو وہ ایسی معزز جماعت کے قابل نہین - اِس وجہ سے اُسے اِس عالی مرتبہ جماعت سے خارج کر دیا -

شہنشاہ چین اور سزا کی ماہیت

ڈیلویر اپنی تاریخ مین اُس ملک کے ایک شہنشاہ کی نسبت یہ حکایت بیان کرتا ہے کہ ایک روز شہنشاہ کی سواری گذر رہی تھی کہ کچھ قیدی سامنے سے گذرے جو سزا کے لیے لیجائے جا رہے تھے شہنشاہ نے سواری روک کر دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہین اور جب حقیقت معلوم ہوئی تو بے اختیار آنسو نکل آئے ارکان دولت جو ہمراہ تھے اپنے بادشاہ کو تسکین دینے لگے ایک وزیر نے جرأت کر کے کہنا شروع کیا قبلۂ عالم ایک سلطنت کے انتظام کی درستگی کے لیے سزائین دینا بھی ضروری ہے - اُس سے گریز نہین ہو سکتا - سلاطین سابق نے بھی کہ جنکے حضور جانشین ہین اس بات کا حکم دیا ہے اور ملک کے قوانین بھی ایسے ضروری قرار دیتے ہین - شہنشاہ نے جواب دیا مین ان آدمیون کو قید مین مبتلا دیکھکر نہین روتا مین خوب جانتا ہون کہ اچھون کو انعام کے سوا اچھے کام کی ترغیب نہین ہوتی اور برے ہی سزا کے سوا اپنی بدکاری سے باز رہتے ہین اور یہ کہ سلطنت کا انتظام بحال رکھنے کے لیے سزا کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسا کہ جسم کی طاقت قائم رکھنے کے لیے غذا کی ضرورت ہے - بلکہ مین اس لیے روتا ہون کہ میرا عہد ایسا خوش نصیب نہین ہے جیسا کہ قدیم الایام مین ہوتا تھا جبکہ بادشاہون کے محاسن ایسے ہوتے تھے کہ رعایا کے لیے وہ لگام کا کام دیتے تھے اور انکی مثال تمام سلطنت کو بدی سے روکنے کے لیے کافی ہوتی تھی -

رحم کی خوبی کا نمونہ

نیپلز اور سسلی کے بادشاہ الفانسو سے جو تاریخ مین اپنی رحمدلی کے وصف کے لیے اس قدر مشہور ہے ایک مرتبہ دریافت کیا گیا کہ آپ سب لوگون سے کیون اس قدر شفقت و مروت سے پیش آتے ہین یہان تک کہ مشہور بدمعاشون پر بھی رحم کر گذرتے ہین - اُسنے جواب دیا اس لیے کہ نیک آدمیون کے دل انصاف سے جیتے جا سکتے ہین لیکن بُرون کے رحم سے جب کسی دوسرے موقع پر اسکے بعض وزرا نے اسکی رحمدلی کی شکایت اسکے روبرو یہ کہکر پیش کی کہ یہ شایان شان شاہانہ نہین ہے تو اسنے

نیک بادشاہ نے یہ جواب دیا کیا تم چاہتے ہو کہ شیر اور چیتے تم پر حکومت کرین کیا تم نہین جانتے کہ بیرحمی حیوانات اور رحم دلی انسان کا خواص ہے۔

شہر کھیٹا کا محاصرہ اور رحم دل بادشاہ

شہر کھیٹا جب شاہ الفانسس سے بغاوت اختیار کی تو بادشاہ نے ایک طاقتور فوج شہر کے محاصرہ کے لیے بھیجی جب شہر کے لوگون کے پاس کھانے پینے کا سامان بہت کم ہو گیا اور لوگ بھوکون مرنے لگے تو محصورین نے اپنے بوڑھے آدمی عورتین اور بچے شہر سے باہر نکال کر فصیل کے دروازے بند کر دیے۔ وزرا نے بادشاہ کو صلاح دی کہ ان لوگون کو گذرنے نہ دینا چاہیے بلکہ پھر شہر کے اندر لوٹنے پر مجبور کیا جائے تاکہ حضور کے قبضے مین شہر بہت جلد آجاوے مگر الفانسس بڑا رحم دل تھا اسنے منظور نہ کیا کہ ایسے لاچار گروہ بنی آدم کو قحط کے جبڑون مین کھونسا جائے اسنے بلاتعرض گذر جانے دیا اور جب کہ ایک دفعہ شہر پر قبضہ ہونے مین توقف ہونے کے باعث اُسے ملامت کی گئی تو اُسنے نہایت حلم سے جواب دیا۔ مین بجاے اسکے کہ سَو ایسے شہرون پر قبضہ کرون صرف ایک بے قصور انسان کی زندگی بچانا پسند کرتا ہون۔ مگر الفانسس کو اس رحم دلی کا انعام ملنے مین زیادہ عرصہ تک منتظر نہ رہنا پڑا۔ کھیٹا کے باشندون کو جب اپنے بادشاہ کے اس قابل تعریف کام کی خبر پہونچی تو انھون نے فوراً شہر اُسکے حوالہ کر کے اطاعت اختیار کی۔

اوسان بجا رہے تو جان بچی

نیو یارک کے ایک نامہ نگار کا بیان ہے کہ اضلاع متحدہ امریکہ کی ریاست ٹینسی مین مسٹر سیک کلارے داروغہ جیل تھا جو اُسی قدر سرد مہر اور تیز مزاج تھا جس قدر تیز فہم اور سمجھدار تھا۔ ایک دن شام کو اتفاق سے جیلخانے کی کسی کوٹھری کا دروازہ کھلا رہگیا اور مسٹر کلارے کو پشت پر قدم کی آہٹ معلوم ہوئی جب پلٹ کر دیکھا تو قریب ہی ایک ہٹا کٹا قیدی ہاتھ مین آہنی سلاخ لیے کھڑا تھا اور غضبناک آنکھون کے ساتھ اُسکی طرف متوجہ ہو کر بولا۔ دیکھو کلارے۔ خاموش بیٹھے رہنا مین بھاگنا چاہتا ہون اور اگر اس مقصد پورا کرنے کے لیے تمھاری خونریزی کی بھی ضرورت ہوئی تو چندان پرواہ نہین۔ اسوقت مسٹر کلارے اپنے اوسان قائم رکھے اور اپنے حملہ آور کی بات کے جواب مین نہایت سرد مہری سے جواب دیا۔ ہان تم آج جاتے ہو تمھاری رہائی کے کاغذات

جو آج ہی عدالت سے میرے پاس پہونچے ہیں اُنکی رُو سے تو تمھیں کل رہا ہونا چاہیے۔

قیدی - (غضبناک حالت میں) کیا کہہ رہے ہو؟-

داروغہ - (سنجیدگی سے) میرے دوست تمھارے مقدمہ کے متعلق میرے پاس کاغذات آئے ہیں جسمیں تمھاری نیک چلنی کی بہت کچھ تعریف کی گئی ہے اور چونکہ جیلخانے میں بھی تمھارا چال و چلن اچھّا رہا ہے اس لیے تمھاری رہائی کی سفارش کی گئی تھی جو منظور بھی ہو چکی ہے تم میرے قیدی نہیں ہو بیشک جا سکتے ہو۔ لیکن اگر کل تک انتظار کرو تو زیادہ مناسب ہے اور اگر شاید تم اپنے کاغذات دیکھنا پسند کرو جو میری میز میں ہیں یہ دیکھو.... —

یہ کہکر مسٹر میک کلارسے نے میز کے خانے سے اپنا پستول نکال لیا اور حملہ آور قیدی کو بھلا اب جرأت کب ہوسکتی تھی کہ پستول کے مقابلے میں پھر کوئی حرکت کرتا۔

جان نثار شاہ چین ۱۷۶۶ء کے قبل مسیح کا واقعہ ہے کہ سرزمین چین میں پانی کا ایک قطرہ بھی آسمان سے نہ برسا اور قحط کی تنگی سے لوگوں کی مفلوک الحالی کی نوبت فاقہ کشی تک پہونچی۔ اُن دنوں میں چین کا بادشاہ چنگ تنگ تھا اور یہ ایسا نیک دل اور نیک مزاج شخص تھا کہ بنی نوع انسان کی یہ حالی نہ دیکھ سکا۔ چنانچہ اسنے اپنے تمام جوتشیوں اور علم ہیئت کے ماہروں کو بلایا اور اُن سے اِس آفت کے دفعیہ کا علاج پوچھا سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ بارش کا دیوتا چین اور اُسکے باشندوں سے ناراض ہو گیا ہے اور وہ اُس وقت تک اپنے فضل و کرم کی رحمت نہ کریگا جبتک کسی انسان کی قربانی سے اُسے خوش نہ کیا جائے۔ فغفور چنگ تنگ یہ جواب سنکر نہایت مغموم ہوا کیونکہ وہ تمام اپنی رعیت سے مثل اپنے بچوّں کے محبت کرتا تھا اور اُسے ہرگز یہ گوارا نہ تھا کہ اُنمیں سے کسی کو اپنی زندگی ضائع کرنے کے لیے مجبور کرے۔ آخری علاج اُسکے پاس یہی تھا کہ وہ اپنی آپ کو آسمانی دیوتا کے نذر کرتا لیکن کون نہیں جانتا کہ مرنا کوئی آسان کھیل نہیں اور اِس وجہ سے نیک دل چنگ تنگ مغموم تھا لیکن آخر کار اُسنے اپنے گرد و ہا باشندوں کی خاطر اپنی جان پر کھیلنا منظور کیا اور تین دن تک بالکل بھوکا رہا اُسکے بعد اُس بزرگ نے اپنی داڑھی اور سر کے بال منڈ وا لیئے جو چین میں بہت بڑی ماتمی رسم سمجھی جاتی ہے۔ تمام جسم پر راکھ ملی اور

قبل اسکے کہ اس دنیا سے ہمیشہ کے لیے روانہ ہو جناب باری کی درگاہ مین دعا مانگنے کے لیے کھڑا ہو گیا لیکن وہ تا در مطلق کیسا بے نیاز ہے اور نیک دل اور بھلے آدمی اسے کیسے عزیز ہین۔ کیونکہ جس وقت چنگ تنگ نے جسکے دل مین بنی نوع انسان کے لیے ہمدردی اور محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور جسکی خاطر وہ اپنی جان قربان کرنا چاہتا تھا جلاد کی طرف اشارہ کیا کہ اسکا سر تن سے جدا کر دے۔ عین اسوقت درگاہ جناب باری مین اسکی دعا قبول ہوئی اور گروہا مغموم تماشائیون نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا تو تمام کرۂ ہوائی پر بادل اُڈے ہوئے تھے اسی وقت سے تمام چین مین بارش شروع ہو گئی اور اس وقت بند ہوئی جب لوگون نے مطمئن ہو کر کہنا شروع کیا کہ اسے خداوند کافی ہو چکا۔ چینی مورخ بیان کرتے ہین کہ ساری دنیا کی تاریخ مین شاہ چنگ تنگ جیسا نیک دل بادشاہ اور کوئی نہین گذرا۔ اسمین شک نہین کہ بعض مقامات پر انصاف کی خاطر کئی منصف مزاج اور نیک دل بادشاہون نے بھی اپنے رشتہ دارون اور عزیزون کے سر قلم کیے لیکن صرف دوسرون کی بھلائی کے لیے ایک زبردست اور طاقتور شہنشاہ کا اپنی جان پر کھیلنے کے لیے تیار ہو جانا دنیا کی تاریخ مین نرالی مثال ہے۔

خدیو محمد علی پاشا اور انتخاب جرنیل

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مصر کے سب سے خدیو کر محمد علی پاشا نے جو اپنی دانائی اور فوجی قابلیت مین مشہور تھا اور جسنے کہ مملکت مصر کو باجمال سے علیحدہ کر کے اسکی سلطنت کا حق اپنی نسل کے لیے مقرر کرا لیا تھا ایک مہم کے لیے اپنے وزرا اور اراکین دولت کو طلب کیا جب سب دیوان عام مین جمع ہوئے تو خدیو کے پایۂ تخت کے روبرو ایک بڑے مربع قالین کے مرکز مین ایک سیب پڑا ہوا نظر آیا۔ خدیو نے حکم دیا کہ جو شخص اس سیب کو قالین پر سے ایسی طرح اٹھا لے کہ قالین پر ہاتھ پاؤن نہ ٹیکے اسی کو بخد کی مہم کی کمان سپرد ہوگی اس عزت اور امتیاز کے حاصل کرنے کا شوق ہر ایک کے سینہ مین بھڑک اٹھا۔ چنانچہ ہر ایک افسر نے بڑھ بڑھ کر قالین سے سیب اٹھانے کی جرأت کی اور بہتیرا ہاتھ پھیلا کر سیب پکڑنا چاہا مگر سیب تک کسی کا ہاتھ نہ پہنچ سکا۔ آخر ایک آدمی اٹھا دوسرون کی طرح اسکا قد بھی بہت لمبا تھا اور

کوئی ایسا خوبصورت جوان بھی نہین معلوم ہوتا تھا مگر اسمین شک نہین کہ ایک عقلمند آدمی تھا جو خدیو محمد علی کا رضائی بھائی ابراہیم تھا اُسنے زمین خدمت کو بوسہ دے کر سیب کے پکڑنے کی اجازت طلب کی اُسپر مجمع حاضرین مین سے ہر ایک مسکرایا کہ جب اتنے اتنے بڑے کڑیل جوان سیب کو نہ اُٹھا سکے تو اس پست قامت شخص سے کیا ہو سکیگا مگر ابراہیم نے آگے بڑھکر قالین کو ایک طرف سے لپیٹ کر سیب کو سب کے سامنے اُٹھا لیا اور نہایت خوبصورتی سے اس شرط کو بھی پورا کر دیا کہ قالین کو ہاتھ یا پاؤن بھی نہ لگے ۔ عقلمند لوگ جو دنیا مین بڑے بڑے کام کر گذرتے ہین انہین یہی ایک نرالی بات ہوتی ہے کہ اُنکی طبیعت کی رسائی بہت دور تک ہوتی ہے اور اُنکو ایسی ایسی باتین سوجھتی ہین جو معمولی سمجھ کے آدمی کے وہم و گمان مین بھی نہین گذرتین ۔ اسی طرح ایک دعوت کی مجلس مین کلمبس کی عقل کا امتحان کرنے کے لیے یہ سوال پیش کیا گیا کہ کوئی شخص ایک انڈا اسکے ایک سرے سے میز پر کھڑا کر دے تو سب کو یقین تھا کہ کلمبس کو آخر اس کام سے انکار کرنا پڑیگا لیکن جب اس نئی دنیا کے دریافت کرنے والے شخص نے ذرا غور کیا تو انڈے کو ایک طرف سے ذرا سا توڑ کر جھٹ میز پر کھڑا کر دیا اور اسی طرح سکندر اعظم نے مشہور گارڈین کی تاریخی گانٹھ کا عقدہ کاٹ کر کھول دیا جو مدت سے لوگون کو حیران کر رہا تھا یہ ہی چند مثالین غیر معمولی عقل کے انسانون کی ہین جنکے نام دنیا تحیر کے ساتھ یاد رکھتی ہے مگر عام سمجھ کے لوگ تعجب کرتے ہین کہ یہ بات جو خلانے کی سمجھ مین سب سے پہلے گذر گئی تھی کون سی بڑی بات ہے اگر ہم غور کرتے تو کیا اُسکو نہ حل کر لیتے ۔

کاش ہمین خدائی کی بادشاہت کے قابل ہون

جب شہنشاہ جرمنی اپنی مملکت مین سیر کرتے ہوئے ایک گاؤن مین پہونچے تو اُنکے استقبال کے لیے وہان کے لوگ حاضر ہوئے اور تمام چھوٹے لڑکے لڑکیون نے ایک مقررہ جگہ پر کھڑے ہو کر شہنشاہ کے حضور مین درس سنایا بادشاہ درس سنکر بہت خوش ہوا اور تھوڑی دیر تک لڑکون لڑکیون کا امتحان لیتا رہا ۔ پھر اُسنے اپنے ہاتھ مین ایک نارنگی لی اور ایک لڑکی کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا بتلاؤ یہ چیز کائنات کے کس حصہ مین شامل ہے ۔ لڑکی نے جواب دیا یہ تو نباتات ہے ۔ پھر بادشاہ

نے ہاتھ سے نارنگی رکھکر ہاتھ مین اشرفی لی اور پوچھا یہ کس حصے مین شامل ہے لڑکی نے جواب دیا یہ تو جمادات مین ہے پھر بادشاہ نے پوچھا مین کس حصے مین ہون لڑکی گھبرائی کیونکہ اسکو معلوم تھا کہ خدا کی خلقت صرف نباتات - جمادات - اور حیوانات پر منقسم ہے اور گویا اس حساب سے بادشاہ حیوانات مین شامل ہے مگر اسنے یہ کہنا کہ آپ حیوانات مین شامل ہین نہایت گستاخی اور ترک ادب خیال کرکے کچھ تامل کے بعد سمجھدار لڑکی نے کہا کہ آپ خدا کی بادشاہت مین شامل ہین - بادشاہ لڑکی کی یہ بات سنکر نہایت خوش ہوا اور آنکھون مین آنسو بھر لایا - اور محبت کے جوش مین اپنا ہاتھ لڑکی کے سر پر رکھکر بولا "کاش جیسا تم نے کہا مین خدا کی بادشاہت کے قابل ہون" -

جان بازی اسکو کہتے ہین

نپولین سوم ایک پیدل سپاہ کا معائنہ کر رہا تھا کہ اسکی نظر ایک طبل نواز پر پڑی جسکا ایک ہی ہاتھ تھا لیکن وہ باینہمہ ڈھول بجا رہا تھا نپولین نے پوچھا تمھارا دوسرا بازو کہان ہے -

طبل نواز - جناب میدان سولفرینو مین -

نپولین - تمکو میری جیب خاص سے چارسو فرنیک کی پنشن ملے گی -

طبل نواز - جناب - اگر مین اپنا دوسرا بازو بھی اسی سڑک پر چھوڑ جاون تو -

نپولین - (افسر کے گلابی تمغہ کی طرف اشارہ کرکے) تو یہ صلیب ملے گی -

اس بات پر طبل نواز کو ایسا جوش آیا کہ اسنے اپنے بقیہ بازو مین تلوار باندھکر دوسرا ہاتھ بھی کاٹ ڈالا -

اپنی اصل فراموش نکرنا

مل صاحب اپنی کتاب "ہولی اسٹیٹ" مین لکھتے ہین کہ لارڈ برلی جب رات کے وقت اپنا جبہ اتارتے تو کہا کرتے کہ لارڈ ٹریزرر (شاہی خزانچی) یہین پڑے رہیے - اور تمام کاروبار سلطنت کو سلام کرکے پورے اطمینان قلب سے آرام کرتے - اسی طرح ایک مشرقی وزیر اعظم کا ذکر ہے کہ جب وہ کاروبار سلطنت اور بادشاہی حضوری سے فراغ حاصل کرتا تو اپنے ایک تخلیہ کے کمرے مین جاکر تمام شاہی لباس اتار ڈالتا - قلمدان وزارت کو علیحدہ رکھدیتا اور انکو سلام کرکے اپنی ایک گدڑی پہن کر اپنے مصلے پر بیٹھ جاتا اور کہتا وہ ...

رفیقو! مین تمھین بھولا نہین ہون"، کیونکہ اِس وزیر نے اِس حالت عزبت سے درجۂ وزارت حاصل کیا تھا۔

کولمبس کی عجیب حکایت

کولمبس مشہور جہاز ران جب پہلے پہل برّاعظم امریکہ کو دریافت کرکے بحر اٹلانٹک سے واپس آرہا تھا تو ایسے ایک خوفناک طوفان سے مقابلہ کی نوبت آئی۔ جب بچاؤ کی کوئی امید باقی نہ رہی تو ملّاح مایوس ہوکر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے اور ہر لحہ موت کا انتظار کرنے لگے کولمبس کے اسوقت کے خیالات اُسکی ایک چٹھی سے جو اُسنے اپنے بادشاہ کے نام لکھی تھی اندازہ ہوسکتے ہین۔ وہ لکھتا ہے "مجھے اتنی مصیبت کی ہرگز کوئی پرواہ نہوتی اگر مین تن تنہا ہوتا اِسواسطے کہ ایک تو میری جان ایک قرض ہے جو میرے خالق کی طرف سے میرے ذمہ واجب الادا ہے اور دوسرے یہ کہ مین اور بھی کئی موقعون پر اس سے زیادہ فوری خطرات مین مبتلا ہوچکا ہون لیکن جس بات سے مجھے بیحد رنج اور اضطراب پیدا ہوا تھی کہ جب ہمارے خداوند نے مجھے اِس قدر ہمت اور استقلال عطا کیا تھا کہ مین اس مہم کے سر کرنے پر آمادہ ہوجاؤن جس مین مَین نے اِس وقت تک اِس قدر کامیابی حاصل کرلی ہے جسے میرے مخالف بھی تسلیم کرلین گے۔ اور حضور انور کی شوکت اور ملک کی وسعت میرے ذریعے سے اِسقدر بڑھگئی ہے۔ کیا خداوند تعالی کو یہ منظور ہے کہ میری موت سے یہ کام ہنوز بند رہ جائین۔ مگر یہ سب کچھ برداشت کرنا بھی زیادہ سہل تھا اگر مین اُن لوگون کی زندگی معرض خطرہ مین نہ ہوتین جنکو مَین بڑی بڑی خوشحالی کے وعدے دیکر ہمراہ لے گیا ہون جو اپنے آپ کو ایسی مصیبت مین مبتلا دیکھکر نہ صرف میرے ساتھ آنے کو لعنت بھیجتے ہین بلکہ میرے اس رعب داب کو بھی لعنت بھیجتے ہین کہ جس نے انکو کئی مرتبہ راستہ سے واپس لوٹ جانے سے باز رکھا تھا مگر قطع نظر ان سب باتون کے میرا غم اور بھی بڑھجاتا جب مین یہ یاد کرتا ہون کہ میرے دو بیٹے قرطبہ کے مدرسے مین ہین جو بالکل بے یار و مددگار ہین اور جہان کی کوئی صورت نہین تھی کہ معلوم ہوجاتا کہ مَین نے ایسی خدمات کی ہین کہ جن سے حضور انور کو انکی خبرگیری کی جانب توجہ ہوتی۔

سچے مذہبی ہمدرد

ڈاکٹر بیرکی صاحب نے جبکہ بمقام برموڈا ایک نوآبادی قائم کرکے اہل امریکہ کو عیسائی مذہب مین شامل کرنے کا فیاضانہ ارادہ مصمم کرلیا تو ۱۷۲۵ء مین

اِس تجویز کو مشتہر کیا اور ظاہر کیا کہ مین اپنا گیارہ سو پونڈ سالانہ تنخواہ کا پادری کا عہدہ چھوڑ کر تمام باقی عمر امریکہ کے اصلی باشندون کی تعلیم کے لیے وقف کر دونگا اور صرف ایک سو پونڈ سالانہ پر بسر کیا کرونگا اِس نیک مثال کے اثر سے تین اور نوجوان علما جو ٹرینیٹی کالج ڈبلن کے فیلو تھے اپنے ملک مین اچھی اچھی امیدون سے زندگی بسر کرنے کے اسباب کو خیرباد کہکر برکلی صاحب کے ہمراہ بجزائر لکاہل مین صرف ۴۰ - ۴۰ پونڈ سالانہ کے گذارہ پر زندگی بسر کرنے کو آمادہ ہو گئے۔

عرب کا مشہور صاحب کمال مغنی

جب اہل مکہ اور خصوصاً جوانان حجاز عرب کے مشہور مغنی ابن سریج کے نغمات مین اِس قدر انہماک ہو چلا تھا کہ ہر جگہ اُسکی دھوم تھی اور یہ ہر صحبت اُسکے قانون کے بغیر بے مزہ ہوتی سمجھتے کہ چار دن طرف مشہور ہو گیا کہ یہ صاحب کمال مغنی مکہ کے خاندانون اور قریش کے نوجوانون کو تباہ کیے ڈالتا ہے۔ رفتہ رفتہ یہ خبر دار الخلافت دمشق اور وہان بھی خاص عبد الملک بن مروان کے کانون تک پہونچی جو بنی اُمیہ مین سب سے بڑا اولو العزم اور بیدار مغز خلیفہ تھا۔ عبد الملک نے فوراً اپنے حاکم مکہ اور حمان الشقر کے نام فرمان بھیجا کہ ابن سریج کی تمام جائداد اپنے قبضے مین کرلو اور اُسے میرے پاس بھیجدو۔ فوراً ابن سریج کی تمام جائداد سرکار مین ضبط ہو گئی اور وہ مجرمون یا فریادیون کی حیثیت سے ملک شام کو روانہ ہوا۔ ملک شام مین پہونچکر مسجد جامع مین اُترا اور لوگون سے دریافت کیا کہ امیر المومنین کے پاس کن لوگون کی زیادہ آمد و رفت ہے اور کون کون لوگ اُنکے مزاج مین در خور رکھتے ہین۔ لوگون نے چند معزز صاحب عصر اموی و قریشی رئیس زادون کے نام بتا دیے آشنا پتہ پاتے ہی وہ سیدھا اُنکے دروازون پر جا پہونچا اور صاحب سلامت کے بعد پوچھا کہ ایک حجازی غریب الوطن کو اپنا مہمان بنانے مین آپ کو تامل تو نہو گا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ صدہا بلکہ ہزارہا اہل حجاز اپنی عرضیان لیے لیکر دمشق مین پہونچا کرتے تھے لہذا کسی اجنبی نووارد کو وہان ایک معزز صاحب مرتبہ میزبان مل جانا کوئی آسان کام نہ تھا خصوص ابن سریج کے سے حقیر صورت شخص کو جو بچپن کے خلاف اب نہایت ہی کم رو واقع ہوا تھا اور دیکھنے والے کے نزدیک اُسکی وقعت کچھ بھی قائم نہین ہو سکتی تھی۔ آخیر کو یہ ہوا کہ جن تین قریشی رئیس زادون سے اِسی مکی مغنی نے مہمان کی آرزو کی وہ اُس روز برق ابق تمام دمشق

کے ایک مشہور گانے والے کے ہان ایک پرلطف صحبت عیش مین مدعو تھے۔ دونون پر یہ دعوت ناگوار ہوئی مگر تیسرے شخص نے مہمان کو پیچھا چھڑانا چاہا جان کر حامی بھر لی اور اپنے دونون دوستون سے کہا اب برق الق کے وہان آپ ہی جائیے مین تو اس مہمان کے ساتھ گھر پر رہون گا اُن دونون نے کہا کوئی مضائقہ نہین تم بھی چلو اور اپنے مہمان کو بھی لیتے چلو اس طرح محض اتفاقی طریقہ سے ابن سیج جس روز دمشق مین پہونچا اُسی روز ایک صحبت رقص و سرود مین شریک ہوا۔ برق الق کے گھر مین پہونچ کر ابن سیج نے کہا مین ایک حقیر اور کالا کلوٹا آدمی ہون تمہارے لوگون کو میرے ساتھ بیٹھنا ناگوار ہوگا لہذا مین یہین علیحدہ جوتون کے پاس بیٹھا جاتا ہون اور وہین مجھے کھانا بھی دیدیجیے گا۔ یہ عجیب درخواست نہ مانی جاتی مگر اسکے اصرار سے قبول کی گئی اور وہ نہایت ذلیل حیثیت سے ذلیل مقام پر بیٹھ گیا۔ جب کھانے سے فراغت ہوچکی اور جام کے دور کی نوبت آئی تو دو خوبصورت عورتین درمیان مین ایک چوکی پر آکر بیٹھ گئین گانے لگین۔ جب وہ گا بجا چکین تو ایک اور نہایت ہی حسین اور نازنین عورت اس چوکی پر آکر بیٹھی۔ پہلے وہ دونون گانے والیان نیچے اُتر کے اُسکے قریب ہی داہنے بائین زمین پر بیٹھ گئین ابھی اُس نے گانا نہین شروع کیا تھا کہ ابن سیج نے وہین جوتون کے پاس سے بیٹھے بیٹھے اُسکے حسن کی تعریف مین ایک شعر پڑھا اُسپر وہ بہت بگڑی اور بولی اب مین ایسی گئی گذری ہوئی کہ ایسا ذلیل اور بیہودہ غلام میری تعریف مین شعر پڑھتا ہے۔

ابن سیج کی اس حرکت کو اور لوگون نے بھی ناپسند کیا اور سب نے اُسپر تیز اور ناگوار نظرین ڈالین اب اس نازنین نے ایک چیز شروع کی گلے بازی کا لطف دکھلا رہی تھی کہ آپ نے پھر زبان کھولی اور اُسی جگہ اور اُسی وضع سے بولے واہ کیا خوب گاتی ہو۔ یہ سنتے ہی خود برق الق جو اُس نازنین کی مالک اور گھر کی میزبان تھی اُسکے تن بدن مین آگ لگ گئی جھنجھلا کے بول اُٹھی ایسے غلام اور ذلیل لوگ میری دلربا لڑکی کی تعریف کرینگے تو بھلا میری کیا اصل اور حقیقت ہے لیکن مین تو شریفون سے ملنے کے قابل نہ رہون گی۔ آخر اُس شخص نے جو مغنی کو ہمراہ لایا تھا بیچارہ ہوکر کہا واہ حضرت آپ نے تو سب لطف بیمزہ کر دیا بس آپ مہربانی کرکے میرے گھر پر تشریف لیجائیے۔ تھوڑی دیر مین مین بھی آتا ہون۔ خاص اپنے میزبان کی زبان سے یہ کلمے

سنتے ہی آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور جانے کو تھے کہ سب نے روکا اور کہا نہین ایسی بے حمیتی ہم لوگون سے نہین ہو سکتی - آپ شوق سے بیٹھیے - مگر ہان ذرا آدابِ صحبت کا خیال رکھیے سب کو اصرار کرتے دیکھکر آپ پھر بیٹھ گئے اُسی جگہ پر اس نازنین نے پھر گانا شروع کیا تو وہی جاہ آ نہین لینے پائی ہوگی کہ آپ نے چلا کے کہا - غلط - بالکل غلط - برا بالکل برا - حرامزادی یون نہین یون - یہ کہکے آپ نے اُس چیز کو گایا تو وہ نازنین گھبرا کے اُٹھ کھڑی ہوئی اور بولی کہ اور کسی مین یہ بات نہین ہوسکتی - خدا کی قسم یہ ابو عثمان سعید بن سیج ہین - لوگون نے حیرت سے اُنکی صورت دیکھنی شروع کی اور پوچھا کیا حقیقت مین ایسا ہی ہے؟ آپ نے کہا ہان - ہون تو وہی شخص جسکا اسنے نام لیا - مگر اب یہان نہین ٹھہر سکتا - یہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے - اب کیا تھا لوگ گرویدہ ہو گئے اور چارون طرف سے خوشامدین ہونے لگین - جتنے قریش لوگ شریکِ صحبت تھے اُنمین سے ہر ایک نے تمنا کی کہ میرے یہان چل کر فروکش ہو جیے - مگر ابن سیج نے انکار کیا اور کہا مین تو اُسکا مہمان ہو چکا جو تم سب کا سردار ہے - سب نے کہا اچھا یہ تو بتلائیے کہ یہان آنے کا کیونکر اتفاق ہوا اُنھون نے ساری سرگذشت بیان کی اور اپنی مظلومی کی داستان کہہ سنائی - اسکے بعد اس قریشی شخص نے جسکے یہ مہمان تھے کہا مین آج ہی رات کو امیرالمومنین کی صحبت مین جاتا ہون اور میرا مکان امیرالمومنین کے محل کے محاذی واقع ہے اگر اُنھین شگفتہ اور خوش مذاق پاؤنگا تو آپ کو بلواؤن گا - اُنھون نے کہا بہتر چنانچہ وہ گئے اور عبدالملک کو خوش طبع اور بشاش پا کر اُنکے پاس آدمی بھیجا - یہ گئے اور محل کے نیچے کھڑے ہوئے ہوکر حُدی خوانون یا ساربانون کی دُھن مین چند اشعار گائے جو خلیفہ کی مدح مین تھے - عبدالملک نے چونک کے اُس قریش شخص سے پوچھا یہ کون شخص ہے اُسنے کہا ایک حجازی شخص ہے جو میرے ہان آکر ٹھہرا ہے - عبدالملک نے کہا تو اُسے یہان بلوا ؤ فوراً حاجبون اور چوبدارون نے ابن سیج کو جاکر بادشاہ کے سامنے کھڑا کر دیا عبدالملک نے اپنی فرمائش سے کوئی دُھنین سُنین اور ایک دفعہ وجد مین آکر اور جھوم کر کہا مین قسم کھاتا ہون کہ تو لوگون مین خاص مرتبہ رکھتا ہے مگر یہ تو بتلا کہ تو کون ہے اب ابن سیج کے لیے پورا موقع تھا جواب دیا دہ وہ مظلوم جسکا مال ضبط ہوا اور وہ خانمان برباد جو وطن سے

محروم کردیا گیا یعنی سعید بن ہجج" عبدالملک نام سنتے ہی ہنسا اور کہا خیر یہ تو صاف معلوم ہوگیا کہ جو اُن قریش جو اپنی دولت تیرے حوالے کیے دیتے ہین اُنمین کہان تک اور کس قدر معذور ہین یہ کہکر فوراً والی مکہ کو حکم بھیجا کہ اسکا مال و اسباب چھوڑدو اور اپنی طرف سے خود بہت کچھ دے دلاکر رخصت کیا۔

ایک عورت کا پھانسی پاکر زندہ ہوجانا ہنری سوم شاہ انگلستان کے عہد کا ایک عجیب و غریب واقعہ ہے کہ ایک عورت "روگرین" نامی کو پھانسی دی گئی لیکن جب حسب معمول نصف گھنٹے کے بعد رسی اُسکے گلے سے کھولی گئی تو سر ولیم پٹی جو اُس زمانے مین فلاسفی اور جراحی کے علم کا اُستاد کامل تھا اُس عورت کی لاش کو اپنے کمرے مین لے گیا اور وہان اپنے عجیب و غریب علاج سے اُسنے اُس مردہ عورت کے قالب مین از سر نو روح پھونک دی۔ اگرچہ یہ واقعہ بادی النظر مین غلط محض اور از سرتا پا لغو معلوم ہوتا ہے لیکن تاریخ انگلستان مین اسکا ذکر خصوصیت سے کیا گیا ہے۔ پلاٹ اسکی تائید مین چشم دید گواہون کے بیانات پیش کرتا ہے اور سب سے زیادہ یہ کہ ایسی ہی چند اور نادر الوقوع مثالین بیان کرنے کے بعد سوال کرتا ہے کہ اگر آدھ گھنٹے تک پھانسی پر لٹکتے رہنے کے بعد مجرم کی جان نہ نکلی تو اسمین کونسی ناممکن بات ہے کہ علاج کرنے پر وہ بالکل صحت یاب ہوجائے۔ تاریخی روایت یہ ہے کہ جب وہ عورت سر ولیم پٹی کے علاج سے صحت یاب ہوگئی تو بعد مین حکام اعلیٰ کو معلوم ہوا کہ اس عورت نے دراصل وہ جرم بھی نہین کیا تھا جسکے لیے اسے پھانسی کی سزا دی گئی۔ جسکو خدا رکھے اُسے کون مار سکے۔

ابی عقبہ قدیم زمانے مین "ابی عقبہ" ایک چرواہا تھا جو ایک دولتمند شخص کالبا نامی کا ملازم تھا۔ کالبا کی لڑکی عقبہ سے محبت کرنے لگی اور ابی عقبہ نے خفیہ طور پر اس سے شادی بھی کرلی لیکن جب کالبا کو اس واقعہ کی خبر ملی تو وہ سخت ناراض ہوا اُسنے اپنی لڑکی اور داماد دونون کو گھر سے نکال دیا۔ عقبہ اس واقعہ سے مایوس نہوا بلکہ اب اُسنے زیادہ عزت حاصل کرنے کی کوشش کی اور اس مطلب کے لیے چالیس سال کی عمر سے یہودیون کے قانون کا مطالعہ شروع کیا۔ جوئندہ یابندہ۔ صحیح مقولہ ہے۔ عقبہ نے اس پہلو

سخت کوشش کی بارہ ہی سال کے اندر مین وہ ایسا مشہور عالم اور معزز آدمی بنگیا کہ ۱۲۰۰۰ بارہ ہزار
مریدون کو ہمراہ لے کر اپنی سسرال کے گھر آیا لیکن کایا ساہوا اُس سے خوش نہوا اور عقبہ
مایوس ہو کر چلا گیا - آخر عقبہ نے ایک اور مرتبہ خسرال کے گھر مین عزت حاصل کرنے کی کوشش
کی اور اگلے بارہ سال کے بعد چوبیس ہزار مرید ہمراہ لے کر خسرال گیا اب کایا ساہوا اُس سے
خوش ہو گیا چنانچہ اُسنے اپنی جائداد کا بھی ایک بڑا حصہ دیدیا اُسوقت عقبہ ایک اور شخص
بار کوک بس - سے مل گیا - جو کہ اُسوقت اپنے تئین مسیح مشہور کرتا تھا - اور ان دونون شخصون
نے ایسی عزت اور نام آوری حاصل کی کہ اُنکے مریدین کی تعداد دو لاکھ تک پہونچ گئی
اور تمام ملک مین کوئی حاکم اُنکی ہمسری کا دعوے نہ کرسکا - آخر مجبور ہو کر رومی بادشاہ ایڈرین
نے اپنے ایک جنرل کی مدد سے اُنھین شکست فاش دی اور عقبہ ایسی حالت کو جا پہونچا
کہ جنگلون مین مارا مارا پھرتا اور ایک گدھا اُسکے پاس تھا جسپر سوار ہو کر وہ سفر کیا کرتا -
شام کا وقت تھا رات سر پر آرہی تھی اور غریب آوارہ گرد عقبہ کو معلوم نہین تھا کہ کہان جائیے
کہ اتنے مین سامنے اُسے ایک گاؤن نظر پڑا جو آباد تھا - عقبہ اس خیال سے اُس مین
داخل ہوا کہ جہان انسان رہتے ہین وہان باہمی محبت اور ہمدردی بھی ہوتی ہے لیکن
اُسکی غلط فہمی تھی اُس گاؤن مین اُسنے جا کر تمام لوگون سے درخواست کی کہ اُسے
شب بسری کے لیے پناہ دی جائے لیکن کسی نے اُسکی درخواست کو قبول نہ کیا آخر کار
وہ بیچارہ شہر سے باہر ایک جنگل مین پناہ گزین ہوا - اور دل مین کہنے لگا کہ یہ تو بڑی وقت کی
بات ہے کہ موسم کی سختی کا مقابلہ کرنے کے لیے مین ایک بھی مہمان نواز کی چھت تلاش نکرسکا
لیکن خدا منصف ہے وہ جو کچھ کرے مجھے منظور ہے یہ کہکر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور
چراغ روشن کیا - اور یہودی شریعت کا مطالعہ شروع کیا اوسنے ابھی ایک باب بھی مشکل سے
پڑھا تھا کہ آندھی آئی اور چراغ گل ہو گیا - اُسنے دل مین کہا کیا مجھے اس قدر بھی اجازت نہین
دی جائے گی کہ مین اپنے محبوب کی کتاب کا مطالعہ کرسکون لیکن خدا منصف ہے وہ جو کچھ کرے
مجھے منظور ہے - اسکے بعد مین یہان پر لیٹ رہا تا کہ اگر ممکن ہو تو چند گھنٹے آرام کر لے - مگر اتنے مین ایک
بھیڑیا آیا اور اُسنے مرغ کو مار ڈالا متعجب عقبہ گھبرا کر بولا میرے سر پر نئی آفت کیسی آگئی - افسوس

میرا محافظ اور رفیق چلا گیا اب مجھے قانونِ الٰہی کا مطالعہ کرنے کے لیے کون جگا یا کریگا لیکن خدا منصف ہے وہ جو کچھ کرے مجھے منظور ہے - غریب عقبہ نے یہ فقرہ بمشکل ختم کیا تھا کہ ایک شیر آیا اور اُسنے گدھے پر حملہ کرکے اُسے مار ڈالا - عقبہ چلاتا ہوا وہان سے بھاگا اور یہی مین کہنے لگا مجھے معلوم نہین آج میرے ساتھ کیا آنے والا ہے - لیکن خدا منصف ہے - وہ جو کچھ کرے سا مجھے منظور ہے - آخر صبح ہوئی اور جب عقبہ نے سر اُٹھایا تو اُسے معلوم ہوا کہ رات کے وقت ڈاکوؤن نے شہر کے اوپر حملہ کرکے اُسکے تمام باشندون کو مار ڈالا - اُسوقت اُسے اپنی سلامتی کا خیال آیا کہ اگر رات کو مین بھی گانوُن مین ہوتا تو اب ہرگز زندون کے ملک مین نہوتا اسلیے اُسنے خدا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ خدا منصف مزاج ہے وہ جو کچھ کرے مجھے منظور ہے - عقبہ اس مصیبت سے تو بچ گیا لیکن اُسکی قسمت مین زیادہ عرصہ تک زندہ رہنا نہین لکھا تھا چند روز کے بعد گرفتار کیا گیا اور اپنے پچھلے چلن کے لیے جب اُسنے دو لاکھ مریدون کی مدد سے ملک کے انتظام مین خلل ڈال دیا تھا اُسے رومیون کی عدالت مین پیش ہونے کی نوبت آئی اُسوقت ایسا اتفاق ہوا کہ جب وہ عدالت کے سامنے کھڑا تھا تو اُسکی نماز کا وقت آگیا اُسنے اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہ کی کہ کیسا نازک وقت اُسکے سر پر آیا ہوا ہے فوراً نماز پڑھنے کی اجازت چاہی چنانچہ اجازت دی گئی اور وضو کرنے کے لیے بھی تھوڑا سا پانی دیا گیا لیکن گو وہ پیاس سے بیتاب ہو رہا تھا تاہم اُسنے تشنگی رفع کرنے کے لیے پانی نہ پیا اور پاک و صاف ہوکر خدا کی عبادت مین مشغول ہوا - رومن جج نے عقبہ کے خلاف موت کا فتوے صادر کیا اور وہ بڑے عذاب سے قتل کیا گیا -

راجہ رام موہن رائے کس اصول کے پابند تھے

بنگال کے نامور ریفارمر اور عالم راجہ رام موہن رائے اُن لوگون سے سخت نفرت کرتے تھے جو زیادہ کھانا کھانے کے باعث بیمار ہو جاتے تھے ایک مرتبہ اُنکا ایک دولتمند دوست بوجہ زیادہ کھانے کے تخمہ مین مبتلا ہو گیا اور اپنا آدمی راجہ رام موہن رائے کے بلانے کو بھیجا - اُسوقت راجہ طنبور بجا رہے تھے یہ سنکر کہ بیماری کا باعث زیادہ کھانا اور بدہضمی ہے نوکر سے کہا مین دو وجہ سے اپنے دوست کی ملاقات کو نہین جا سکتا اول ایک دولتمند اور شریف شخص جو پیٹوؤن کی طرح

سب الا بلا ٹھونس کر بیمار ہو جاتے۔ دوم یہ کہ بیماری ایسی ہے کہ موت پہلے آتی ہے اور بیماری پیچھے اس لیے راجہ رام موہن رائے اپنے دوست کو آخری وقت دیکھنے بھی نہ آئینگے۔

اگر یاد دلاتی تو منگا دیتی

حضرت محمد بن اسکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ حضرت ام زہرہ خادمہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں کہ ایک بار حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو تھیلی بھر چاندی اور ایک لاکھ اسی ہزار درہم حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بطور نذر بھیجے۔ حضرت صدیقہ نے طباق منگا کر سب بانٹ دیا شام کو مجھسے فرمایا کہ کھانا لائیں روزہ کھولوں۔ میں روٹی اور روغن زیتون لے گئی کیونکہ گوشت نہ تھا اور میں نے عرض کیا کہ بی صاحبہ آپ نے یہ مال خرچ کر ڈالا اگر ہم لونڈیوں کے واسطے ایک درہم کا گوشت منگا لیتیں تو کیا ہوتا۔ فرمایا کہ ہاں۔ اگر تو یاد دلاتی تو میں منگا دیتی۔

عورتوں کی رجمنٹ

مہاراجہ رنجیت سنگھ عجیب باتوں کا شائق تھا چنانچہ اسکے لشکر میں ایک رجمنٹ عورتوں کی بھی تھی جو تعداد میں ۱۵۰ تھیں۔ فارس کشمیر اور کوہ ہمالیہ سے منگوائی گئی تھیں۔ انکا لباس لڑکوں کا سا تھا اور تیر و کمان باندھتی تھیں انکی لہراتی ہوئی پوشاک، ہیرے اور جواہرات کی جھلک اور انکی آنکھوں کی چمک کے مقابل کسی کی مجال نہ تھی کہ ٹھہر سکے۔ یہ تیر صاحب مہاراجہ صاحب سے ملنے گئے تو انھوں نے یہ رجمنٹ بھی انکو دکھلائی اور کہا کہ ساری فوج میں یہی ایک رجمنٹ ہے کہ جسکو قواعد نہیں سکھلائی گئی۔

عربوں کی شرافت

لیڈی اینی بلنٹ اپنے سفرنامہ نجد میں ایک نوجوان شریف النسب عرب محمد عبداللہ نامی کا قصہ بیان کرتی ہیں۔ یہ پلمائیرا کے شیخ کا بیٹا تھا جسکو دیر کے پاشا نے ان انگریزی سیاحوں کے پلمائیرا تک ساتھ جانے کا حکم دیا تھا۔ راستہ میں نوجوان کی ان مسافروں سے دوستی ہو گئی اور جب وہ انسے علحدہ ہونے لگا تو مسافروں نے اسکی خدمت کے عوض میں (کیونکہ حقیقت میں نوجوان عالی حوصلہ تھا) اسے دو چیزوں میں سے ایک پسند کرنے کا اختیار دیا۔ کہ یا تو وہ رقم معقول لے لے۔ یا لیڈی بلنٹ

کے شوہر کا بھائی بنجائے۔ چنانچہ نوجوان عرب نے بمقابلہ روپیہ کے شرافت کے ساتھ بھائی بننے کو ترجیح دی۔

مستقل مزاجی

پادری کیری صاحب جو ہندوستان میں سب سے پہلا پادری انگلستان سے آیا ہے اور جس نے بائیبل کا زبان انگریزی سے سنسکرت مین ترجمہ کیا یہ بچپن سے ہی بڑا مستقل المزاج آدمی تھا۔ وہ جس کام کو شروع کرتا بغیر کیے نرہتا لڑکپن مین ایک مرتبہ کسی درخت پر چڑھنے لگا تھا کہ گر پڑا اور کچھ ضرب بھی آئی لیکن جون ہی چوٹ سے افاقہ ہوا سب سے پہلا کام جو اُسنے کیا وہ یہ تھا کہ پھر اُسی درخت پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگا۔ اور یہی عادت اُس اولوالعزم شخص کی عمر بھر ہر کام کی نسبت جو اُسنے شروع کیا رہی۔

بلاٹنگ پیپر یعنی جاذب کاغذ کی زبان

انگلستان کے جنرل پوسٹ آفس مین بہت سی میزین پڑی ہین اور اُنپر قلم۔ دوات۔ اور بلاٹنگ پیپر (جاذب کاغذ) کے پیڈ پڑے ہین تاکہ جو لوگ منی آرڈر۔ تار۔ یا چٹھی وغیرہ ڈاک کے ذریعے سے بھیجا کرین وہین بیٹھکر لکھ بھی لین۔ اب معلوم ہوا ہے کہ بعض ایسے خبطی بھی ہین جو اُن جاذب کاغذ کے پیڈون کو صرف اس وجہ سے میگنی فائنگ گلاس (آلہ جو چیز کو بڑا کرکے دکھلائے) کی مدد سے پڑھتے ہین تاکہ دیکھین کہ لوگ ایک دوسرے کو کیا لکھتے ہین۔ اِن لوگون کو اسی بات مین مزا آتا ہے کہ لوگون کے چھوٹے چھوٹے بھید معلوم کرین۔ اُنکی حالت بعینہ ان لوگون کے مشابہ ہے جو لوگون کے دروازون اور کھڑکیون کے باہر کھڑے ہوکر اندر والون کی باتین چوری چوری سُنتے ہین حقیقت مین انسان مین ایک قدرتی شوق دوسرون کے بھید اور نقص کے معلوم کرنے کا پوشیدہ ہوتا ہے۔

مرزا جہاندار شاہ اور لکھنؤ کی بھگیا

سلطنت مغلیہ کی بنیاد قائم کرنے والے اولوالعزم بادشاہون کے حالات تو روز روشن کی طرح مشہور ہین۔ مگر اُس عظیم الشان دربار کے زوال کے زمانے مین یہ جن لوگون کے ہاتھ مین تھی اُن کی بیہودگی کا اندازہ ذیل کے واقعات سے ہوسکتا ہے جو صاحب قیصر التواریخ نے مرزا جہاندار شاہ دہلی کی نسبت قلمبند کیا ہے۔ جب اِس قسم کے لوگون کے ہاتھ مین خاندان مغلیہ کی بیت رہگئی

تو وہ جتنی جلدی ضائع ہوگئی اچھا ہوا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مرزا جہاندار شاہ دہلی سے لکھنؤ آئے۔ وہ زمانہ آصف الدولہ کا تھا حسن اتفاق سے لارڈ وارن ہیسٹنگز بھی موجود تھے نواب اور گورنر جنرل دونوں نے بڑے احتشام اور تجمل سے استقبال کیا۔ شہر کا چوک بڑے تکلف سے آراستہ کیا گیا۔ جب شہزادہ گردون مدار ہاتھی پر سوار ہوئے تو حسب دستور قدیم نواب خواصی مین بیٹھے جو اُنکے آبائے کرام کا قدیم منصب تھا۔ نواب گورنر جنرل جلوس مین گھوڑے پر سوار تھے۔ شہزادہ اول مارٹین کوٹھی مین داخل ہوئے۔ نواب آصف الدولہ نے تین لاکھ روپیہ کا نقد و جنس پیش کیا۔ اُس زمانے مین اودھ کے نواب اور حکام فرنگ دربار شاہی کا بہت بڑا ادب و احترام کرتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ نواب وزیر اور گورنر جنرل ہر صبح آداب بجا لانے کے لیے حاضر ہوتے تھے اور لوازم مہمانداری مین بہت بڑا تکلف برتا جاتا تھا اور ہر روز تحف و تحائف بھی بھیجے جاتے تھے۔ شاہزادہ کو رقص و سرود کے جلسے سے بڑی رغبت تھی۔ اور ہر شب ارباب نشاط حاضر رہتے تھے۔ بھگیا نامی کسبی ان رقاصہ عورتون مین جادو جمال تھی۔

رعنا قدِ او بجامہ زیبی — گلدستہ بدست دل فریبی
گیسوش بدامن جگر سائے — پیچیدہ ہزار فتنہ در پائے
چشمش کہ جہان خراب کردہ — در چشم غمزہ الخواب کردہ
شاہنشہ غمزہ فوج در فوج — طوفان کرشمہ موج در موج

اسکا ناچ اُس زمانے مین مشہور تھا شہزادے کی طبع معلّٰی اُسپر آئی اور بے طرح آئی۔

ایک ہی جلوے مین بیخود ہوئے غش مین آکر
آپ نے حضرت موسٰی ابھی دیکھا کیا ہے

غرض شہزادے کا عشق روز بروز بڑھنے لگا۔ نواب آصف الدولہ کو خبر ہوئی انھون نے مانعت کی جس سے آتشِ عشق اور بھڑکی۔

وصل عزیز حاصل عمرِ عزیز ہے
وہ گل ملے تو ہجر کا ہو خار خار دور

جہاندار شاہ رات کو ڈولی مین جانے لگے۔ ان روزون جکلہ دولت گنج مین تھا۔ جب اسکا چرچہ لگا

حکم ہوا کہ بھگیا کے دروازے پر پہرہ بٹھا دیا جائے جب شہزادے کو معلوم ہوا بہت خود رفتہ ہوئے عشق بڑی بلا ہے اب چارہ کیا تھا۔ سوچے کہ گورنر جنرل ہی سے کیون نہ اسکو کہئیے۔ پھر جاہے جو ہو۔

یا ہاتھ توڑے جائینگے یا کھولینگے نقاب
سلطانِ عشق کی یہی فتح و شکست ہے

اربابِ فہم سمجھ سکتے ہین کہ جب بادشاہون اور شہزادون کی یہ ناگفتہ بہ حالت ہو تو اسکا انجام کیا ہونا چاہیے۔ کجا امیر کبیر نواب گورنر جنرل بہادر اور کہان ایسی پوچ درخواست۔ لاحول ولاقوۃ۔ آخر نہ رہا گیا ایک روز مضطر ہو کر کہا مجھے آپ سے کچھ تخلیے مین کہنا ہے۔ نواب گورنر جنرل نے عرض کیا کل حضور اسکو ارشاد فرمایئن اور اسکو بہت دور دراز سمجھے۔ صاحبانِ کونسل سے مشورہ کیا اور تنقیح تام یہ تجویز ٹھہری کہ اگر شہزادہ عالم کسی ملک کے لینے کے لیے کمک چاہین تو ڈوکمپ ہمراہ رکاب کرنا چاہیے۔ اور اگر روپیہ کی ضرورت ہو تو اس قدر دیا جائے۔ اور اگر خدانخواستہ نواب اودھ کی گدی کے خواستگار ہون تو صاف جواب دیا جائے۔ سبحان اللہ

فکر ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست

خلاصہ یہ کہ دوسرے دن شہزادہ صاحب نے فرمایا۔ نواب۔ بھائی سے مجھے بھگیا دلوا دو۔ نواب گورنر جنرل اسوقت کچھ نہ سمجھے کہ بھگیا کون بلا ہے۔ زیادہ پوچھ گچھ خلافِ ادب تھی۔ آداب بجالائے اور رخصت ہوئے۔ نواب وزیر کو سخت اضطراب تھا کہین شہزادہ صوبۂ اودھ نہ مانگ بیٹھے تو بڑی خرابی ہو۔ جب گورنر جنرل نواب سے ملے تو ارشاد کیا۔ ہمکو نہین معلوم وہ کیا چیز ہے جسکے لیے کہلوایا ہے۔ مگر آپ اپنا شہزادہ سمجھکر دریغ نہ فرمایئن گے۔ نواب وزیر یہ سنکر بمقتضاے تہذیب دم بخود ہو رہے۔

کاٹو تو لہو نہین بدن مین

پھر فرمایا وہ ایک زن بازاری ہے جس پر حضور لٹو ہوئے ہین۔ مین نے پہلے اُسے منع کیا تھا اب اُنھون نے آپ سے سفارش چاہی ہے۔ بہت اچھا۔ یہ سنتے ہی نواب گورنر جنرل نے سر جھکا لیا اور دیر تک شاہزادے کی لیاقت پر تاسف کرتے رہے۔ نواب وزیر نے بھگیا کو شہزادے کے ہان بھیج دیا اور دوسرے روز رخصتانہ نذر پیش کی اور شہزادہ صاحب بنارس کو تشریف لیگئے۔

نکلنا خلد سے آدم کا سُنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

ہسپانیہ مین ایسٹر ڈے تیوہار کی رسم عجیب ہے

حضرت مسیح کے مصلوب ہونے کے ہفتہ کے تیوہار کے دنون مین کہ جسے ایسٹر ڈے کہتے ہین تمام رومن کیتھلک عیسائی ملکون مین معتقدین عجیب طور پر اس غمناک تیوہار کو مناتے ہین - ہسپانیہ ایک رومن کیتھلک ملک ہے وہان بھی کئی ایک نرالی رسومات مروج ہین جمعرات کے روز ملکہ ایجنٹ اور نوجوان بادشاہ تمام دربار کی عورتون کے ہمراہ تمام شہر کے گرجون مین پیدل پھرنا شروع کرتے ہین - دس بجے جمعرات سے ہفتہ کی صبح تک یعنی پورے اڑتالیس گھنٹے ہسپانیہ کے پایۂ تخت میڈرڈ مین گاڑیون کی آمد و رفت مطلقاً بند رہتی ہے اور دارالخلافہ ہر طرح سے سُنسان رہتا ہے - یہان تک کہ تھیئٹر بند ہو جاتے ہین اور شہر بھر مین کہین کسی باجے کی آواز سُنائی نہین دیتی - صرف اسی روز ملکہ ایجنٹ شہر گلیون مین اسطرح پھرتی ہے - اس روز صبح کے وقت تمام لیڈیان خنکی پالکیان تیار ہوتی ہین سوار ہو کر اپنے اپنے گھرون کو چلی جاتی ہین تاکہ تیار ہو کر سہ پہر کی رسوم مین شریک ہونے کو آ جائین اُسوقت شاہی محل مین دو درجن محتاجون یعنی بارہ غریب مردون اور بارہ عورتون کے پیر دھولانے کی رسم ادا کی جاتی ہے - انھین نئے کپڑے پہنا کر میز پر بٹھایا جاتا ہے - شہر کا میر سلفچی ہاتھ مین لیتا ہے ایک بہت بڑا امیر مثلاً وزیر اعظم تولیا پکڑتا ہے اور بادشاہ الفانسو (جسکی موجودہ اب حکمران ہے) اِن غریبون کے پیر دھو کر خشک کرتا ہے - الفانسو سیزدہم ابھی بچہ ہے اس لیے اُسکی مان اُسکی جگہ کام کرتی ہے - اب ملکہ عورتون کو خود کھانا کھلاتی ہے اور مردون کو معصوم بادشاہ کھلاتا ہے - اور امیر و امرا کھانے کی رکابیان لاتے ہین - اسکے بعد سب شہر کی عورتین اور مرد ملکہ کے ہمراہ جاتے ہین - دوسرے روز ملکہ ایسے ایک یا زیادہ مجرمون کو جنپر قتل کا فتویٰ ہو چکتا ہے معاف کر دیتی ہے ہفتہ بھر کے بعد شہر مین معمولی کاروبار شروع ہوتے ہین اور گرجون مین گھنٹے بجنے لگتے ہین جو ایک ہفتے تک بند رہتے ہین -

جہاز ڈوب کر بھی نمایان رہتے ہین

جہازی لوگ جس قدر عجیب و غریب باتین اپنے بحری سفرون کی سُنایا کرتے ہین اُنمین سے فلائنگ ڈچ مین (اُڑنیوالے ہالینڈ کے جہاز) کی

حکایت کچھ کم حیرت انگیز نہین - چنانچہ ذکر ہے کہ ایک جہاز (بیڑا) واقعہ جاوا سے وطن کو جاتا ہوا موسم سرما مین مصیبت کی حالت مین راس البلد کی طرف لوٹا - اس زمانے مین راس البلد پر بھی اہل ہالینڈ کی حکومت تھی اور اسوقت ایک قاعدہ مقرر تھا کہ کوئی جہاز موسم سرما مین خلیج ٹیبل سے بے مین داخل نہو - توپخانے نے اس جہاز پر گولے چلا کے اور سمندر مین ڈھکیل دیا - جہان پر غرق ہوکر اب تک مارا مارا پھرتا ہے - اور قیامت تک ایسا ہی کرتا رہیگا - ایک دوسرا بیان ہے کہ ایک ہالینڈ کا ہندوستان کی تجارت کا جہاز کئی ہفتے تک خلیج ٹیبل بے مین داخل ہونے کی کوشش مین ناکام رہا - اسپر جہاز کے کپتان نے غصے مین آکر سخت قسم کھائی کہ خواہ قیامت تک مجھے کیون نہ کوشش کرنی پڑے مین ضرور خلیج کے اندر جاؤنگا - اسپر وہ عتاب مین آگیا اور سزا دی گئی کہ تا قیامت وہ خلیج مین داخل ہونے کی کوشش کرتا رہے مگر وہان کبھی نہ پہونچیگا - یہ جہاز اکثر سمندر کی طوفانی حالت مین نظر آتا ہے جب کسی دوسرے جہاز پر ایک چیتھڑا بھی بادبان کا نظر نہین آتا - یہ تمام بادبان باندھے چلا آتا ہے اور جب کبھی صاف سمندر مین دیکھا جاتا ہے اور دوسرے بادبانی جہازون کے بادبان پورے کھلے ہوتے ہوتے ہین اسکے مستول برہنہ پائے جاتے ہین صرف اس جہاز کا نظر پڑجانا ہی منحوس ہے - لیکن جب یہ ایک کشتی ایک چٹھی دیکر بھیجتا ہے کہ یہ چٹھی وطن مین پہونچا دیجائے تو اسکا جواب دینا مہلک تصور کیا جاتا ہے -

مندرجۂ ذیل ایک عجیب روایت ہر مجسٹی کے جہاز لیون کی لوگ بک کی نقل کیجاتی ہے جو سنہ جہاز بارا کوٹا کے ۱۸۳۳ء مین راس البلد کی سمندر کی پیمائش مین مصروف تھا - جہاز لیون م ڈینجر (مقام خطر) سے دور خلیج الگوا اور خلیج سعون کے مابین تھا - جبکہ اسنے بارا کوٹا کو اپنے سے ڈو میل کے فاصلے پر دیکھا - اسپر لیون پر کسی قدر تعجب کے آثار پیدا ہوئے کیونکہ اس وقت جہاز بارا کوٹا قریب تھا اسلیے انھون نے اسکے قریب جانے کی کوشش کی مگر جا نہ سکے - اجنبی جہاز نے ایک کشتی آتاری چونکہ رات ہوگئی تھی اس لیے نہ کشتی نظر آئی نہ کچھ جہاز کا پتہ لگا کچھ دنون کے بعد جب دونون جہاز ملے تو بارا کوٹا کے لوگ بک دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ اس تمام کو لیون سے تین سو میل کے فاصلے پر تھا - اس لیے کسی نہج پر ممکن نہ تھا کہ اسنے اسے دیکھا ہو - اور یہ بھی تحقیق ہوگیا کہ اس روز دن بھر انھون نے کوئی کشتی نہین آتاری - ایک دوسرے

موقع پر بھی لیمن کو اسرار نظر آیا۔ کشتی بھی اتاری گئی۔ اسپر جہاز والوں کو یقین آگیا کہ یہ "فلائینگ ڈچمین ہے"۔ اس لیے لیمن نے کشتی کا کچھ انتظار نہ کیا اور اپنے راستہ پر چلا گیا۔

ایک دوسرے موقع پر ایک یورپ کو جاتا ہوا جہاز راس البلد کے قریب طوفان میں پھنس گیا اور اُسنے ایک پُرانے طرز کا بڑا سا جہاز پورے بادبان کھولے ہوئے اپنی طرف آتا دیکھا کہ جس پر طوفان ہوا کا کچھ بھی اثر نہ تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ باوجود موسم کی سختی کے اجنبی جہاز ہندوستانی تجارتی جہاز کی طرف سیدھا چلا گیا اور اُس سے ایسا قریب ہو کر گذرا کہ یہ معلوم ہوا کہ ٹکرا کر جا رہا ہے۔ اسکے تختہ پر ملازم نظر آرہے تھے اور مثل بجلی کے غائب ہو گیا۔ ہندوستانی تجارتی جہاز کے ملاح ابھی اجنبی جہاز سے سلام پیام کرنے کی تیاری ہی کر رہے تھے کہ وہ غائب ہو گیا۔

اس قسم کی بہت سی روایات مشہور ہیں۔ مگر یہ مسٹر مانٹگمری مارٹن کے اعتبار پر درج کی گئی ہیں جنکو سمندر کے مشاہدہ میں بڑا تجربہ حاصل ہے اور ہمیں تو جو بتلایا گیا ہے وہ لکھدیا ہے۔

دنیا کا سب سے پرانا اخبار

دنیا میں سب سے پرانا پیکن کا اخبار "دو تسنگ پاؤ" ہے جو سنہ ۹۱۱ء میں قائم ہوا تھا کچھ عرصہ پہلے تک لوگوں کا یہ خیال تھا کہ چین کا ایک رسالہ "کن پان"، جو ایک ہزار برس سے چھپتا رہا ہے دنیا کا سب سے پرانا اخبار ہے۔ مگر امبولٹ ہارٹ سفیر فرانس متعینہ پکینٹگ نے ایک نہایت معتبر کتاب اس مضمون پر لکھی ہے جسمیں اُسنے ثابت کیا ہے کہ یہ فخر "دو تسنگ پاؤ" کو حاصل ہے جو سنہ [illegible] ء سے برابر شائع ہوتا رہا ہے بلکہ یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ وہ اس سے بھی دو سو برس پہلے چھپنا شروع ہوا تھا یعنی ایسے زمانے میں کہ اسکے بعد آٹھ سو سال تک یورپ والے یہ بھی نہ جانتے تھے کہ اخبار کس جانور کا نام ہے

خلیفہ مامون الرشید اور قوتِ عزم

خلیفہ مامون الرشید کو مٹی کھانے کی عادت ہو گئی تھی اور وہ ہر چند چاہتا تھا مگر یہ افسوسناک عادت نہ چھوٹی کیونکہ قاعدے کی بات ہے کہ ایسے عادات انسان پر قبضہ کر لیتے ہیں کہ معمولی سمجھ سے مشکل اُن سے رہائی مل سکتی ہے۔ خلیفہ کے حکم سے بغداد۔ شام۔ اور ایران وغیرہ کے بہت سے اطبای حاذق فراہم کیے گئے اور خلیفہ کو مٹی کھانے کے چھوڑانے کی نسبت بڑی بڑی ضخیم طبی کتابوں کو نکال کر بحث کرنے لگے۔ اتنے میں خلیفہ کا ایک معتبر خدمتگار بھی اُدھر سے گذرا اور اطبا کے

حاذق سے اس مجمع کو دیکھکر اِسکے انعقاد کا باعث دریافت کرنے لگا جب اُسے معلوم ہوا کہ خلیفہ المامون کے مٹی کھانے کی عادت چھڑانے کے لیے علاج تجویز ہو رہا ہے تو وہ سیدھا خلیفہ کی خدمت مین چلا گیا اور ادب کے ساتھ عرض کی کہ یا امیر المومنین! تو سلطان نہین ہے۔ کیا تو بڑی بڑی مہمات کے طے کرنے کا ارادہ نہین کرتا۔ تو لا وہ تیرا عزم سلطانی کہان ہے؟ کیا تو عزم سے اس مٹی کھانے کی عادت کو ترک نہین کرسکتا۔ خلیفہ نے فوراً اطبا کی کونسل کو حکم دیا کہ تشریف لیجائیے۔ مامون رشید کو مٹی کھانے کی عادت چھوٹ گئی تھی۔

سوامی دیانند سرستی اور سانپ

میڈم بلاٹسکی نے لکھا ہے۔ سوامی صاحب نے اُن برہمنون سے جو اُنکے بڑے دشمن مین بہت سے سرگرم مباحثے کیے اور ہمیشہ فتحیاب رہے۔ بنارس مین پوشیدہ طور پر اُنکے قتل کے لیے لوگ تعینات کیے گئے مگر کامیابی نہ ہوئی۔ بنگال کے ایک شہر مین جہان اُنھون نے جادو ٹونے کی معمولی سے زیادہ خبر لی۔ ایک ہٹ دھرم شخص نے آنکے پیرون پر سانپ پھینک دیا۔ برہمنون کی ماتھولوجی مین دو قسمون کے سانپون کی پوجا لکھی ہے ایک وہ جو شیوجی کی گردن پر لپٹا رہتا ہے اور جسکا نام واسکی ہے اور دوسرے کا نام انت ہے جو وشنو جی کی پھنجاکو زیب وزینت دیتا ہے۔ اسلیے اس شیوجی کے اوپاسک نے یہ خیال کرکے کہ یہ سانپ جو شیوجی کی مورتی کی رکھشا کے لیے خاصکر سدھایا گیا ہے ضرور اس شیو کی نندیا کرنے والے کی زندگی کا خاتمہ کریگا۔ فتح کا نعرہ مار کر چلایا کہ دا سکھدیو خود تبلا دیگا کہ کون سچا ہے۔ دیانند جی نے اُس سانپ کو جو اُنکی ٹانگ پر لپٹ گیا تھا جھٹکا دیکر پھینکا اور پاؤن سے سر کچل دیا اور کہا مجھے یہ فیصلہ منظور ہے۔ تمھارا دیوتا بہت سست ہے مین نے اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیا۔ اور سامعین کو کہا جاؤ سب کو تبلا دو کہ جھوٹے دیوتا ایسی جلدی غارت ہو جاتے ہین۔

حکیم سقراط کا انصاف

جس زمانے مین ایتھنز دار الخلافہ یونان پر ۳۰ ظالم حکمران تھے اُسوقت حکیم سقراط کو ان ظالمون نے اپنی کونسل کے روبرو طلب کرکے کہا آپ بہتر ہے مع دیگر اشخاص کے ایک شخص لیون کے مکان پر جائین اور اُسکا کل مال ومنال ضبط کرلین کیونکہ ہم اُسکو قتل کروانا چاہتے ہین۔ حکیم سقراط نے یہ کلمات سنتے ہی بیدھڑک کہدیا کہ مین ہرگز

دل سے اس حکم کی تعمیل کرنے کے لیے تیار نہین ہون - کونسل کے ایک شخص نے کہا - کیا آپ اس سلطنت کے ساتھ گذر کر سکتے ہین، سقراط نے جواب دیا مَین اور دنیا بھر کے عذاب جو مجھے دیے جائین صبر کے ساتھ برداشت کرون گا مگر انصاف کے خلاف کام کر کے مَین کسی طرح چین سے نہین رہ سکتا - اور یہ عذاب اتنا بھاری ہے جسے مَین اپنے سر پر اُٹھا نہین سکتا -

نوشیروان کے قصر کے پہلو مین بڑھیا کا جھونپڑا

نوشیروان عادل کی نسبت مشہور ہے کہ اُسکے قصر کے پہلو مین ایک بڑھیا کا جھونپڑا ایسے طور پر واقع ہوا تھا کہ جسکی موجودگی کی حالت مین محل بہت بدنما اور بے رونق نظر آتا تھا مگر نوشیروان کا عدل گوارا نہ کرتا تھا کہ بڑھیا کو اُسکے حق سے جواب دے دے اور وہ بڑھیا بھی کچھ ایسی ضدی تھی کہ وہ اپنے مکان کے معاوضے مین کوئی انعام یا قیمت منظور نہ کرتی تھی - آخر نوشیروان نے اُسکا مکان نہ لیا - بعض لوگ کہتے ہین کہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے مندرجۂ ذیل کلام مین اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے ؎

آن پیرلاشہ راکہ سپردند زیرِ خاک
خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند
زندہ است نام فرخِ نوشیروان بعدل
گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند

نوشیروان کا عدل

نوشیروان عادل ایک دن کسی جنگل مین شکار کھیل رہا تھا جب بھوک لگی تو وہان کھانے کا کچھ سامان موجود نہ تھا - اُس نے ارادہ کیا کہ آس پاس کے کھیتون سے کچھ منگوا کر کھائیے - اس ارادے سے مطلع ہو کر کچھ خدمتگار دوڑ کر نزدیک کے ایک گانون سے مفت نمک لے آئے - جب نوشیروان نے قیافہ سے معلوم کیا کہ یہ نمک بغیر دام دیے آیا ہے تو دریافت کیا اور اپنے قیافہ کی صداقت معلوم کر کے اُنکو حکم دیا کہ ابھی جاؤ اور نمک کے دام دے آؤ - گو تمھارے نزدیک یہ نمک نہایت خفیف سی بات ہے مگر میرے لیے بہت بڑی ہے کیونکہ اگر مین ذرہ سے نمک کو روا رکھون گا میرے اہلکار گانون کے گانون ہضم کر جائینگے اگر مین اپنی سلطنت مین انصاف کو چلانا چاہتا ہون تو مجھے بھی ذرہ ذرہ سی بات مین محتاط ہونا چاہیے - چنانچہ بلبلِ شیراز حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اس موقع پر فرمایا ہے ؎

بہ نیم بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد
زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ

سلیمان ترکی نے بڑھیا کا انصاف کیا

شہ زور سلیمان ترکی نے ایک مرتبہ ملک ہنگری پر حملہ کرکے شہر بلگریڈ کو فتح کر لیا جو اس زمانے میں دین عیسوی کا مرکز تھا اس فتحیابی کے کچھ عرصے بعد ایک غریب بڑھیا نے شہنشاہ سے آکر فریاد کی کہ آپکے سپاہی میرے کچھ مویشی چرا لیگئے ہیں جنکے سوا میرے پاس اور کچھ پونجی نہیں سلیمان نے مسکراکر کہا کہ بڑھیا مائی تم ضرور گہری نیند سو رہی ہوگی ورنہ چور چوری نہیں کرسکتے۔ بوڑھیا نے فوراً جواب دیا ہاں بادشاہ سلامت۔ میں خوب میٹھی نیند سو رہی تھی اس خیال سے کہ آپ پاسبانی کر رہے ہونگے۔ شہنشاہ سلیمان یہ جواب سنکر بہت خوش ہوا اور ساتھ ہی نادم بھی ہوا اور بڑھیا کو اسکے نقصان کا خاطر خواہ معاوضہ دیا۔

قاضیوں کے قتل کا حکم

بایزید اول شاہ ترکستان کو اپنے قاضیوں پر سخت غصہ آیا۔ کیونکہ اُسے ثابت ہوگیا کہ یہ انصاف کو روپیہ کے بدلے فروخت کرتے ہیں آخر ایک دن جھنجھلا کر اُسنے یہ ٹھان لی کہ سب قاضیوں کو ایک مکان میں جمع کرکے جلا دیا جائے بادشاہ کے منہ چڑھے حالی پاشا کو اس ارادے کی خبر مل گئی اور اُسنے ایک حبشی لڑکے کو جسے بادشاہ بہت پیار کرتے تھے سکھلا کر بھیجا۔ لڑکا معمول سے زیادہ خوش ہوکر بادشاہ کے پاس آیا۔ بادشاہ نے ہنسکر پوچھا آج کیا نعمت مل گئی جو ایسے بشاش ہو۔ اُسنے کہا کہ میں شاہ قسطنطنیہ کے پاس جاتا ہوں بادشاہ نے کہا خیر ہے۔ میرے دشمن کے پاس۔ اُسنے کہا ہاں۔ اسلیے کہ وہاں سے بہت سے راہب اور فقیر لے آؤں جو یہاں قاضی بنائے جائیں کیونکہ بادشاہ سلامت یہاں کے قاضیوں کو قتل کرانا چاہتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا وہ لوگ ہمارے قوانین سے کب واقف ہونگے۔ لڑکے نے کہا پھر آپ تامل کیجیے اور اس ارادے سے باز آئیے۔ اتنے میں حالی پاشا نے موقع پاکر عرض کی کہ اصل بات یہ ہے کہ قاضیوں کو سرکاری خزانے سے کسی قسم کا مواجب نہیں ملتا آخر وہ بھی پیٹ رکھتے ہیں اور بال بچے والے ہیں کہیں سے کھائینگے ضرور۔ بادشاہ نے اصل راز کو سمجھکر حکم قتل قاضیوں کا معقول مشاہرہ مقرر کردیا اور انصاف کا پورے طور پر عملدرآمد ہونے لگا جب یہ

صورت ہوگئی تو معتمد نے کہا کہ ہان - اگر اب کوئی خطا کرے تو وہ قابل سزا ہے - اور انصاف اس امر کی تائید کرے -

خدیو مصر اور نصف تنخواہ

محمد علی پاشا خدیو مصر کے وقت مین ایک عیسائی انجنیر مسلمان ہوا جب مہینے کے آخر پر شاہرہ تقسیم ہونے لگا تو سب یورپین انجنیرون کو پوری تنخواہ ملی اور اسکو نصف تنخواہ - جب اس نومسلم نے نصف تنخواہ کٹ جانے کی وجہ دریافت کی تو اسکو نہایت حیرت کے ساتھ سننا پڑا کہ خاص خدیو کے حکم سے آیندہ اسکی تنخواہ نصف رکھی ہے - جب اُسنے خدیو کی خدمت مین حاضر ہوکر اپنی تنخواہ کے بلا وجہ نصف کیے جانے کی شکایت کی تو محمد علی پاشا نے کہا کہ اب جو تم مسلمان ہوگئے تو گویا ہمارے بھائی بنگئے ہو اور اسلام چونکہ نہایت درجہ کی سادگی جفاکشی اور محنت کی تعلیم دیتا ہے اس لیے ہم امید کرتے ہین کہ بخلاف اپنے دوسرے یورپین بھائی انجنیرون کے تم آیندہ نصف تنخواہ مین گذارہ کر سکو گے - مگر یہ معلوم نہوا کہ نومسلم انجنیر نے اس جواب کو کیسا پسند کیا -

خلیفہ منصور اور عمر بن عبید

خلیفہ منصور عباسی نے عمر عبید سے کہا کہ مین آپ کا نہایت مشکور ہونگا اگر آپ مجھے کوئی نصیحت کرین - عمر نے کہا یہ حکومت جو آج تیرے ہاتھ مین ہے تجھکو آبا ؤ اجداد سے وراثت مین نہین ملی تجھسے پہلے کسی اور کے ہاتھ مین تھی اور اب تجھکو مل گئی - اگر حکومت اور دولت کسی سے وفا کرتی تو آج تجھ تک نہ پہونچتی - اس لیے آجکی رات اُس دن سے ڈر جسکے بعد کوئی رات نہوگی - عمر نے دربار سے اُٹھنا چاہا تو منصور نے کہا مین نے آپ کے لیے دس ہزار دینار کا حکم دیا ہے عمر نے کہا مجھے اس روپیہ کی ضرورت نہین خدا کی قسم مین اسکو ہرگز منظور نہین کر سکتا - خلیفہ کا بیٹا مہدی دربار مین بیٹھا تھا اور اُسنے کہا افسوس ہے تم امیر المومنین کی قسم پر قسم کھاتے ہو - عمر نے منصور سے پوچھا یہ جوان کون ہے - خلیفہ نے جواب دیا یہ میرا بیٹا اور ولی عہد ہے - عمر نے کہا واللہ تو نے اسے وہ لباس پہنایا جو شریفون کا نہین ہے اور ایسا نام رکھا جسکے لائق وہ نہین ہے - پھر مہدی کو کہا کہ تیرا باپ قسم کا کفارہ ادا کر سکتا ہے اور تیرا چچا قسم کا کفارہ ادا کرنے پر قادر نہین ہے - اسکے بعد خلیفہ منصور نے عمر سے پوچھا کہ آپ کو کوئی حاجت ہے جسکو مین پورا کرون تو عمر نے کہا کہ میری یہی حاجت ہے

کہ مجھکو دوبارہ دربار مین آنے کی تکلیف نہ دیجائے۔ خلیفہ منصور نے کہا تو کیا مین اسکے بعد اٰپکی زیارت نہ کرسکون گا۔ عمر نے کہا ہان بس میری یہی حاجت ہے۔ اور یہ کہکر دربار سے رخصت ہوا۔

علمای اسلام کی شان

عمر بن عبد العزیز نے غیلان کو دربار مین طلب کیا اور اس سے کہا تم امورات سلطنت مین میری مدد کرو اور کوئی خدمت قبول کرو۔ اُسنے کہا آپ یہ خدمت میرے سپرد کرین کہ توشہ خانون مین جتنی چیزین فضول اور نمائشی ہین مین اُنکو بیچ ڈالون اور وہ روپیہ لوگون کو واپس دون جو جبر و تعدّی سے خزانۂ عامرہ مین جمع کیا گیا ہے۔ یہ خدمت خلیفہ نے اُسکے سپرد کی اور توشہ خانون کا نمائشی اسباب جو بکثرت تھا نکال کر رکھا گیا۔ چنانچہ صرف ریشمی موزے جو اس غرض سے توشہ خانے سے نکال کر رکھے گئے اُنکی قیمت تیس ہزار درہم ہوتی تھی۔ غیلان امین سے ایک ایک چیز کو اُٹھاتا تھا اور کہتا تھا۔ آؤ اُنکے مال پر جو خائن تھے۔ آؤ اُنکے مال پر جو غاصب تھے۔ آؤ اُنکے مال پر جو ظالم تھے آؤ اُنکے مال پر جو پیغمبر خدا کے بعد اُنکی سیرت و سنت نہین ہے۔ لوگ گمان کرتے تھے کہ وہ ہدایت و ایمان کے پیشوا اور دین و ملت کے امام تھے۔ حالانکہ اُنکے ظلم و جور سے مسلمان فقر و فاقہ مین مبتلا ہین خلیفۂ وقت کی نسبت یہ صاف بیانی اور صرف دین کی خاطر علماے اسلام ہی کی شان تھی۔

ایک سارس کے بچہ کا سفرنامہ

چند سال ہوئے کہ کریمیا (علاقہ روس) مین مسٹر فالسفین ایک زمیندار نے ایک سارس کا بچہ بچے نکالنے کے موسم مین پکڑا۔ اور جب پرندون کے انتقال مکانی کا زمانہ آیا تو اُسکے پاؤن پر ایک تختی خوب مضبوط باندھ دی۔ جسپر انگریزی۔ فرانسیسی اور انگریزی زبانون مین لکھدیا کہ وہ جو شخص اسکو پکڑے یا شکار کرے مہربانی سے اسکا پتہ بمقام اور تاریخ لکھ بھیجے۔ اسکے بعد چھوڑ دیا۔ سنہ ۱۹۰۱ء مین ایک عرب نے ڈنگولا دارالحکومت سوڈان مین اسکو پکڑا اور یہ خیال کرکے کہ خرطوم کے کسی یوروپین کے نام یہ پیغام ہوگا۔ درویش گورنر ڈنگولا نے عبد اللہ خلیفہ امدرمان کو وہ تختی بھیج دی۔ انھون نے سلاطین پاشا کو بلا کر پڑھوایا لیکن اُسکی بات پر یقین نکرکے یہ خیال کیا کہ ضرور اسمین کوئی راز کی بات ہے جو روشنائی سے لکھی گئی ہے۔ جو معمولی طور پر نہین پڑھی جاسکتی۔ اُنھون نے تو وہ تختی اپنے پاس رکھ لی مگر سلاطین پاشا نے اُسکا پتہ یاد کرلیا تھا اور اُسی کے مطابق یورپ مین لوٹ کر اُس شخص کو

اطلاع دے دی کہ جس نے وہ تحریر لکھی تھی کہ وہ جانور فلان مقام پر پکڑا گیا-

سادگی ادا اور بھولاپن

بفن ایک مشہور نیچرسٹ (محقق علوم طبعی) گذرا ہے- پیرس کے ایک شاہی باغات کے مالی نے دو انجیرین جو پہلے پہل ایک پودے پر پختہ ہوئین تھین اسکے پاس کسی علمی شناخت کے لیے ایک خدمتگار کے ہاتھ بھیجین- انجیرین خوب پکی ہوئی تھین- سیدھے سادے خدمتگار کا جی للچایا اور وہ اُنمین سے ایک کھا گیا- جب بفن کو صرف ایک انجیر ملی تو اُسنے پوچھا دوسری کہان ہے- خدمتگار اپنا قصور مان گیا- بفن نے تحمل سے پوچھا کہ وہ انجیر تم نے کس طرح کھائی تھی- سادہ لوح خدمتگار نے دوسری انجیر بفن کے ہاتھ سے اُٹھا کر مُنھ مین ڈال لی اور کہا اس طرح سے-

اسی طرح نورجہان بیگم نے بیچارے شہزادہ سلیم کو جو بعد مین ملقب جہانگیر نورجہان کا غلام بنا تھا اپنی بچپن کی سادگی کا شکار کیا تھا- شہزادہ ایک مینا بازار کے موقع پر کبوتر اڑا رہے تھے- نورجہان لڑکی تھی- پاس سے گذری شہزادے نے جلدی مین کہا- بی لڑکی یہ ہمارے دونون کبوتر پکڑنا- اسکو دے کر درخت پر چڑھکر کبوترون کا تماشا دیکھنے کو چڑھ گیا- جب اُترا تو نورجہان بیگم کے ہاتھ سے ایک کبوتر پھڑک کر چھوٹ چکا تھا- شہزادے نے پوچھا ہمارا دوسرا کبوتر کس طرح چھوٹ گیا- نورجہان نے دوسرے کبوتر کو نہایت بھولے پن سے چھوڑ کر کہا- صاحب عالم! اسطرح- جہانگیر تا دم مرگ نورجہان کی اس سادگی کی ادا کو نہ بھول سکا-

سلطان محمود غزنوی اور حکیم البیرونی منجم

ابو ریحان البیرونی جو سلطان محمود غزنوی کے عہد مین ایک نامور حکیم عالم- اور منجم گذرا ہے ایک روز سلطان محمود غزنوی کے دربار مین بیٹھا تھا کہ سلطان کو اسکے علم نجوم کی لیاقت دریافت کرنے کا شوق پیدا ہوا چنانچہ سلطان نے اسکو حکم دیا کہ بتلاؤ مین کس راستہ سے دربار کے کرے سے نکلون گا اور ساتھ ہی ہدایت کی کہ اسکا جواب سوچ سمجھکر لکھکر لفافہ مین بند کرکے فلان امیر کے حوالہ کردے جب البیرونی یہ کام کر چکا تو سلطان نے حکم دیا کہ فلان دیوار کو توڑ دیا جائے چنانچہ اُس راستہ سے دربار سے باہر نکل کر سلطان نے البیرونی کی پیشین گوئی کو دیکھا تو حیران ہو گیا کیونکہ اُسنے نہایت صحت اور وضاحت کے ساتھ لکھدیا تھا کہ فلان دیوار فلان موقع سے

توڑ دا کر سلطان اُسمین سے باہر نکلین گے۔ سلطان محمود نے مزید تحقیق کی نظر سے حکم دیا کہ یہ جادوگر ہے اسے کھڑکی کے نیچے گرا دو مگر کھڑکی کے نیچے بہت بڑا گدا ڈلوا دیا گیا تھا۔ اس لیے یہ مشہور منجم بلا کسی صدمہ اور چوٹ کے بچ گیا۔ پھر سلطان نے اسکو اپنے حضور مین طلب کر کے دریافت کیا کہ اسکو اپنے علم کے ذریعے سے یہ بھی پہلے معلوم تھا کہ اُس سے کیا سلوک کیا جائیگا۔ البیرونی نے اپنے کاغذات منگوا کر دکھلا دیا کہ یہ واقعہ بھی بالتفصیل اُسمین لکھا جا چکا تھا۔

یہ کام اُس سے اچھا ہے

اگر وہ دولت جو انسان اپنے فضول کاموں اور بیہودگی اور ہوس پرستی کے شغلوں مین صرف کرتا ہے۔ محتاج انسانوں کے کام مین صرف کیجاتی تو دنیا سے کتنی محتاجی اور مصیبت یک قلم اُٹھ جائے۔ ایک صاحب بیان کرتے ہین کہ لنڈن کے ایک شارع عام سے گذرتے ہوئے مین نے ایک نوجوان لڑکی کو دیکھا جسکی عمر چودہ سال سے زیادہ نہ تھی نہایت خوشنما پوشاک پہنے ہوئے ایک شیرینی فروش کی دوکان مین داخل ہونے لگی تھی کہ ایک بڑھیا نے اُسکا دامن پکڑ کر سوال کیا نوجوان لڑکی نے اُسکی طرف دیکھا اور فوراً اپنے ہاتھ کے وہ دام جن سے وہ ابھی مٹھائی خریدتی بڑھیا کے ہاتھ مین دیدیے اور یہ کہکر کہ "یہ کام اُس سے اچھا ہے"، طرفۃ العین مین نظروں سے غائب ہو گئی۔

ڈاکخانہ جات ہند کے قصے

ڈاکخانہ جات ہند کے متعلق ہر سال بہت سی دلچسپ باتین پیش آیا کرتی ہین۔ چنانچہ کسی پچھلی رپورٹ مین درج تھا کہ ایک دفعہ ایک بوڑھیا ایک خط لے کر لیٹر بکس مین ڈالنے آئی۔ اسنے دیکھا کہ ایک گول مول سا آدمی کے برابر اونچا کُندہ کھڑا ہوا ہے اور اُسکا مُنھ کھلا ہے۔ بڑھیا نے بکس کے مُنھ مین چٹھی ڈال کر اُسکے سامنے ہاتھ جوڑے اور کہا میری چٹھی میرے بیٹے کے پاس ضرور احتیاط سے پہونچا دینا۔ وہ سمجھی تھی کہ یہ جاندار ہے اور یہی چٹھیان تقسیم کرنے بھی جائیگا۔

اسی طرح ایک دفعہ ولایت انگلستان کے ڈاکخانے مین کسی کلارک کے پاس ایک دیہاتی لڑکی پوچھنے آئی کہ "جان" کا بھی کوئی خط آیا ہے کلارک نے انکار کیا۔ دوسرے روز لڑکی نے آکر پھر وہی سوال کیا کلارک مسخرہ تھا۔ سمجھا "جان" یا تو اسکا شوہر ہے یا منگیتر۔ جواب دیا کہ آج خط آیا ہے لڑکی نے پوچھا وہ کیا لکھتا ہے۔ کلارک نے کہا وہ لکھتا ہے "مین بخیریت ہون لیکن تمھارے دونو

چاہتا ہوں اگر ڈاکخانہ کے کلرک کے حوالے کردوگی تو وہ پہونچا دیگا - چنانچہ لڑکی نے بھوتنی سے کلرک سے کہا آپ میرے دونوں بوسے کرجان کے پاس پہونچا دیجیے - کلرک کو اس درخواست کی تعمیل میں کیا عذر ہو سکتا تھا -

جنت میں دس حیوان اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ مندرجۂ ذیل دس حیوان بھی بہشت میں بھیجے جائینگے اور نیک لوگوں کے ساتھ وہاں رہیں گے -

(۱) بُراق - جناب ختم المرسلین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا گھوڑا -
(۲) قطمیر اصحاب کہف کا کتا -
(۳) ناقہ - حضرت صالحؑ کی اونٹنی -
(۴) حوت - حضرت یونسؑ کی مچھلی -
(۵) گدہا - بلعام باعور کا گدھا -
(۶) چیونٹی - حضرت سلیمانؑ کی چیونٹی -
(۷) مینڈھا - جو حضرت اسحاقؑ کے بجائے قربانی کیا گیا -
(۸) ہُدہُد - ہدہد بلقیس ملکہ صبا -
(۹) بیل - حضرت موسٰےؑ کا بیل -
(۱۰) بچھڑا - حضرت ابراہیمؑ کا بچھڑا -

گمنام تحریرات اور اُنکے جواب گمنام تحریرات کا رواج کچھ زمانۂ موجودہ ہی سے متعلق نہیں ہے بلکہ یہ سہل طریق ہمیشہ سے مستعمل ہے - شاید کبھی نیک نیتوں کو بھی اس سے پالا پڑ جاتا ہو ورنہ عموماً بدنیت ہی اسے برتا کرتے ہیں -

چنانچہ اورنگ زیب باپ کو نظر بند کرکے بعافیت تختِ دہلی پر بیٹھا تو گزشتہ بساط پر ایک گمنام عرضی میں جسکا مضمون یہ تھا -

"زہے عالمگیر پسر بر تخت و پدر در زنجیر" بادشاہ نے اسکو پڑھا اور پڑھکر پھینک دیا -

اسی طرح نادر شاہ کے زمانے میں خود شاہ کو ایک کاغذ ہاتھ لگا - لیکن حکم نادری اسیر بھی ہوا - لکھنے والے نے حضرت ہی پر وار کیے تھے - اور لکھا تھا -

اے نادر - اگر خدائی خدا را بندگان درکار - وگر پیغمبری پیغمبران را اُمت درکار - واگر پادشاہی - پادشاہ را رعیت درکار - مگر تو کیستی کہ کسے را نمی خواہی -

نادر نے جواب میں لکھدیا -

خدایم - نہ پیغمبرم نہ پادشاہم کہ مرا بندگان و اُمت و رعیت درکار باشد - من یک قہر خدا بر شما مستولی شدہ -

نادان کی فلاسفی

آجکل بعض لوگ اعتراض کرتے ہین کہ امیر عبدالرحمن خان اپنے اہلکارون کو لوٹ لیتے ہین - اور جسکو دولتمند دیکھتے ہین اُسکی دولت ضبط کر لیتے ہین - یہی حال مہاراجہ رنجیت سنگھ والی پنجاب کا اس خصوص مین تھا - مہاراجہ صاحب بھی اپنے جس اہلکار یا صوبہ دار کو دولتمند پاتے اُسکا مال و اسباب ضبط کر لیتے - لیکن مشہور ہے کہ مہاراجہ نے ایک مرتبہ اِس ضبطی کے سلسلہ کی وجہ خود اِس طریق پر بیان کی تھی - کہ مہاراجہ کے حضور مین ایک منشی ملازمت کے لیے پیش کیا گیا - قدیم دستور چلا آتا تھا کہ جب یہ کسی کو کسی عہدے پر سرفراز کرتے تو ایک روپیہ نذرانہ کا اُس سے لے لیتے - جب اِس منشی کا تقرر منظور ہو گیا تو مہاراجہ نے اُس سے نذرانہ کا روپیہ طلب کیا مگر اُسنے بوجہ ناداری عذر کیا اِسپر مہاراجہ نے اہلِ دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ میرے گواہ اِس بارے مین رہنا کہ آج جس شخص کو ایک روپیہ نذرانہ دینے کا مقدور نہین ہے پانچ چار سال کی ملازمت مین ہزارون بلکہ لاکھون روپیہ کا آدمی ہو جائیگا - اور جب مین یہ دیکھونگا کہ اِسنے اُس روپیہ پر قبضہ کیا ہے جو اِسکا حق نہین ہے تو مین سوا اِسکے کہ اِسکا کل مال و منال ضبط کر لون اور کیا کر سکتا ہون -

دیوان ساونمل نے انصاف لڑکے کے مقابل کیا

دیوان ساونمل جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کی طرف سے ملتان کے گورنر مقرر کیے گئے تھے اپنے وقت کے بڑے منصف مزاج حکمران تھے اُنکے علاقہ مین بے انصافی شاذ و نادر ہوتی تھی - یہان تک کہ ایک مرتبہ دیوان صاحب کو معلوم ہوا کہ اُنکا چھوٹا لڑکا فلان زمیندار کے کھیت سے کئی مرتبہ گنّے چوسے اور دام نہین دیے - فوراً اپنے لڑکے کو بلا کر صندوق اُٹھائی اور دھوپ مین کچھ دیر کھڑے رہنے کی سزا دی - جیسے کہ سپاہیون کو دلیل کی سزا دیجاتی ہے - چنانچہ دیوان صاحب کا لڑکا دھوپ

تا ہم وہ تاشست نکر سنے کے باعث علیل ہوکر مرگیا - اِس سے دیوان سادن مل کی سخت گیری انصاف کا اِس قدر سکہ اُنکے علاقہ مین بیٹھ گیا کہ ایک دوسرے سے بے انصافی کرنے کی کسی کو جرأت نہ پڑتی -

استغنیٰ کا جواب حکیم دیو جانس کلبی

ہر چند کہ حکیم دیو جانس کلبی نے جب سکندر اعظم اُسے دیکھنے گیا اور اُس سے درخواست کی کہ مجھ سے کچھ مانگ لو - تو اُسنے یہی جواب دیا تھا کہ ذرا دھوپ چھوڑ کر کنارے ہو جاؤ - ایسے استغنا کی دنیا کی تاریخ مین شاید ہی کوئی دوسری مثال ہو - لیکن جب سکندر ہندوستان مین آیا اور بقول آرین مورخ کے اُسنے ایک ہندوستانی فقیر منڈانس نامی کو اپنے رفیقون مین شامل کرکے اپنے ہمراہ لیجانا چاہا تو منڈانس نے بھی ایسے استغنا سے جواب دیا اور کہا جب تک میری روح اِس قالب خاکی مین ہے اُسوقت تک جو کچھ مجھکو درکار ہوگا وہ سب ہندوستان مین موجود ہے اور جب میری روح کو جدائی قالب سے ہوگی تو وہ اِس دل آزار رفیق یعنی جسم سے نجات پا جائیگی -

عورتون کی بہادری

ایک حبشی عورت نے انگلستان مین تھوڑے دن ہوئے کہ ایک مکے سے ایک ریچھ کو مار ڈالا تھا - اِس قوی ہیکل عورت کا نام جین ایلس آف کالڈول ہے انگلستان کے ایک لوکل حکیم کا قول ہے کہ فی زمانہ اِس سے زیادہ طاقتور عورت پردۂ دنیا پر موجود نہین ہے - جین رابسن کا قد ٦ فٹ ایک انچ لمبا ہے گو یہ وزن مین ٢٤٤ پونڈ یا ۵ من ٢/١-٣٢ سیر سے زائد ہے تاہم اسکا گوشت موٹی عورتون کی طرح لٹکا ہوا نہین ہے بلکہ مثل پہلوانون کے گٹھیلا اور کسرتی ہے -

چند روز ہوئے کہ ایک ریچھ والا شہر انگلستان مین آیا جسنے اپنے جانور کو کشتی اور نیکے بازی کے فن سے خوب ماہر کر رکھا تھا اور یہ اعلان کرتا پھرتا تھا کہ جو شخص کشتی مین ریچھ کو گرا دیگا اُسے دو پونڈ انعام دونگا - جین رابسن اِس انعام کے اعلان کو سنکر بہت خوش ہوئی اور فوراً اُس ریچھ والے کے پاس پہونچی جو ایک جگہ تماشہ دکھا رہا تھا آگے بڑھکر جین نے ریچھ پر حملہ کیا - ریچھ جو پہلے ہی سے سدھا ہوا تھا بہت سیدھا ہوکر کشتی لڑنے پر آیا وہ ہو گیا پہلے تو وہ اپنے حریف کے گرد پھرتا رہا پھر جین پر جھپٹا جین تیندوے کی طرح کود کر پرے ہٹ گئی

اور اس طرح اسکا وار خالی دیا - جین نے موقع پاکر ریچھ کے کندھون کے پیچھے اس زور سے ایک گھونسا مارا کہ وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور وہین سرد ہوگیا - لوگ اس تماشے کو دیکھ کر ایسے خود رفتہ ہوگئے تھے کہ وہ ریچھ کے گرتے ہی فتح و نصرت جین کی خوشی مین شور بلند نہ کرسکے - جب مداری نے مردہ ریچھ کی ایک ٹانگ اٹھا کر حاضرین کو اس امر کا یقین دلایا کہ اس قوی ہیکل عورت نے ایک مکے کی ضرب سے صرف سدھے ہوئے ریچھ ہی کا خاتمہ نہین کردیا بلکہ اسکے ساتھ ہی میری اوقات کا خاتمہ بھی کردیا ہے -

خوشامد اور بادشاہ — بادشاہون اور امیرون کے سامنے اکثر خوشامدی انکے خوش کرنے کے لیے خوشامد کیا کرتے ہین اور حقیقت یہ ہے کہ خوشامد سے یہ لوگ خوش بھی ہوتے ہین کیونکہ خوشامد لفظ مرکب ہے "خوش" اور "آمد" سے تاہم بعض ایسے بادشاہ بھی دنیا مین گذرے ہین جنھون نے خوشامد کو سخت ناپسند کیا ہے اور بڑی منکسرانہ اور حلیمانہ زندگی بسر کی ہے - خصوصاً اہل اسلام مین کئی ایسے سلاطین کا پتہ چلتا ہے لیکن انگلستان کے دو بادشاہون نے بھی خوشامدیون کو خوب دھتکارا ہے - چنانچہ شاہ کینوٹ کی نسبت بیان ہے کہ جب اسنے دیکھا خوشامدی ہر وقت اسکی عظمت اور جبروت مین مبالغہ کرتے ہین اور کہتے رہتے ہین کہ دریا اور ہوا پر بھی بادشاہ کا حکم اثر رکھتا ہے تو وہ دق ہوکر ایک روز ساحل بحر پر جا بیٹھا - سمندر بڑے زور شور سے موج زن تھا - موجین بادشاہ کے قدمون تک چڑھ چڑھ آتی تھین بادشاہ نے حکم دیا پیچھے ہٹ جاؤ مگر انھین دنیا کے بادشاہ کے حکم کی کیا پرواہ تھی - اسپر خفا ہوکر بادشاہ نے اپنے خوشامدی درباریون سے جو اسکے پیچھے کھڑے ہوئے تھے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو سمندر کی موجون کو کہدو کہ بادشاہ کا حکم نہ ٹالین - واقعی بادشاہ نے عمدہ پیرائے مین خوشامدیون کو شرمندہ کیا اور اپنی واجبی عجز و کمزوری کا ثبوت دیدیا -

خدا کی تعریف یا اپنی — جارج سوم بادشاہ انگلستان کا تخت نشینی کے بعد منجملہ دیگر احکامات کے ایک یہ بھی حکم تھا کہ کوئی پادری اسکی موجودگی مین بادشاہ کی تعریف اپنے وعظ مین نہ کرے - اس حکم کی ضرورت یون واقع ہوئی تھی کہ ایک مرتبہ جارج ویسٹ منسٹر مین نماز کے لیے گیا تھا تو پادری ڈاکٹر ٹامس ولسن نے بادشاہ کی بہت خوشامد

تعریف کی تھی - بجائے اسکے کہ وہ دانا بادشاہ اس تعریف سے خوش ہوتا اُسنے فوراً پادری کو چشم نمائی کی کہ میں یہاں خدا کی تعریف سننے آیا ہوں یا اپنی "-

فیلقوس نے دشمن کو دوست کس طرح بنا لیا

مقدونیہ کے بادشاہ اور سکندر اعظم کے باپ فیلقوس اور ایک سردار آرکیڈی ریس میں بگاڑ تھا - آرکیڈی ریس کئی مرتبہ فیلقوس کے قتل کرنے کے لیے اُسکے ملک میں آیا چنانچہ ایک مرتبہ گرفتار بھی ہوگیا - وزیروں نے فیلقوس کو صلاح دی کہ اب موقع ہے کہ اسکو گذشتہ گستاخیوں کے لیے قتل کیا جائے تاکہ آئندہ کوئی حرکت نکرے - مگر فیلقوس نے اسکو قتل کرنے کے بجائے بہت کچھ انعام دیکر بڑی عزت کے ساتھ رخصت کردیا اسکے چند دنوں بعد سنا گیا کہ وہ ہی فیلقوس کا سب سے گاڑھا دوست ہوگیا اور جہاں کہیں جاتا تھا تعریفیں کرتا پھرتا تھا - یہ سنکر فیلقوس نے اپنے وزیروں سے ہنس کر کہا - تم بڑے طبیب ہو یا میں -

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است
با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

شہنشاہ اکبر اور عروج خاندانِ مغلیہ

شہنشاہ اکبر ہرچند کہ بلحاظ اقبال کے ہندوستان کے سلاطین میں لاثانی گذرا ہے تاہم جس مصیبت اور تباہی کے زمانے میں اور اپنے والدین کی جیسی بدنصیبی کی حالت میں پیدا ہوا تھا اُسکو دیکھکر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس نومولود کی بھی قسمت یہ اقبال دیگی جو سلاطین روے زمین کے لیے باعث رشک ہو - جب ہمایوں کا ستارہ گردش میں تھا اور وہ راجپوتانہ کے ریگستان میں اِدھر اُدھر اور اُدھر سے اِدھر مارا مارا پھرتا تھا - اسکی پیاری بیگم حمیدہ بانو بھی اسکے ہمراہ تھی اور حاملہ تھی - چنانچہ جب جودھپور کے سفر میں تھے تو اکبر ماں کے پیٹ میں باپ کی رنج و راحت کا شریک تھا - جب اس سفر سے پھر کر سندھ کی طرف آئے تو ایام ولادت بہت قریب تھے - اس لیے ہمایوں نے بیگم کو امرکوٹ میں چھوڑا اور آپ آگے بڑھکر پرانی لڑائی کو تازہ کیا - اس اثنا میں ایک دن ایک ملازم نے آکر خبر دی کہ برج حمل سے آفتاب اقبال طلوع ہوا ہے - ترکوں میں دستور ہے کہ جب کوئی ایسی خوشخبری لاتا ہے تو اُسے کچھ دیتے ہیں - ایک [illegible]

[illegible] ہو جائے تو اپنی رفتگاہ کے مطابق خلعت
[illegible] پیدا ہوئی تو اُسکی حالت ایسی ہو رہی
[illegible] ایک خشک ناف ہے اُسے نکال کر
[illegible] چنانچہ اسی طرح اس بچے کے اقبال کا
[illegible] لوگوں کو علم ہیئت میں بڑا دخل تھا وہ اکبر کا
[illegible] کے تالیاں بجاتا تھا اور ملک پھیریاں لے
[illegible] پیدائش [illegible] لاثانی ہے۔

سلطان محمود غزنوی کی بے نظیر صورت تو دیکھ

تاریخ [illegible] سے ہے کہ سلطان محمود غزنوی کے ایک روز [illegible] صورت کو دیکھکر [illegible] ہوا چنانچہ [illegible] نے سلطان کو ایسا پریشان دیکھکر سبب [illegible] سلطان محمود نے [illegible] بادشاہوں کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں لیکن میرا ایسا صور[illegible] [illegible] عرض کی حضور کا اقبال اس قدر بلند ہے کہ [illegible] آدمیوں میں سے ایک آدھ آپکی صورت دیکھنے کی جرأت کر سکتا ہے - علاوہ اسکے [illegible] خوب [illegible] سیرت خوب زیادہ پسندیدہ ہے۔ اگر آپ اپنے نفس کی اصلاح کریں اور [illegible] سے پیش آویں تو بنی نوع انسان کے لیے نہایت [illegible] ہو۔ چنانچہ محمود نے ہمیشہ ایسا ہی کیا ؎

صورت زیبا ے ظاہر ہیچ نیست
اے برادر سیرت زیبا بیار

فتح حاصل کرو یا مر جاؤ

[illegible] نے [illegible] اُسکے خاوند نے میدان میں شکست [illegible] ہے اور جو [illegible] آپ کو دشمن سے مقابلہ کرنے کے لائق [illegible] میدان جنگ سے [illegible] سواروں کے [illegible] تو اس بہادر عورت [illegible] [illegible] حالت میں [illegible] بزدل آدمی کے لیے قلعہ کا [illegible] [illegible] نے اُسے سمجھایا کہ اصل یہ حرکت [illegible]

نہین کیونکہ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اُسکا خاوند جسونت سنگھ دشمن کے ہاتھ آجائیگا تو وہ بولی جسونت سنگھ میرا خاوند نہین اور نہ یہ میرے مرحوم باپ رانا میواڑ کا داماد ہے - کیونکہ اُسنے ایک معزز خاندان کا روشن نام بدنام کیا ہے - وہ آدمی جو کہ بزدل ہے - راجپوت نہین اور جو راجپوتون کی طرح بہادر نہین مین اُسے ہرگز قلعہ مین نہ آنے دونگی - میرا اصول یہ ہے کہ دنیا مین فتح حاصل کرو یا مر جاؤ - اسکے بعد رانی کی حالت مین ایک عجیب و غریب پیدا ہوئی - کبھی تو اپنے خاوند کی اس حرکت پر ناراض ہوتی اور کبھی اپنی بدبختی پر روتی اور کبھی لوگون سے کہتی تھی نہین ہرگز نہین - میرا خاوند جسونت سنگھ ہرگز زندہ نہین بلکہ وہ میدانِ جنگ مین مر چکا ہے - اور یہ لوگ مجھے دھوکا دے رہے ہین - آٹھ نو دن کے بعد اُسکے مزاج کا تھرما میٹر ایک مستقل درجہ درجہ پر آگیا اور اُسنے ارادہ کیا کہ اپنے خاوند کی بزدلی کے عوض مین جان دیدے - چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا - اُسکے حکم کے مطابق چتا تیار ہوگئی اور وہ بہادر عورت اُسمین جلنے کے لیے روانہ ہوئی - قلعہ مین کسی شخص کو اتنی جرأت نہوئی جو رانی کو اس فعل سے باز رکھتا لیکن رانی کی بوڑھی مان اپنی لڑکی کو اس حالت مین گوارا نہ کرسکی اُسنے دوڑ کر اُسے اپنے گلے سے لگالیا اور رو کر کہنے لگی بیٹی - میری ایک بات سُن - رانی نے کہا کہو کیا بات کہتی ہو - بڑھیا نے جواب دیا - تمھارا خاوند جسونت سنگھ زندہ ہے کیونکہ اُسکے پاس جنگ کے لیے کافی فوج اور سامان موجود نہین ہے وہ قلعہ سے باہر کھڑا ہے وہ بزدل ہرگز نہین ہے پس اگر تو منظور کرے تو وہ قلعہ کے اندر آجائے اور ایک ہفتہ کی تیاری کے بعد دشمن سے پھر دوبارہ جنگ کرے - رانی شاید اس بات کو منظور نکرتی لیکن اُسکی ضعیفہ اور بزرگ مان کے آنسوؤن نے اُسکے دل پر جادو کا کام کیا اور اُسنے رانا جسونت سنگھ کو مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ قلعہ مین آنیکی اجازت دی - جسونت سنگھ جب قلعہ مین آیا تو وہ کبھی اپنی عورت کے اس جوش پر ناراض نہین ہوا بلکہ اُسکی بہت تعظیم کی -

شہنشاہ کا اپنی معشوقہ کے فرمانِ قتل پر دستخط کرنا

شہنشاہ جہانگیر پر اُسکی چاہیتی ملکہ نورجہان بیگم اس قدر حاوی تھی کہ تمام سلطنت کے مہام بیگم کی توجہ سے طے ہوتے تھے اور شہنشاہ سلامت صرف بیگم کی شمع حسن کے پروانے بنے رہتے تھے - سکّہ مین بیگم کا نام ضرب ہوتا تھا جب بادشاہ دربار مین بیٹھتے تھے تو بیگم پردے کے پیچھے سے آپکی پشت پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہتی تھین -

جون ہی ہاتھ اُٹھاتی اور یہ اکبر کے سپوت بے چین ہو جاتے یہ خود کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ "ما سلطنت
را بیک سیخ کباب و دو پیالۂ شراب بدست بیگم نور فروختیم۔"
جب تمام مہام سلطنت بیگم کے ناخن فکر سے وا ہونے لگے تو کئی جان نثاران سلطنت کو طرح طرح کی
شکایتیں پیدا ہونے لگیں۔ مہابت خان ان سب میں اول درجہ پر تھا۔ اور بیگم صاحبہ اس سے آزردہ
تھیں۔ اسکی طلبی دربار میں ہو چکی تھی اور اسے اندیشہ تھا کہ نتیجہ نیک نہیں ہوگا۔ ان ایام میں شہنشاہ
سیاحت کشمیر کے لیے جہلم کے کنارے پر خیمہ زن تھے۔ نورجہان مع فوج کے دریا عبور کر چکی تھیں کہ
مہابت خان چیدہ جان نثاروں کی ایک فوج لے کر جہانگیر کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آداب جو شہنشاہ
کی شان کے لائق تھے بجا لاکر قدمبوسی کی لیکن اپنی فوج کو حکم دیا کہ شہنشاہ جہانگیر قیدی سمجھے جائیں
جب نورجہان کو خبر پہنچی تو فوج سمیت دریا سے واپس لوٹی اور مہابت خان سے جنگ کی لیکن
ان جنگ آزمودہ پٹھانوں کے سامنے شاہی فوج کی کچھ پیش نہ گئی اور نورجہان بیگم بھی مہابت خان
کی قید میں آگئی۔ مہابت خان نے جہانگیر کی خدمت میں زور دیا کہ نورجہان کے قتل کے حکم پر
دستخط کر دے۔ قہر درویش بجانِ درویش۔ شہنشاہ مقید تھا اور نہیں جانتا تھا کہ اس حالت میں
نورجہان کی جان کس طرح بچا لے۔ کیونکہ خود بھی مہابت خان کی قید میں تھا۔ گو مہابت خان نے جہانگیر کی
عظمت اور آداب قائم رکھے۔ لیکن نورجہان کے قتل کیے جانے پر اصرار کیے جاتا تھا۔ آخر جہانگیر نے اس سے
بعجز درخواست کی کہ قتل کرنے سے پہلے مجھے ایک دفعہ ذرا اسے دیکھ لینے دو۔ جب نورجہان طلائی زنجیروں میں
اسیر جہانگیر کے سامنے آکر لعبت چینی کی طرح کھڑی ہو گئی تو آنسوؤں کے تار جاری ہو گئے جہانگیر اس
دل کو پاش پاش کر دینے والی نظر کے دیکھنے کی تاب نہ لا سکا اور بڑی منت و سماجت سے
اپنے ایک سپہ سالار اور گورنر سے اپنی پیاری بیوی کی جان بخشی کرائی۔ گو بیگم نے خلاصی پاکر انتقام لینے
کی پوری کوشش کی۔ تاریخ میں بہت کم ایسے دردناک نظارے پیش آئے ہونگے جب کوئی شہنشاہ
عاشق اپنے ہی پیارے معشوق کے قتل کے فرمان پر دستخط کرنے کے لیے ایسا مجبور
کیا گیا ہو جیسا جہانگیر کیا گیا تھا۔

تمام شد

١٣٢١۴

آپکی دل بہلانیوالی بخشی پریس کی مطبوعہ نئی کتابین

جوش شباب - وہ والدین جو اپنے پیارے بچون کی نگرانی نہین رکھتے اور بجاے علمی تعلیم کے کھیل کود مین مصروف رہنی دیتے ہین یہی ہونہار نچے جوان ہوہو کر اپنے بوڑھے ماں باپکو کسطرح تباہ اور برباد کردیتے ہین قیمت چار آنہ ۴ر

معرکہ اسپین - یہ ایک تاریخی ناول ہے جسکا پلاٹ اسپین مین قائم کرکے خلیفہ عبد الرحمٰن دوم کیوقت کی کچھ حالت دکھائی گئی ہے حسن وعشق ناز ونیاز کے کرشمونکے ساتھ عیسائیون اور اہل اسلام کے ایسے ایسے معرکے دکھای ہین کہ میدان کارزار سامنے نظر آتا ہے قیمت ایکروپیہ عہ

نصائح بخشی - اس کتابکے مطالعہ سے کمعقل عقلمند غریب امیر ناتجربہ کار تجربہ کار اور زمانہ شناس کمعلم ذیعلم ہوسکتے ہین یہ قابل قدر کتاب ڈیٹر خورشید عالم نے بڑی محنت اور جانفشانی سے لکھی ہے کچھ شک نہین کہ یہ کتاب اپنے رنگ کی ایک نئی کتاب ہے۔ قیمت آٹھ آنہ ۸ر

شوخ دیدہ - لو جناب! یقین تو ہی کہ آپ اسکے نام ہی تاڑ گئے ہونگے کہ کس قیامت کی شوخیان دیدہ کی دلیریان ہونگی اگرچہ یہ ناول ابھی ہمنے پہلے ہی مرتبہ چھاپا ہے مگر اسکی حالت سے معلوم ہوتا ہے کہ دس یا پنج مرتبہ اسکے چھاپنے کی ہمکو ضرورت ہوگی۔ بہت ہی عمدہ اور دلچسپ ناول ہے۔ قیمت ایکروپیہ عہ

دھانی دوپٹہ - چھوٹی سی کتاب بڑی سی بات عشق کا خاکہ اور سچا واقعہ آپنے کسی پریوش کو ابتک سامنے مین دھانی دوپٹہ اوڑھے دیکھا ہے اسے نہین دیکھا اور دیکھا تو یاد نہین۔ قیمت چار آنہ ۴ر

آرزوی دل - اس ناول کا ہر ہر فقرہ دکھے ہوے دلونکے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے جیسے آب باران کا کھیت کے ساتھ زمانے کی نیرنگیان محبت کا فوٹو جدائی کے صدمے دھالکی تدبیرین ارمانونکی حسرت لفظ بلفظ تیر ونشتر واقعی خوب لکھا ہے ہمت کے پردے مین مصنف نے یہ دکھایا ہے کہ عورتونکی بے پردگی اور منکوحہ عورتونکی آزادی کیا کیا گل کھلاتی ہے۔ قیمت آٹھ آنہ ۸ر

ترچھی نظر حصہ اول و دوم - اُف! اس ناول مین کیا ہے؟ دوستو دو دُکھے ہوے دلونکے سچے سچے عشق کا سچا سچا فوٹو اور اسکی سزایان قابل دید ہین جسکے سینے مین پتھر کا دل ہوگا وہ بھی ترچھی نظر کو اپنے دلپر ہاتھ رکھکر دیکھیگا اصل یہ ہی کہ اس ناول مین دو دُکھے ہوے دلون کا فوٹو دکھا کر یہ بتا دیا گیا ہے کہ ناکامل تعلیم نسوان نے کیا کیا نقصان واقع ہوتی ہین رہی مضامین کیحالت بس سمجھ لیجیے کہ مضامین کا نورتن بنا کر رکھدیا ہی۔ قیمت حصہ اول ایکروپیہ چار آنہ عہ۴ر - حصہ دوم ایکروپیہ چار آنہ عہ۴ر - قیمت ہر دو حصہ دو روپیہ آٹھ آنہ عہ۸ر

آپکا سچا خادم ایس - کے - بی - بخشی اینڈ کو گینڈا تالاب ڈاکخانہ بڑا بازار کلکتہ

بحری فرشتہ - یہ ناول ایک عمدہ انگریزی ناول سے ترجمہ کیا گیا ہے اور اسکا پلاٹ کنارہ دریا سے شروع ہو کر عمدہ اور دلچسپ سینریاں دکھاتا ہوا خوبصورت خوبصورت دہی تصویریں کے ساتھ ایک عمدہ اور بااثر نصیحت آمیز نتیجہ پیدا کرکے ختم کر دیا گیا ہے۔ ناول قابل دید ہے۔ قیمت دو آنہ ۲/

چالاک - خفیہ پولیس کے کارنامے نکالو تو مکار اور چالاک لوگون سے بچنے کی عمدہ تدبیر عقلمندی اور ذہانت کی سچی سچی تصویرین گھبراہٹ اور پریشانی کا سچا سچا نقشہ۔ غاصب اور حقدار کی کوششون کا کشادہ میدان۔ شریف اور کمظرف طبیعت کا اندازہ مضامین اور سینریون کے طلسمی مکانات سچ تو یہ ہے کہ یہ ناول نہین بلکہ تجربہ حاصل کرنیکے لیے عقل کا مجموعہ ہے۔ قیمت آٹھ آنہ ۸/

دست قدرت - تنہائی اور شب طوفانی مین ایک خدا ترس نے ایک نوجوان مہ پارہ لڑکی کی جان بچائی لیکن دریا سے اوسے کھینچ لایا اور اوسے ایک مکان مین لیجا کر اوسکی سرگذشت سنی مگر اسکو خواہ مخواہ دلچسپی کیون پیدا ہوئی اسکے لیے آپ پانچ آنے صرفہ گوارا کرین اور ایک جلد منگوا کر اس بیکس نادان برباد لڑکی کے حالات جسکے جعلی چچا نے تمام جائداد اور املاک چھین کر اسے پاگلخانے بھیجوا دیا تھا اور جسے اب اس جواں مرد نے بدلے مین دیکھ کر اوسکے معاملہ مین قدم رکھکر اوسکی جائداد دلوائی جعلی چچا کو جسنے پاگل خانے مین لڑکی کو بھیجکر ڈاکٹر سے تکلیف دلوائی تھی بادشاہ لوائی مع اس

خفیہ مخبر شہزادے کے حالات کے جسنے ابتدا سے انتہا تک اس معاملہ مین اور پیٹیرین کرکے حق بحقدار رسید کا مضمون کر دیا وغیرہ دلچسپ اور قابل عبرت حالات درج مین قیمت پانچ آنہ ۵/

سوتیلی ماں - اغلب ہے کہ آپ اس مشہور و معروف جملہ کو دیکھکر خود ہی سمجھ گئے ہونگے کہ اس ناول مین کیا ہے اگر حضرت رنگین نہ باشد جو آپ خلاصہ کیفیت تاڑ جائیں پہلے چار آنہ خرچ کرنیکا ارادہ کر لیجیے پھر اسے سن لیجیے کہ اس ناول مین ایک سوتیلی ماں کا اپنی بیٹی دسوتیلی ماں کے ساتھ سلوک کرنا ظاہر وہ محبت اور خلوص اور باطن مین وہ کینہ اور حسد کہ معاذ اللہ نہ صرف اسقدر بلکہ اپنے بھائی سے سازش کرکے اپنے شوہر کا خون کروا دینا اور سب باتوں مین خفیہ طور سے شریک رہنا اور انجام مین اپنے کردار کی سزا پایا۔ قیمت چار آنہ ۴/

بکس کا بچہ - آپ کو بڑا ہی تعجب ہوا ہوگا کہ بکس کا بچہ کیا آیئے ہم آپ کو ایک خفیہ مخبر لڑکے کے حالات ملاحظہ کرائین۔ جسنے اپنی طبعی چالاکی ہوشیاری اور فطرت سے ایک جہاز اور اوس کے مسافرون کا جو ڈائنامیٹ سے ایک چشم زدن مین اوڑ جاتا کسطرح بچایا۔ گو اسکی جان خود معرض خطر مین تھی اور یہ مشکوک ہوکر خود بھی جان سے گذر گیا تھا مگر وہ اوسے لڑکے حراست مین سے صاف نکل گیا اور حراست بھی کیسی۔ دریا کے اندر کشتی پر بیٹھا تھا وہان سے نکل گیا اور پھر بھی اپنے ارادے سے باز نہ آیا اور جہاز کو بچا لیا۔ وغیرہ - قیمت ڈھائی آنہ ۲-۸/

آفت ناگہانی - چٹپٹے رنگیلے نوجوانوں یقین ہو کہ اس نام پر آپکی نظر پڑتے ہی دلمین کھٹک کھٹک سی مین ٹیس ٹیس مین درد - درد مین لذت کا مزا بھر جائیگا - اصل مین ایک انگریزی ناول ناکس فریڈ مین آڈیارڈ سے ترجمہ ہوکے اردو کی پاک وصاف زبان کے زیور مین آراستہ کرکے آپکے مشاہدہ کیلیے تیار کیا گیا ہو جسکو ایک صفحہ ملاحظہ کرنے کے بعد آپ نہین بلکہ آپکے چوٹیلی دلمین ایک گدگدی سی پیدا ہوکر آپکو مجبور کریگی کہ بغیر پورا ناول ختم کیے ہرگز اس ناول کو آپ نہ چھوڑین - بہت ہی عمدہ ناول ہو - قیمت دو آنہ ۲ر

بحری سانپ - ناظرین اسوقت آپ کو اس ناول کا نام سنکر تعجب ہوگا کہ بحری سانپ کس جانور کا نام ہو - نہین نہین پیارے ناظرین اگر آپ کو اس اچھوتے ناول کی دلچسپ سیری اور کپتان جمیس اور مسٹر جولین کا پورا پورا فوٹو اور زمانے کی نیرنگیوں ان عجائبات کا مشاہدہ منظور ہو تو صرف دو آنہ ۲ر صرف کرکے اس ناول کی سیر کیجیے - قیمت دو آنہ ۲ر

شوکت فاروقی - اس مختصر تاریخ مین خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا - اور ہجرت وغزوات وجنگ بدر واحد - خندق وواقعہ حدیبیہ وجنگ خیبر وخلافت وفتوحات وجنگ قادسیہ وفتح بیت المقدس وفتح مصر وانتظام حکومت وطرز زندگی ووفات وغیرہ وغیرہ کے حالات کا کتہیائی تواریخ معتبرہ سے اخذ کرکے سچا سچا فوٹو دکھایا گیا ہی جسمے مع اُنکا ابتدای اسلام اور آنکے باعث سے اسلام کی ترقی اور حضرت عمرؓ کا رعب وداب قیصر وکسریٰ کی فوج بہادران اسلام کا مقابلہ معزز ناظرین کو بخوبی ظاہر قیمت صرف چار آنے ۴ر

تذکرۃ الانساب - اس قابل قدر کتاب مین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب نامہ لکھا گیا ہے بلکہ بہت سے قبائل عرب کے نسب ناموں کا مجموعہ ہو - قرنہ کی حالت بھی یہ کتاب بتائیگی - اگرچہ یہ کتاب ایسی ہے اسکو منگا کر دیکھیے مگر ان شخصونکو تو ضرور ہی اس کو چاہیے جنکو قبائل انساب عرب کے تحقیقات کی ہے - قابل دید ہے - قیمت ساڑھے تین آنہ ۳ر

گلگشت کشمیر - اگر واقعی آپکو باغ ارم کو تو اس کتابکو منگوا کر دیکھیے جسمین سرزمین کشمیر باغ جنت نظر آتا ہے جہان باد صبا کشت زعفرا پہلے گذر کر پھر کہین اور جاتی ہے چمنستان کشمیر کی آب ہوا اور انکے بیشمار پھول اور بوٹونکی کیفیات مع دیگر حالات کے جو جہانگیر ایسے بادشاہ نے قلمبند اسوقت زبان اردو مین آپ کے لیے ایک تحفہ قیمت صرف دو آنے ۲ر

جنگ پانی پت - غالباً آپ نے پانی پت کا نام سنا ہوگا یہ وہ مقام ہے جہان بابر شاہ اور محمد ابرا جنگ عظیم ہوئی تھی اور معرکہ گاہ پر ابراہیم لودی خود بھی کام آیا تھا - گویہ مبنی بہا تاریخی واقعہ تہا

...و حرش نے اسکو ایک ایسی شان میں زبان اردو لکھکر دکھلایا ہے
...یا بادشاہ کی بہادری۔ جرات۔ اور مغل خاندانکی ہونیوالی ترقی کو آثار
...و پیدا نظر آتے ہیں نہ صرف جنگ پانی پت اوسکی پیرایہ میں دکھلائی گئی ہے
...می نوشی اور اکثر فرمان بادشاہ کا اندراج بھی جو اسکی تاریخ سے تعلق رکھتی
...یا گیا ہے۔ قیمت ڈولی آنہ ۲۰۰ر

...ل قیصری - یوں تو آپنے بہت سی حکایات اور تواریخ اہل یورپ کی
...کی دیکھی اور سنی ہونگی لیکن اگر واقعی آپکو ایسی کتاب کی ضرورت ہے جسمیں
...لات جسکو کسی اہل یورپ کے دل میں ہندوستانکی سیر و سیاحت کا خیال پیدا
...ہوا اسکے بعد وہ ہندوستانکی تلاش میں جس تاریخ کو روانہ ہوا یہ سفر کی
...تیں اور تکالیف و مصائب کو اوٹھا بالآخر مقام کیلی کٹ پہونچکر وہاں کے
...ربط و ضبط و اتحاد وغیرہ اسکے بعد ہندوستان میں تجارت جاری
...مقبوضات و مفتوحات حاصل کرنا اور پھر رفتہ رفتہ ایک مستحکم بادشاہ
...م ہندوستانکا مالک ہو جانا اور جسقدر لڑائیاں ہوئیں انکی تفصیلی حالات
...ی۔ قیمت چار آنہ ۴ر

...ت خانہ بخشی - یہ وہ نادر و نایاب کتاب بخشی پریس میں چھپی ہو کر
...نایاب جسمیں ہر قسم کے کھانے پکانیکی ترکیبیں اور طرح طرح کے اچار و چٹنی
...ور قسم قسم کی مٹھائیاں وغیرہ کی عمدہ عمدہ تیاری ترکیبیں بڑی محنت اور
...لی سے جمع کر کے درج کی ہیں۔ قیمت پانچ آنہ ۵ر

...ی صنعت و حرفت بخشی - ادبار آلود زمانہ کی شاکی ہو تنگدستو
...ی شرمناک کمی ہو کاہل بیکار ہو اوٹھو ہمت کو۔ دوڑو دھوپ کرو۔ جلد لو۔ اسمین کوئی
...ان کہ یہ رسالہ صنعت و حرفت محض تمہاری کاہلی تنگدستی پریشان حالی کے
...یسکے واسطے بڑی محنت و جانفشانی سے تمام دنیا بھر کی صنعتیں اور حرفتیں اکٹھا
دستکاریاں جمع کر کے تیار کیا ہے فقط یہی خیال ہے کہ ہماری پریشان حال بھائی
اس کتاب کو ہمیشہ منگا کر مطالعہ کریں اور جن بادستہ یکہ مزاج میں جس قسم کی دستکاری
حاصل کرینگا جوش و ولولہ پیدا ہو بلا منت غیرے کہ اسکو سیکھکر اپنی پریشانی کو دفع
کر کے کسی کے دست نگر اور محتاج نہ بنیں۔ قیمت بارہ آنہ ۱۲ر

گلکٹ خانہ بخشی - زمانہ کی طمع سازی کے تقاضے ہوئے بھائیو اور بہنو
دکان پھیکی پکوان الی عاجز دوستو !! اور اپنے بھرکے ہو زمانہ میں اپنی اپنی قلعی کو
نہ کھلنے دو۔ دیکھو ہم تمہاری ہی فائدہ کیلئے ایک نادر نسخہ موسوم بہ گلکٹ خانہ بخشی اپنے
بخشی پریس میں تیار کیا ہے جسکے مطالعہ کرنیکے بعد اسپر عمل کرنے سے ہر غریب امیر با محتاج
ذی مقدور ہو سکتا ہے جلد اس کتاب کو منگا دو اور اسپر عمل کر کے اپنی تنگدستی کی تاریکی
سے نکلکر فارغ البالی کی روشنی میں آو اسمیں درج ہیں وہ نسخہ گلکٹ سازی وغیرہ
وغیرہ کی جمع کیے ہیں جو برسوں بڑی بڑی استادوں کی خدمت بھی کرنیسے حاصل نہیں
ہو سکتے۔ قیمت صرف چھ آنہ ۶ر

فرسنامہ بخشی معروف بعلاج المواشی - میری بھی نظر سے بہت سی
کتابیں جسمیں گھوڑی وغیرہ کی بیماریاں اور علاج تھا۔ گذریں مگر یہی جامع کتاب
جسکو میں اپنی بخشی پریس میں چھاپکر آپکی ضرورت کیلیے فروخت کر رہا ہوں ایک بھی تھی
اس کتاب میں صرف گھوڑوں کی بیماری اور انکی علاج درج ہیں بلکہ اونٹ ہاتھی گائی بیل
بھینس ان سب کی بیماریاں اور اسباب حفظ صحت اور مجرب علاج لکھی گئی ہیں قابل قدر بات
اس کتاب میں یہ وہ ہے کہ گھوڑیکی ہر ایک بیماریکی تصویر اور ساتھ ہی ساتھ اسکا علاج بھی
لکھا گیا ہے گھوڑیکو مبارک و منحوس جو بھی پہچان اور گھوڑیکی نیک و بد بھونرین نقشے
میں بہت واضح طور سے لکھکر بتائی گئی ہیں اور ان کھیتوں کا بھی کہ جن جن کھیتوں کو گھوڑے
عمدہ قابل قدر ہوتے ہیں یہ کیفیت نہ صرف ہندوستانکی بتائے گئے بلکہ عرب۔ آیرلینڈ۔
انگلینڈ۔ اسکاٹلینڈ۔ سٹیریلیا۔ اور ہندوستانکی توکل کھیتوں کے نام معہ گھوڑوں کے

...ترکیب تیاری ... دوڑ ... مسہل ... وزن انگریزی جو اک بیسہ مسہل گھوڑوں کو دینے کا طریق اور ترکیب گھوڑ دوڑ اور وزن گھوڑ دوڑ ...

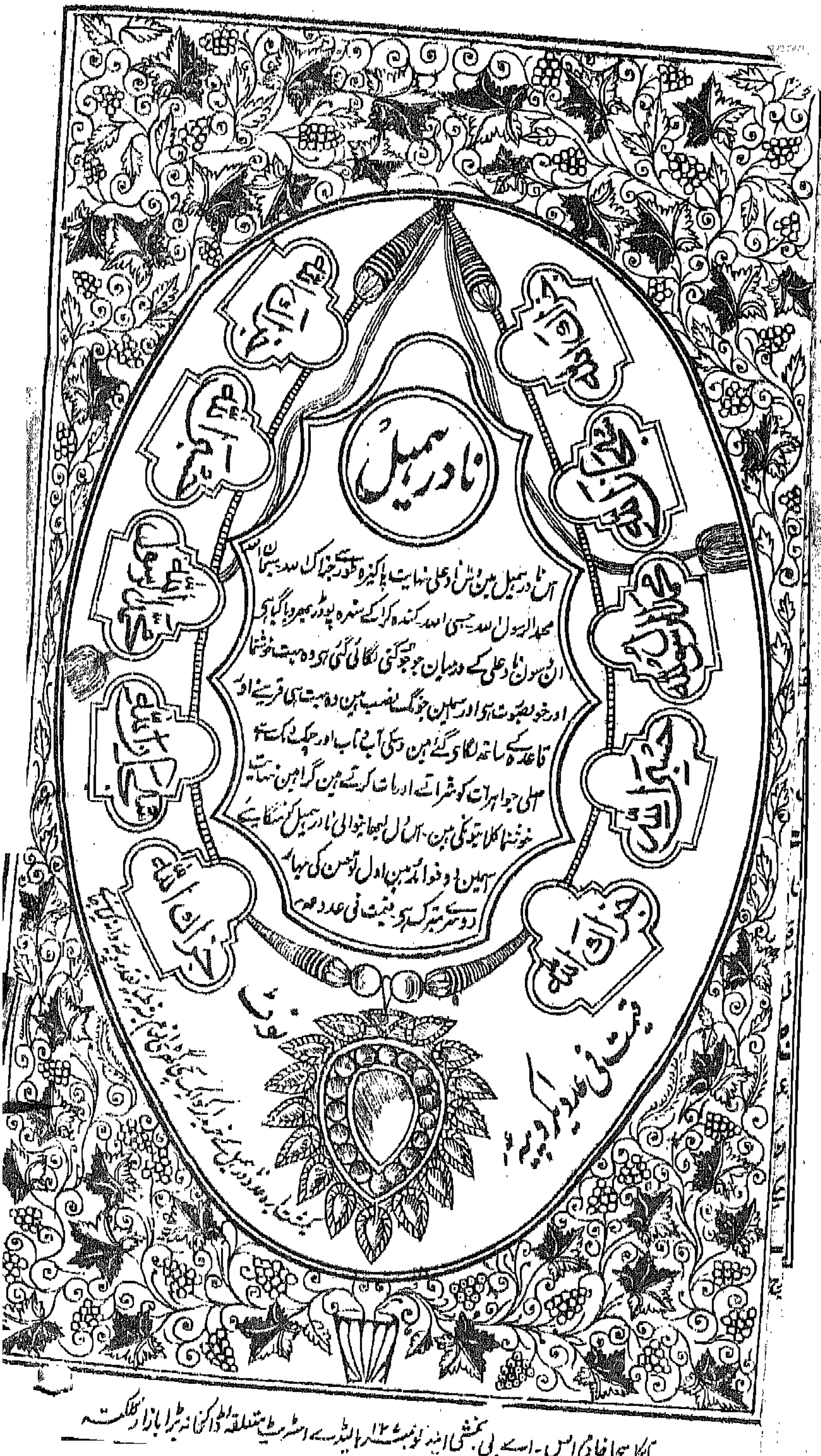
آپکا سچا خادم ایس۔ اے۔ بی۔ بخشی اینڈ کو گینڈا تالاب ڈاکخانہ ٹیرا بازار کلکتہ



سات انڈکو کا بنا ہوا اکسیر شربت



[illegible]



آپکا سچا خادم ایس۔ اے۔ بی۔ بخشی اینڈ کو نمبر ۱۲ ہالیڈے اسٹریٹ متعلقہ ڈاکخانہ بڑا بازار کلکتہ

جنگ پانی پت

یعنی

ہندوستان کی وہ مشہور لڑائی جو جنگ پانی پت کے نام سے مشہور ہے اور جسکے حالات
بابر شاہ نے خود قلمبند کیے تھے۔ شیخ محمد سعید صاحب مترجم بحری سانپ و بحری فرشتہ وغیرہ نے
تزک بابریہ سے اُردو کی پاکیزہ زبان مین ترجمہ کیے جو بعد ہبہ ہونے حق تالیف حسب خواہش مترجم مذکور

ماہ دسمبر ۱۹۰۶ء کو

بخشی پریس کالپی مین طبع ہوئی

قیمت فی جلد دو آنہ ۲ر

نادر و نایاب متفرق اشیا

پختہ لوہے کا تھرمامیٹر نما چاقو۔ یہ وہ پہلا چاقو ہے جسکو اہل ولایت نے اپنی صناعی کا پورا پورا ثبوت دیا ہے اس چاقو کے دستے مین ایک گلاس کا تھرمامیٹر جسمین کیمیاوی ترکیب سے پارہ بھر کر نصب لگایا ہے اس سے گرمی۔ گرمی۔ سردی معلوم کیجیے۔ اور پھر چاقو۔ کے پھل نہایت پختہ لوہے کے بہت ہی عمدہ چاقو ہے۔ قیمت سستی صرف دو روپیہ عہ/

چوڑیان سنگ ستارہ۔ اگر طبیعت چوٹ کھا لی ہوئی ہے تو ان چوڑیونکو جنائی ہاتھون مین پہنا کر دیکھیے کہ آپکو کیسا لطف حاصل ہوتا ہے قیمت فی درجن دو روپیہ چار آنہ عہ/

پاتمین کھانیکی خوشبودار گولیان۔ یہ گولیان اول خوش ذائقہ ہونیکے علاوہ حسب ذیل فوائد رکھتی ہین جاذب رطوبت و نفضلہ۔ دافع درد دندان۔ دافع گندہ دہنی۔ ریاستون مین یہ گولیان بہت کثرت سے جاتی ہین۔ اگر آپ با مزہ کھانیکا شوق ہو تو ان گولیونکو ہمسے منگائیے۔ ایکروپیہ سے کم نہ روانہ ہونگی۔ ڈبی مین ۲۰ تولہ گولیان ہونگی قیمت فی ڈبی ایکروپیہ عہ/

الٹو وی روز۔ یعنی ٹرکی گلاب کا عطر ایک شیشی مین چہارم اونس ہوتا ہے اسکی خوشبو کا ایک قطرہ سارے گھر کو خوشبو سے معطر کر دیتا ہے کسی بکس مین جسمین ۲۰ کپڑے ہون صرف ایک قطرہ ڈالدیجیے سارے کپڑے خوشبو سے بسا لیتا ہے ۲۰ بیس من پانی کو اس کا ایک قطرہ اپنی خوشبو سے بسا لیتا ہے قیمت فی شیشی صرف پانچ روپیہ۔ صہ/

جالدار بنیاین۔ موسم گرما مین یہ بنیاین نہایت آرام دہ ہوتی ہے۔ انگریز اسکو موسم گرما مین بہت خوشی سے استعمال کرتے ہین۔ خوبصورت بھی ہے اور گرم تو بہت ہے قیمت فی درجن صرف پانچ روپیہ صہ/۔ منگا سیے قابل استعمال ہے۔ تین بنیاین سے کم نہ روانہ ہونگی۔

سوتی کنارے دار دھوتیان۔ یہ وہ خوشنما کنارہ دار ساریان ہین جنکو اہل بنگالہ نہایت شوق کے ساتھ استعمال کرتے ہین اور سچ بھی ہے ان ساریون کا صوفیانہ پن اور اسکے ساتھ کپڑا بار یک۔ لانبی پانچ گز۔ بہت ہی عمدہ ہین۔ قیمت فی جوڑ چار روپیہ للعہ/

اصلی راجیس کا استرہ۔ ہندوستان کون ایسا شخص ہے جو راجیس کے نام سے واقف نہین ہے ہر شخص جانتا ہے اس کے یہان کے چاقو۔ قینچی۔ استرہ۔ وغیرہ کیسے لوہے کے ہوتے ہین۔ یہ استرہ خاص راجیس کے یہان کا ہے قیمت فی استرہ صرف ایک روپیہ عہ/

مسی کی الائچی۔ آپ تو خود ہی جانتے ہین۔ مسی کو مستورات کس قدر پسند کرتی ہین اسلیے آپ کو چاہیے کہ ہماری یہان سے مسی کی الائچیان منگائیے۔ بہت عمدہ ہین۔ ایک بکس مین ۲ دو تولہ الائچیان ہونگی قیمت فی بکس ایکروپیہ عہ/

طلسمی قلم۔ واقعی یہ قلم جادو کا ہے۔ ایک مرتبہ سیاہی بھرنے سے آپ بیس ہزار لفظ لکھ لیجیے۔ جیب مین اسکو رکھ لیجیے کیا مجال جو سیاہی گرے۔ عجیب و غریب شئے ہے۔ سفر کی حالت مین اس سے فائدہ اور آرام ہو سکتا ہے۔ قیمت فی قلم آٹھ آنہ ۸/

برقی چینی۔ جو تکلیف بچونکو دانت نکلتے وقت ہوتی ہے ہمارے بیان کرنے کی چندان ضرورت نہین۔ یہ چینی اپنی برقی قوت سے جملہ بیماریون سے بچائیگی اور دانت بڑی آسانی سے نکل آئینگے۔ قیمت ایکروپیہ عہ/

برقی تعویذ۔ اسکو ریشم سے باندھکر قریب دل کے لٹکا دیجیے۔ دل کی دھڑکن اور جو سینے مین کسی قسم کی خلش ہو یہ تعویذ اپنی قوت برقیہ سے زایل کر دیگا۔ بہت ہی عمدہ اور موثر تعویذ ہے۔ قیمت فی عدد ایک روپیہ عہ/

آپکا سچا خادم۔ ایس۔ اے۔ بی بخشی۔ اینڈ کو کنڈ آلا لاب ڈاکخانہ بڑا بازار کلکتہ

تمہید

یہ بات تو اظہر من الشمس ہو کہ ہندوستان میں بابر شاہ کوئی بادشاہ گذرا ہی نہیں تھے تاریخ دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہی بادشاہ تھا جسنے ہندوستان مین خاندان مغلیہ کی بنیاد ڈالی۔ بابر شاہ اور اوسکے آبا و اجداد اوس ترکی نسل سے تھی جنھون نے سنٹرل ایشیا مین منگول (مغل) قومون پر فتوحات حاصل کیے تھے۔

بابر شاہ نے زبان ترکی مین جو اوسکی زبان مادری تھی اپنی سوانح لکھی ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہو کہ شاید اوس وقت کے بعد یہ سوانح شروع کیگئی ہے جب ہندوستان مین اوسنے فتوحات حاصل کرلی ہین۔ اور جب اوسنے فتوحات حاصل کین تو گویا اپنے تئین تفکرات سے نجات حاصل کرکے ایک قرار واقعی سلطنت کا بادشاہ سمجھا۔ بہت ہی نازان تھا اور شاید اُسکو اپنی خداداد فتوحات کے حاصل ہونیکا فخر نہ تھا بلکہ دوسرون کو ایکید جہ موجب حسرت و رشک کا ہوا۔ اگرچہ ہندوستان کے ہر ایک بادشاہ اور فرمانروا کے تواریخی حالات متفرق طور سے شائع ہوچکے ہین اور ضرور ہو کہ تواریخی واقعات بہت ہی سچائی کے ساتھ قلمبند کیے جاتے ہین اور اگرچہ بابر شاہ جو بانی خاندان مغلیہ ہند مین ہو گذرا ہی اوسکے تواریخی حالات بھی جابجا دکھلائی دیتے ہین مگر شاید اوس صحت اور سچائی کے ساتھ کہ جس شان سے خود اوس کے دست خاص کی تحریر کردہ بیاض مین آپکو دکھلائے دینگے کسی دوسری تواریخ مین نظر آنا محال ہی

ناظرین کی دلچسپی کے لیے ہم بابر شاہ کی اوس دست خاص تحریر کو جو اوسنے زبان ترکی مین بطور اپنی سوانح کے لکھے تھی بڑی کوشش و جانفشانی سے ترجمہ کرکے ہدیہ کرتے ہین امین تو شک نہین کہ شاید یہ اول مرتبہ ہو جو یہ گنج نہان آپ لوگونکی نظرونکے سامنے ظاہر و آشکارا ہوا ہی۔ مین نے اپنی کوشش بلیغ مین جہانتک ممکن ہوا ہی۔ ناظرین کو اپنا ہمدرد بنانے کی بھی کوشش کی ہی تاکہ اونکا شوق تواریخ بینی اور میرا ذوق مضمون نگاری بڑھے۔

باب اول

جنگ پانی پت ۱۵۲۶ء

جس وقت میری فوج پانی پت مین پہونچی ہی مین نے کل امرای دولت کو طلب کرکے مشورہ ترتیب فوج کیا چنانچہ یہ رای قرار پائی چونکہ پانی پت ایک بہت بڑا شہر ہی ہماری تھوڑی سی فوج ایک کونے مین سما جائیگی لہذا بہتر یہ ہی کہ حسب دستور قدیم روم کی توپین آگے رہین اور ایک دوسرے سے باہم باندھ دیجائین اونکے پیچھے سوار و پیادہ فوج رہے۔

بس بموجب اتفاق رای کے ہماری فوج آگے بڑھی اور دو پڑاو طے کرنیکے بعد یوم جمعرات ۳۰۔ جمادی الثانی مطابق ۱۲ اپریل ۱۵۲۶ء شہر پانی پت کو پہونچ گئی۔

جس مقام پر پہونچکر ہماری فوج ٹھہری تھی اوسکے داہنے طرف تو شہر تھا۔ مین نے حکم دیا کہ سامنے کے رخ توپون کے مورچے کردیے جائین۔ اور نیز الغور حسب حکم میرے بہت سی کھائیان کھودی گئین تاکہ دشمن سے لڑائی کے وقت اپنی حفاظت بھی بخوبی ہوسکے۔

یہ سب کچھ تھا تاہم میری فوج بہت ہی خوف اور اندیشہ مین تھی اور بلکہ خوف اور لرزہ ایسے موقعون

پر نہایت ہی خراب نتائج پیدا کرتے ہین بلکہ صاف تو یہ ہو کہ جنگ کے وقت اور خصوصاً دشمن
کے مقابل ہونے پر ضرور ایسی حالت ہر دو فریقین کی ہوا کرتی ہے —

مگر چونکہ مین اس شعر پر

آنچہ در روز ازل رفت از قلم　　بہ نگرد و بعد ازان حرف رقم

ہمیشہ کاربند رہا ہون۔ اور چونکہ میری فوج کو اپنے ملک سے چلے ہوئے دو تین ماہ گذر چکے تھے
اگر کسی قدر پریشانی اوسے لاحق ہوئی تو کوئی تعجب نہین سوا اسکے یہ ہین ایک ایسی قوم سے
جنگ آزمائی کرنی تھی جسکو ہم سے کوئی مناسبت نہ تھی کیونکہ نہ تو وہ لوگ ہماری زبان جانتے
تھے اور نہ ہم اون لوگونکی بول چال سمجھ سکتے تھے ۔

دشمن کی فوج جو ہمارے اوپر حملہ آور ہوئی تخمیناً ایک لاکھ ہوگی سوا اسکے دشمن کی فوج کے ہمراہ
اور ہاتھیونکی تعداد بھی ایک ہزار سے کم نہ تھی ۔

سلطان ابراہیم لودی معرکہ گاہ پر کل دولت اپنے آبا و اجداد کے ہمراہ لایا تھا کہ مبادا زیادہ
فوج کی ضرورت لاحق ہو تو فوراً فوج بھرتی کر سکے ۔ زمانہ قدیم سے جیسا ہم تذکرہ کرتے ہین
ہندوستانی راجاؤن اور بادشاہون مین یہ گویا ایک رسم تھی کہ خزانہ جنگ گاہ پر اس غرض
سے بیجایا کرتے تھے کہ اگر فوج زیادہ ماری جاوے یا اضافہ فوج کی ضرورت در پیش آئے تو فوراً
کرایہ کی فوج بھرتی کر لی جاوے۔ چنانچہ ایسے وقت مین جو لوگ فوج مین ٹھیک معرکہ جنگ
پر بھرتی کئے جاتے تھے اونھین بیدہندی لوگونکے لقب سے مشہور کرتے ہین ۔

اگر سلطان ابراہیم چاہتا تو چونکہ اوسکے پاس گنج خطیر موجود تھا دو لاکھ فوج طرفۃ العین مین
بھرتی ہو سکتی تھی مگر خدا کو تو کچھ اور ہی کرنا منظور تھا اوسنے ایک سپاہی بھی بھرتی نہ کیا۔
اور اگر سچ پوچھیے تو کس طرح بھرتی کرتا کیونکہ وہ بدولت خود بڑا بخیل اور جندرس تھا۔ اور
شاید یہ سب باتین اسوجہ سے ہون کہ سلطان ابراہیم ایک نوجوان اور ناتجربہ کار شخص تھا
اسی پر بس نہ تھی بلکہ قریب قریب کل امورات بڑی غفلت سے انجام دیا کرتا ۔

فوج بے ترتیبی سے کوچ کرتی جہان چاہتی موقع بےموقع پڑاؤ کرتی جہان چاہتی بلا سمجھے بوجھے دشمن سے مقابلہ کر بیٹھتی۔

جسوقت بابرشاہ کی فوج مقام پانی پت اور اوسکے اطراف مین مورچہ بندی کر رہی تھی درویش محمد ساربان نے بابرشاہ سے کہا کہ آپ نے اس قرینے سے مورچہ بندی کی ہے کہ شاید دشمن ہرگز اسطرف کا قصد نکرے۔ اسپر بابرشاہ نے جواب دیا کہ کیا خوب تم بھی سلطان ابراہیم کی فوج کو خان اور سلطان اوزبک سے نسبت دیتے ہو حالانکہ یہ سچ ہے کہ جس سال ہم سمرقند سے چلکر حصار مین داخل ہوے ہین تو ایک فوج کثیر خاقون اور سلطان ازبک نے اس غرض سے ہمارا تعاقب کیا کہ ہمپر چھاپہ مارین اور در بند سے لیکر حصار تک آئے بھی مگر مین نے کل خزانہ اور امرا و اراکین سلطنت کو فی الفور بڑی حفاظت مین کر کے تمام شہر کے دروازے بند کرا دیئے۔ جب خاقون اور سلطان اوزبک نے دیکھا کہ یہان کوئی امید کامیابی نہین ہے اور بابرشاہ نے بڑی چالاکی کھیلی ہے تو مجبورًا واپس چلے گئے۔

پس ان دشمنون سے اور اون لوگون سے کوئی مناسبت نہین زمین و آسمان کا فرق ہے کیونکہ سلطان ابراہیم کی فوج کو کچھ امتیاز نہین ہے وہ یہ بھی نہین جانتے کہ کس موقع پر مقابلہ کرنا چاہیئے اور کس حالت مین ہٹنا چاہیئے۔

مین خدا کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ ہر ایک کام میرے حق مین اچھا ثابت ہوا بلکہ قریب قریب میری پیشین گوئی سچی اوتری کیونکہ سات یا آٹھ روز جو ہمارا قیام پانی پت مین رہا ہماری فوج نے آگے بڑھکر دشمن کی فوج پر برابر تیر باری کی مگر دشمن کی فوج نے کوئی نقل و حرکت نہین کی۔ مین نے چند امراء ہندوستانی کے اصرار سے مجبور ہو کر مہدی خواجہ تعالی کو مع چند امیرون کے پانچ ہزار فوج دیکر شب خون پر بھیجا۔ مگر چونکہ یہ فوج بہت اضطرابی کے ساتھہ روانہ کیگئی تھی لہذا اونکو کوئی کارروائی نکر سکے۔ صبح تک ہماری فوج دشمن کے خیمون کا محاصرہ کئے رہی لیکن جب دن روشن ہوا تو دشمن کی فوج مین بگل ہوا۔ اور فوج تیار ہو گئی ہماری فوج نے فی الفور آگے بڑھکر

دشمنون پر حملہ آور ہوئی۔ اگرچہ ہماری فوج نے کوئی کارروائی قابل داد یا تعریف کی نہ
شاید اس سے بڑھکر اور کوئی خوشی کا موقع نہ تھا کہ یاد رکھنا چاہیے کہ دشمن کی فوج کثیر تعداد میں ہر
طرف سے اوسکو گھیر لیا مگر بال کی باندھی کوری نکل آئی صرف محمد علی کے ایک تیر لگا تھا جس سے وہ اسقدر
مجروح ہو گیا کہ دوسری مرتبہ موقع جنگ پر نہ جا سکا۔

جب مجھے ان واقعات کی اطلاع ہوئی مین نے فی الفور اپنے لڑکے شہزادہ ہمایون کو مع تھوڑی
فوج کے دشمن سے چند میل آگے روانہ کیا تاکہ دشمن کو گھیر لے اور وہ بھاگ نہ سکے۔

اُدھر تو شہزادے ہمایون کو روانہ کیا اِدھر مین نے فوج کو مقابلہ کے لیے ترتیب دیکر تیار کیا
مگر وہ دستہ فوج کا جو ہمایون کے ایمدہ مین نے اوسکی مدد کو بھیجا تھا بوجہ دشمن کے مقابل نہ
ہونیکے ہمایون کے ساتھ واپس چلا آیا ادھر بھی بہت کچھ انتظار مین نے کیا مگر جب دیکھا کہ دشمن
مقابل آنے کی نیت ہی نہین رکھتا تو فوج لیکر اپنے خیمون کو واپس آیا۔

ایک امر اور قابل بیان ہے کہ جس دن کا واقعہ ہم بیان کر چکے ہین اوسکے بعد کی شب کو کوئی
آدھ گھنٹہ تک دشمن کی فوج سے ہتیارون کی کھڑکھڑاہت اور غل شور کی آواز سنائی
دی جس سے گونہ میری فوج کو اندیشہ اور خوف پیدا ہوا مگر چونکہ آدھ گھنٹہ کے بعد بالکل سناٹا
ہو گیا کل شکوک رفع ہو گئے۔

دوسرے دن صبح صادق کے وقت گشتی محافظان فوج نے آکر مجھے خبر دی کہ دشمن اپنے خیمون سے
مسلح ہو کر بڑھے ہوئے جنگ کے لیے آرہے ہین یہ سنتے ہی ہماری طرف بھی سب کے سب زرہ
بکتر پہنکے گھوڑون پر سوار ہوئے اور مقابلہ کرنے کو تیار کھڑے ہوئے۔

مین نے جو دیکھا کہ دشمن کا رُخ داہنی جانب کی فوج پر ہے فی الفور عبد العزیز کو تھوڑی فوج
دیکر اوس جانب کمک کے لیے روانہ کیا۔ مین بغور دیکھ رہا تھا کہ سلطان ابراہیم لودی کی سپاہ
برابر بڑھی ہوئی چلی آتی ہے مگر جب وہ لوگ قریب آئے اور ہماری فوج کو بھی آراستہ مستعد
جنگ دیکھا تو ششدر ہو کر رہ گئے شاید اس موقع پر آکر رکتے اور آگے قدم نہ بڑھانیکا یہی باعث

ہوگا کہ بادشاہ کی فوج بھی آمادۂ جنگ ہو آگے بڑھتی ہین اور لڑنے پر آمادہ ہین۔
جب مین نے دیکھا کہ یہ لوگ یہان لڑ بھی نہین سکتے اور اب غالباً ہماری فوج کیطرف بڑھینگے
بھی نہین مین نے اوس فوج کو جو چپ و راست کی فوج کے برابر کھڑی تھی حکم دیا کہ آگے بڑھ کر
دشمنون کا محاصرہ کرلے اور وہ فوج جو جانب چپ و راست تھی اوسکو حکم دیا کہ آگے بڑھکر دشمن پر
حملہ کرے۔ چنانچہ میرے حکم کے مطابق بڑی پھرتی اور دلیری کے ساتھ سپاہ نے سلطان ابراہیم
کی فوج کو گھیر لیا اور تیرونکی بوچھار کردی۔ بائین طرف کی فوج سے ہندی خواجہ کسی مصلحت
سے باہر نکلا کچھ سپاہ اور ایک افسر جو فیل پر سوار تھا اوسکی طرف بڑھے مگر میری توپچی سپاہیون
نے فی الفور اس فوج پر تیرون کا مینھ برسانا شروع کیا جس سے دشمن پیچھے کو ہٹ گئے مین نے
چار پانچ امرائے سلطنت کو بائین جانب والی فوجکی امداد کیلیے روانہ کیا مگر مشکل یہ پڑی کہ داہنی
جانب جو فوج تھی اوسکی حالت کسیقدر مجھے خراب ہوتی نظر آئی مین نے چند فوجی افسرونکو اوس
طرف بھی روانہ کیا۔ مگر اسموقع پر استاد علی قلی نے توپون کے فیر بہت ہی مناسب وقت مین کیے
مصطفا توپچی نے بھی اپنی لیاقت کا اچھا ثبوت دیا اب اسوقت ہماری فوج نے چارون طرف
سے دشمنون کو گھیر لیا تھا اور بڑی چستی کے ساتھ تیرون کا مینھ دشمنون پر برسا رہی تھی دشمنون
نے بھی ہماری فوج پر ایک یا دو مرتبہ داہنے بائین تیرونکی بوچھار کی مگر اوس سے زیادہ نقصان
ہماری فوجکو نہ پہونچی بلکہ وہ اسقدر پریشان اور گھبرائے ہوئے تھے کہ بھاگنے کا رستہ بھی
نہ سجھائی دیتا تھا۔

رات مین اسقدر رکنا بھول گیا کہ شاید کوئی دو نیزہ آفتاب بلند ہوا ہوگا جسوقت سے لڑائی شروع
ہوئی اور کوئی بارہ بجے دنکے جب دشمن بہت ہی شکستہ دل اور پسپا ہوئے تو او[illegible] گئے
گیا جبھی سے ہماری فوج کو تاج ظفر مندی اور کامیابی حاصل ہوا۔
مین تعریف نہ کرونگا کہ ظفر اور فتح کچھ خدا ہی کا فضل شامل حال تھا جو ہمکو نصیب ہوئی ورنہ سلطان
ابراہیم کی کثیر التعداد فوج کے مقابلے مین فتح پانا ایک امر محال ہی نہین بلکہ غیر ممکن نظر آتا تھا۔

مین درگاہ خدا مین صرف اسقدر خیال پر کہ آدھی گھنٹے کی لڑائی مین تمام فوج دشمن ہلاک ہوگئی جیسا ہونا امر محال تھا سجدۂ شکر کرتا ہون کیونکہ سلطان ابراہیم کی نعش کے قریب ہی پانچ چھ ہزار سپاہ مقتول پڑی تھی اور اس چھ ہزار تعداد کو دیکھتے ہوئے قیاس کیا گیا کہ میدان جنگ مین قریب پندرہ یا سولہ ہزار کے دشمن کی سپاہ کام آئی - جب مین آگرہ مین داخل ہوا تو متفرق روایتین اس بارہ مین سنین کوئی کہتا تھا کہ چالیس ہزار سپاہ پانی پت مین سلطان ابراہیم کی سپاہ ماری گئی - کوئی کہتا تھا پچاس ہزار اور کوئی [illegible] بہر نوع جسوقت دشمن کے پیر اوکھڑے ہماری فوج نے اوسکا تعاقب کیا اور جہانتک ہوسکا قتل کیے اور کچھ کو مقید بھی کیا -

چند سپاہیان فوج سلطان ابراہیم کی فوج کے افسر اور ہاتھیون کو اتفاق سے پا کر پکڑ کر لائے اور میرے حضور مین تحفتاً پیش کیا -

چونکہ مجھے پہلے یہ خیال گذرا تھا کہ شاید ابراہیم اوس میدان سے بچ کر نکل گیا ہو اسلئے مین نے چند سردارون کو حکم دیا کہ آگرہ تک اوسکا تعاقب کرین اور جہان کہیں ملجائے پکڑ لاوین اسکے بعد سلطان ابراہیم کے خیمون کے قریب مین گیا اور وہان پر کچھ عرصہ کے لیئے ٹھہرنا مناسب سمجھا اتنے مین طاہر طبیری نے آکر سلطان ابراہیم کا سر میرے حضور مین پیش کیا - میدان جنگ مین سلطان ابراہیم پڑا تھا وہان سے سر کاٹ کر لے آیا اسی وجہ سے معلوم ہوا کہ لڑائی مین سلطان ابراہیم خود بھی کام آیا -

اسکے بعد مین نے چند سردارون کو حکم دیا کہ چند سپاہ لیکر فوراً آگرہ جائین اور خزانون پر قبضہ کرلین اوسیوقت چند دیگر سردارون کو دہلی کی جانب روانہ کیا اور اونھین بھی یہی حکم دیا کہ جسطرح ہو قلعہ دہلی مین داخل ہوکر خزانون پر قبضہ کرلین -

مجھے خوب یاد ہے کہ زمانہ حضرت مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم سے آج تک ہندوستان صرف تین بادشاہون نے غیر ممالک سے حملہ آور ہوکر فتح پائی [illegible]

حاصل کی تھین اونمین اول سلطان محمود غازی تھا جسکا خاندان ایک عرصہ تک لاہور مین حکمران رہا۔

اوسکے بعد سلطان شہاب الدین غوری گذرا اوسنے اور اوسکے مطیع غلامون نے عرصہ دراز تک سلطنت کی اور وہ تیسرا شخص حکمران کون گذرا ہے وہ مین ہون جو ایسے روز افزون ترقی سلطنت دیکھ رہا ہون۔

مگر مین یہ ضرور کہونگا کہ میرے فتوحات کو اون لوگونکی کارنمائیون سے کوئی نسبت نہین ہوسکتی کیونکہ سلطان محمود نے جب ہندوستان کو فتح کیا ہے تو تخت خراسان پہ بھی قابض ہوگیا تھا اور اسی پر بس نہ تھی بلکہ اوسکے قلمرو مین سلطان خوارزم اور دیگر ممالک قریب و جوار بھی شامل تھے سوا اسکے شاہ سمرقند بھی اوسکا مطیع تھا۔

میرے تخمینہ اور قیاس مین تو سلطان محمود کے پاس دو لاکھ فوج ہوگی اور اگر بالفرض ایک ہی لاکھ مان لیجائے تاہم اوسکو فتوحات حاصل ہونا بہت ہی آسان امر تھا۔ اسکو بھی جانے دیجے ایک طرفہ تر مضمون جو باعث خوش دلی سلطان محمود تھا وہ یہ کہ ہند کے راجہ جنھین اوسکے مقابل مخالفت بھی اونکے مابین خود نفاق پھیلا ہوا تھا تمامی ہندوستان کا کوئی بادشاہ نہ تھا بلکہ ہر ایک راجہ بجاے خود چھوٹے چھوٹے ممالک مین سلطنت کرتا اور حکمران تھا۔ ہان یہ کہنا بھی مناسب ہی کہ سلطان محمود نے خراسان مین خود سلطنت نہ کی بلکہ اپنے بڑے بھائی سلطان غیاث الدین غوری کو وہان کا تخت دیدیا۔ بلکہ تواریخ اسلام مین یہ بھی لکھا ہی کہ سلطان غیاث الدین نے بھی ایکبار تو ہندوستان پر ایک لاکھ بیس ہزار فوج کے ساتھ چڑھائی کی اسوقت تک ہندوستان مین کوئی بادشاہ تمامی ملک کا نہ تھا اور اسکی مخالفت بھی راجہ اور رئیسون سے ظہور مین آئی بر خلاف اسکے جب مین پہلے پہل ہندوستان مین داخل ہوا تو میرے پاس کوئی ہزار پندرہ سو سپاہ یا انتہا درجہ دو ہزار فوج ہوگی۔ مگر ہان جب مین نے پانچوان حملہ

ہندوستان پر کیا ہے جسمین سلطان ابراہیم لودی کو شکست فاش دی اوسوقت البتہ میرے پاس اسقدر فوج تھی کہ اس سے پہلے کبھی میرے پاس نہوگی۔ بلکہ مین بنظر اسکے کہ میرا بیان سچا ہو یہ بھی کہونگا کہ صرف بارہ ہزار فوج اسوقت تھی جسمین ملازم۔ تجار۔ اور کل اشخاص بھی سوای سپاہیون کے شمار کیے گئے ہین۔

جسوقت مین نے ہندوستان پر پانچوان حملہ کیا ہے اوسوقت تک میرے قبضے مین صرف بدخشان۔ قندہار۔ کابل۔ اور قندہار۔ تھے۔ اور چونکہ ان ممالک کے اخراجات کو وہان کی آمدنی کفایت نکرتی تھی۔ مین دیگر وسائل سے ان مقامات کی امداد کیا کرتا۔

ایک بہت بڑی مشکل یہ درپیش آئی کہ چند ممالک سرحدات کا حکمران شہاب الدین غوری تھا خان اور سلطان اوزبک دبا بیٹھے اور اونکے پاس کوئی ایک لاکھ فوج بھی تھی اور ان لوگون سے اور مجھسے قدیمی عداوت چلی آتی تھی۔ مختصر یہ کہ دریاے انڈس (پنجاب) سے لیکر بہار یعنے بنگالہ تک افغانون ہی کی عملداری تھی۔ مین اگر سچ پوچھیے تو سلطان ابراہیم پانچ لاکھ فوج میدان جنگ مین لاسکتا تھا کیونکہ جیسا مین اوپر بیان کر آیا ہون ایک لاکھ فوج اور ہزار ہاتھی اور افسر لیکر وہ میرے مقابل آیا تھا۔

مگر مین جھوٹ نکہونگا کہ مین صرف خدا کی ذات اور اوسکی مسبب الاسبابی پر بھروسہ کرکے خان اور سلطان اوزبک کی نہ کچھ پروا کی اور نہ یہ وسوسہ کیا کہ سلطان ابراہیم کیسے بادشاہ سے جسکے پاس بیشمار فوج اور کثیر ممالک مین آگے بڑھکر اوس سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوگیا۔

اور مین مدت العمر اسبات کو نہ صرف یاد کرکے خوش ہونگا بلکہ پکار پکار کے کہتا ہون کہ بالعوض اوس بھروسہ اور اعتقاد کے جو مین نے خدا کی لاشریک ذات پر کیا اوس نے میری اور میرے فوج کی جانفشانی اور دلیری کی اچھی یہ مسبب الاسبابی دکھلائی کہ مجھ ایسے کمبخت بادشاہ کو ہندوستان ایسے بڑے اور عمدہ ملک پر مقابلہ زبردست بادشاہ

کے فتح کا تاج پہنا دیا۔

دوسرا باب

ہندوستان ایک وسیع۔ زرخیز اور آباد ملک ہی پورب پچھم اور دکھن تینون طرف پانی سے گھرا ہوا ہے پایۂ تخت دہلی ہی۔

عہد سلطنت سلطان شہاب الدین غوری سے لیکر سلطان فیروز شاہ کی حکومت یعنی ۱۱۹۳ء سے ۱۳۸۸ء تک ہندوستان کا زیادہ حصہ شاہان دہلی کے زیر حکومت رہا۔ مگر جسوقت مین نے فتح حاصل کی ہی اوسوقت پانچ مسلمان بادشاہ اور دو دیگان قومین ہند مین حکمران تھین۔ انمین ایک بادشاہت افغانونکی تھی جسے مین نے پانی پت مین شکست فاش دی اصل مین افغانونکی عملداری دہلی سے لیکر بہار تک اسوقت تھی۔

دوسرا شہزادہ محمد مظفر نامے ملک گجرات مین حکمران تھا جو سلطان ابراہیم کی شکست کے استقبال مین اوس سے چند دنون پہلے ہی فنا کی کشتی پر سوار ہو کر ملک عدم کے گھاٹ اوتر چکا تھا۔

مگر ہان مین اتنا ضرور کہونگا کہ شہزادہ محمد مظفر بہت بڑا عالم فاضل شخص تھا جسے احادیث وغیرہ سے بہت ہی ذوق تھا۔

تیسری حکومت بہمنونکی دکھن مین تھی مگر اب فی زمانہ اون لوگونکی کچھ حکومت نہین کیونکہ ہر ایک صوبہ پر وہان کا سردار خود حکمران بن بیٹھا ہی اور جب کبھی راجہ کو لڑائی کی ضرورت ہوتی ہی تو ان لوگون سے فوج مانگ لیتا ہی۔

چوتھے حکومت ہند مین خلجی خاندان کی ملک مالوہ مین تھی جہان سلطان محمود حکمران تھا مگر رانا سنگا نے اسکو شکست دیکر کچھ ملک پر اسکے قبضہ کر لیا تھا جسکی وجہ سے مین

کیونکہ خلجی خاندان بھی ہندمین چراغ سحری ہو رہا تھا۔

پانچوین حکومت ملک بنگالہ مین شہزادہ نصرت شاہ کی تھی یہ اپنی حکومت موروثی تھی کیونکہ اسکا باپ ذات کا سید تھا جو سلطان علاؤالدین کے لقب سے مشہور تھا۔

مگر صوبہ بنگال مین ایک عجیب وغریب رسم تخت نشینی کی ہے موروثی تخت کوئی چیز نہین ہے۔ جسطرح بادشاہ کے لیے ایک تخت مقرر ہے اوسیطرح امرا و ارکین سلطنت کے لیے بھی مقامات مخصوص ہین اور ملک بنگال کی رعیت صرف تخت اور اون مقامات کی عزت اور تعظیم کرتے ہین جو ارکین سلطنت کے لیے موقوف ہین۔ اور امرا و ارکین سلطنت مین سے جب کبھی کوئی شخص برخاست ہوکر اوسکی جگہ دوسرا کوئی متعین ہوتا ہے تو سب اسکی تعظیم وتکریم سابق عہدہ دار کی جیسی کرتے تھی کرنے لگتے ہین اسی پر بس نہین بلکہ یہی قاعدہ تخت نشینی کے لیے بھی مقرر ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص بادشاہ کو قتل کرکے تخت پر بیٹھ جائے تو کل امرا و ارکین دولت فی الفور اوسکو قبول کرکے نذرین گذرانتے اور بادشاہ سابق کیطرح اوسکی اطاعت قبول کرلیتے ہین بلکہ باشندگان بنگال کا یہ قول ہے کہ ہم تخت کو مانتے ہین جو کوئی تخت کا مالک ہوگا ہم اوسکی اطاعت اور اظہار وفاداری کرینگے۔

یہ بیان باشندگان بنگال کا مجھے بالکل سچا معلوم ہوتا ہے کیونکہ نصرت شاہ کے باپکی تخت نشینی سے قبل ملک بنگال کے تخت پر جو بادشاہ حکمران تھا۔ ایک باشندہ حبش اوسکو قتل کرکے تخت پر بیٹھ گیا اور کچھ زمانے تک سلطنت کرتا رہا جبکو سلطان علاءالدین قتل کرکے تخت نشین ہوا اور رعیت بنگال نے اوسکی حکمرانی قبول کی۔ سلطان علاءالدین کی وفات پر اوسکا بیٹا شہزادہ نصرت شاہ جب تخت پر بیٹھ گیا جو ہنوز حکمران ہے۔

سوای اسکے بنگال کی سلطنت مین ایک اور عجیب رسم ہے وہ یہ کہ اگر کوئی بادشاہ کسی سابق بادشاہ کے جمع کیے ہوئے خزانہ مین سے صرف کرتے تو نہایت ہی معیوب سمجھا جاتا ہے پس اس عیب سے بچنے کے لیے ہر ایک بادشاہ کو یہ امر لازمی ہوتا ہے کہ رعیت سے روپیہ حاصل کرکے

اپنا جدید خزانہ قائم کرے اور یہ فعل گویا ایک ثبوت بادشاہ کی لیاقت کا سمجھا جاتا ہے۔

تیسری ایک رسم سلطنت بنگالہ مین اور ہے وہ یہ کہ زمانہ قدیم سے یہ دستور چلا آتا ہے کل پرگنہ جات سے۔ خزانہ۔ اصطبل۔ اور کل صیغہ جات شاہی کا صرف وصول کیا جاتا ہے سرکاری یا شاہی خزانہ مین سے ایک حبہ نہین دیا جاتا۔

اسمین ذرا بھی شک نہین کہ پانچون بادشاہ جو مسلمان ہین ہر ایک کے پاس فوج بھی معقول ہے ہند دکن مین راجہ بیجانگر کے پاس بھی فوج زیادہ ہے۔ اسکے بعد رانا سنگا ہے جسنے اپنی ذاتی قابلیت و ہنر وفن سپہگری سے بہت کچھ شہرت حاصل کی ہوئی ہے۔

راجہ سنگا کی خاص ملکیت چتور ہے مگر مالوہ کے راجاؤن مین جب مخالفت ہو رہی تھی موقع پاکر رانا سنگا۔ رانت پور۔ سارنگ پور۔ بھیلسہ اور چندیری دبا بیٹھا۔

مگر سنہ ۹۳۴ھ مین اتفاق سے کوئی چند ہی گھنٹے کی لڑائی کے بعد مین نے چندیری کو فتح کر لیا اسوقت چندیری زیر حکم میدانی راؤ نسبت رانا سنگا کے تھا۔ مین نے قوم بگان کو برابر قتل کرایا اور بجائے ظلمات کے اوسے نمونہ اسلام بنایا جسکی تشریح آگے چلکر کرونگا۔

ماورا اسکے سرحد ہندوستان پر چارون طرف بہت سی ایسے رئیس اور راجہ تھے جو مسلمان بادشاہون کی اطاعت قبول نکرسکے بظاہر اسکی دو وجہ معلوم ہوتی ہین وہ یہ کہ یا تو زیادہ فاصلہ اون کو مانع تھا کہ وہ نہ آسکے یا اونمین باریابی غیر ممکن نظر آئی ہوگی۔

ہندوستان ایک عجیب دلکش ملک ہے جب کبھی مین نے اپنی پیدایشی ملک کو یاد کرکے اس سے مقابل کیا ہے تو اسمین شک نہین کہ ہندوستان کو ایک عجیب دنیا کی شان مین دیکھا بلکہ یہان کا پہاڑ۔ دریا۔ میدان۔ جانور۔ نباتات۔ باشندے اور اونکی زبانین۔ ہوا۔ بارش۔ اور ماسوا اسکے کل قدرتی باتون کو دوسرے ملکون سے بالکل ہی مختلف اور نفیس پایا۔ اگرچہ کابل کے قریب جوار کے گرم اضلاع مین بعض بعض مقامات کی حالت یہان کی حالت سے ملتی جلتی ہے مگر دو ایک باتون مین نہ کہ تمامی حالت یکسان ہے۔ مگر ہان یہ ضرور ہے کہ کابل سے آگے بڑھکر کل ایشیا مین کہین موافقت

نہین پائی جاتی
دریاے سندھ عبور کرنیکے بعد انسان اون مقامات مین پہونچتا ہے جو سلسلہ کوہ ہمالیہ کے
دامن پر کشمیر تک واقع ہین اور شاید یہ مقامات کسیوقت مین کشمیر سے تعلق رکھتے اگرچہ کسیوجہ
خاص سے اب نہین ہین کشمیر سے گذر کر تا بک بنگال بلکہ اوسکے بھی آگے نیچے بنگال تک متفرق
اقوام کے لوگ بستے ہین اور بہت سی ریاستین بھی ہین مگر ان پہاڑی اضلاع مین جو لوگ آ
آباد ہین اگرچہ اونکی حالت مین نے دریافت کی مگر صحیح کیفیت معلوم نہین ہوئی صرف
اسقدر معلوم ہوا کہ ان اضلاع کے باشندون کو کاس کہتے ہین مگر جو لکھے پڑھے ہین وہ اونکو کاسی کہتے
ہین اکثر شین کے بجاے سین استعمال کرتے ہین اس سے مین نے سمجھ لیا کہ یہ لوگ اصل مین
کشمیری ہی کے ہین اور شاید بجاے کاش کے کاس کہلاتے ہین - یہ لوگ مشک - پہاڑی
گائے کی دم - زعفران - جست - اور تانبے کی تجارت کرتے ہین - اور ہندوستان کے رہنے
والے ان اضلاع کو سوا لک پربت (یعنے پہاڑ) کہتے ہین - اسکی وجہ تسمیہ یہ معلوم
ہوتی ہے کہ شاید اس کوہی سلسلہ مین ایک لاکھ پچیس ہزار پہاڑ ہین اور ان
پہاڑیون پر جو برف جمع ہوتی ہے وہ پگھلتی نہین بلکہ لاہور اور سرہند سے یا سرہند
سے سپید برف جمی ہوئی دکھلائی دیتی ہے -
اس کوہی سلسلہ کے اوس حصہ کا نام ہندوکش ہے جو کابل سے متصل ہے - کابل سے
یہ کوہی سلسلہ مشرق کیطرف چلا گیا ہے مگر دکھن کی جانب ختم ہو گیا ہے -
اس سلسلہ کوہ کے دکھن جانب ہندوستان واقع ہے اور شمال کیطرف تبت واقع ہے - اس
سلسلہ کوہ سے بہت سے دریا نکلکر ہندوستان کو سیراب کرتے ہین چنانچہ سرہند کے
شمال مین چھ دریا سندھ - جہیلم - بیاس - راوی - چناب اور ستلج بہتے ہین اور ان کا
منبع یہی سلسلہ پہاڑ ہے یہ آخر الذکر پانچون دریا ملتان مین جا کر متصل ہوگئے ہین اور ان
پر انکا ایک نام دریاے سندھ پکارا جاتا ہے -

سندہ جانب مغرب بہتا ہوا اور ٹھٹھا کے درمیان گذرتا ہوا بحر اومان مین داخل ہوتا ہی۔

سوائے ان چھہ دریاؤن کے ہندوستان مین اور بھی دریا مثل جمنا۔ گنگا۔ راپتی۔ گاگرہ گومتی۔ سرجو۔ اور گنڈک وغیرہ ہین مگر یہ سب کے سب دریا گنگا مین ملکر ایک ہی نام سے جانب مشرق ملک بنگالہ قطع کرتے ہوئے خلیج بنگال مین گرتے ہین۔ مگر اصل مین ان سب دریاؤن کا مخرج سوالک پہاڑ مین ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی چند دریا ہین یعنی چمبل۔ بیاس۔ بیٹوا۔ اور سون۔ سوای سون دریا کے اور باقی دریا مالوہ کے وسیع میدانون مین سے ہو کر گذرتے ہین اور انکا شمار بھی ہندوستان کے دریاؤن مین ہے۔

مگر جن مقامات سے یہ چارون دریا نکلتے ہین وہان برف نہین گرتی بلکہ یہ دریا بھی دریائے گنگا مین گھومتے ہوئے آملے ہین۔

ہندوستان مین کوہستانی سلسلہ بہت ہین منجملہ اونکے ایک سلسلہ کوہ اراولی کا ہی جسکو سب سے اونچی چوٹی کو کوہ ابو کہتے ہین۔ یہ کوہستانی سلسلہ دہلی کے شمال سے شروع ہے جہان سلطان فیروز شاہ کا قصر اعلیٰ د جہان نما نامی واقع ہے۔ اس قصر دو جہان نما سے کچھ دور آگے چلکر یہ کوہستانی سلسلہ متفرق شاخون مین پھیل گیا ہی مگر اسکا سلسلہ میوات کے اضلاع مین ہے وہ بجائے اور مقامات کے بہت زیادہ بلند ہی۔ میوات سے آگے پٹنا تک یہ سلسلہ یون ہی چلا گیا ہے بلکہ دھولپور۔ سیکری۔ بری۔ یہ مقامات انھین کوہستان اضلاع مین واقع ہین اگرچہ عوام الناس انکو پہاڑی اضلاع مین شمار نہین کرتے۔

انتھبور۔ لہیستا پور۔ منڈو۔ اور چندیری بھی اس کوہستانی سلسلہ کی شاخون مین شامل ہین تمام حصہ یہ کہ کوہستان جسمین پتھر کی زمین ہے اور جنگلی درختون سے معمور ہے جا بجا چھہ چھہ اور سات سات کوس تک محض میدان ہی نظر آتا ہی یعنی اون مقامات

پہاڑ کا سلسلہ ختم ہے۔

ایک بات اور قابل بیان ہے وہ یہ کہ اس سلسلۂ کوہ پر برف باری بھی نہیں ہوتی ہوگی ان اتنا تو ضرور ہو کہ ہندوستان کے بعض بعض دریا کا مخزن اسی سلسلۂ کوہ میں ضرور ہو۔

ہندوستان میں بہت سے اضلاع ایسے نظر آئینگے جو بالکل ہی میدان ہیں اور زمین مسطح نظر آتی ہے اگرچہ ہندوستان میں بہت سے صوبے ہیں مگر افسوس ہے کہ انمیں آبپاشی کے لیے نہر یا نہیں ہیں بلکہ دریاؤں ہی سے زراعت کو سیرابی ہوتی ہے۔ اگرچہ بعض اضلاع ایسے بھی ہیں جہاں زمین کھودنے سے آب رسانی معقول طور سے ہو سکتی ہے مگر شاید اس طرف توجہ کسی بادشاہ کی مبذول نہیں ہوئی۔ مگر ایک خیال یہ بھی ہے کہ شاید ایسا کرنے کی کوئی وجہ خاص ہو گی بلکہ تعجب نہیں کہ آب رسانی کی ضرورت باغات یا زراعت کے لیے اس وجہ نہ ہوئی کہ بارش کا پانی تو زراعت کو کافی ہوتا ہوگا اور باغات وغیرہ کے لیے کسی اور طریقہ سے آب رسانی کا بندوبست ہوگا۔

مگر یہاں ایک سالہ اور دو سالہ درختوں کے لیے پانی کا یہ انتظام ہے کہ پُر کے ذریعہ سے کنوئیں سے کھینچکر درختوں میں دیا جاتا ہے اور کچھ ترکاریاں بھی ایسی ہیں جنمیں کنوئیں کا پانی دیا جاتا ہے ورنہ برسات ہی میں انکی پیداوار ہے اور اوسی پانی سے پرورش بھی ہوتی ہے۔

لاہور۔ دھولپور۔ سرہند اور اوسکے قریب کے اضلاع میں بھی آبرسانی اور آبپاشی کا یہ طریق ہے کہ دو رسیاں ایک دوسرے سے باندھکر ہر ایک سرے پر ایک ایک گھڑا باندھکر کنوئیں سے پانی کھینچتے ہیں اور جہاں پر پانی نکال نکالکر ڈالتے ہیں وہاں ایک گڑھا [illegible] عمیق کھود دیتے ہیں اور اوس گڑھے سے ایک نالی نکالکر کھیتوں اور باغات تک لیجا کر میں پانی پہونچاتے ہیں مگر آگرہ۔ مٹیا۔ اور چندواڑ میں پانی بذریعہ پُر کے کھینچا جاتا ہے مگر ان اضلاع کا طریق صرف مشکل ہی نہیں بلکہ بیجا بھی ہے اصل میں کنوئیں کی جگت پر دو ستون لکڑیونکے نصب کرکے اونمیں ایک گھرنی لگاتے ہیں اوس گھرنی پر رسی ڈالکر

ایک بڑے چمڑے کے ڈول پر باندہ کر کنوئین مین لٹکاتے ہین رسّی کو ایک خواہ دو بیل کھینچتے ہین
مگر چونکہ روز مرہ ایک عرصہ معین تک پانی کنوئین سے کھینچا جاتا ہے پس بیل جو گوبر کرتے ہین
اور پیشاب کرتے ہین وہ اوس رسّی مین لگتا ہو اور وہی رسّی کنوئین کے اندر جب گھرّی
پر سے پھسل پھسل کر گر جاتی ہے تو نجس اور ناپاک گوبر وغیرہ کنوئین کے اندر گرتا ہے
جس سے طبیعت کو کراہیت معلوم ہوتی ہے۔

مگر ہان اون مقامات مین جہان عورات یا مرد خود اپنے ہاتھون سے پانی کھینچکر کھیتونکو سیراب
کرتے ہین طبیعت کو ایسی کلفت معلوم نہین ہوتی۔ اور ایسے مقامات بہت ہی تھوڑے
معلوم ہوتے ہین۔

ہندوستان کے شہرون اور قصبات مین انتہا سے زیادہ کثافت معلوم ہوتی ہی قصبات
اور زمین کی کچھ عجیب حالت ہی۔ کہین باغات کی حد دیوارون سے محدود دکھلائی
نہین دیتی۔ دریاؤن کے کنارے بوجہ برساتی پانیکی کثرت کے اکثر ڈوب جاتے ہین اور چونکہ
پانیکی نکاس کی کوئی صورت نہرون کے ذریعہ سے بھی نہین ہی اس وجہ سے اوس پانی سے
فیضیاب بھی نہین ہوسکتے۔

اکثر مقامات کے میدانون مین جو دیہاتی آبادیون سے متصل ہین بڑے بڑے جنگل اور جھاڑیان
ہین پرگنہ کے زمیندار جب کبھی ٹکس اپنے محصول ادا کرنے سے گریز کا ارادہ کرتے ہین تو وہ
ان جھاڑیون مین جا چھپتے ہین جہان پتہ ونشان ملنا دشوار ہو جاتا ہی۔

اگر سچ پوچھیے تو ہندوستان مین دریاؤن کو قطع نظر کرکے اور کوئی وسیلہ ایسے پانی کا
جو روان رہتا ہو نہین ہے بلکہ کنوؤن یا تالاب سے وہان کی زراعت سیراب ہوتی ہی اور
یہ وہ پانی ہوتا ہی جو موسم برسات مین تالابون یا گڑھون مین بھر جاتا ہی۔

سوای اسکے ہندوستان کے کسی دیہات یا شہر کا اوجڑ جانا یا خالی ہو جانا کوئی امر محال
نہین بلکہ ہمیشہ ہر دن کا کام ہے کیونکہ اگر کسی بڑے سے بڑے شہر مین رعیت کو کوئی خوف پیدا ہو

اور وہ بھاگنے کا ارادہ کرے تو غضب ہو کہ بارہ گھنٹے کے بعد وہان جاکر دیکھنے سے ایک بھی متنفس نظر نہ آئیگا۔

برخلاف اسکے اگر ہندوستان کے باشندے کسی نئے مقام کو آباد کرنا چاہین تو اونکی بھی بعینہ وہی حالت ہی جیسے اوجاڑ ہو جائیگی ہے کیونکہ انھین زراعت کیلیے تو کسی مدد کی ضرورت ہی نہین بلکہ محض بارش کے پانی سے زراعت کی پیداوار سب اسوجہ سے ممکن ہی کہ جس مقام پر یہ لوگ چاہین جاکر آبادی کر دین کیونکہ انھین کوئی پختہ عمارت کے بنانے کی تو حاجت ہوتی ہی نہین صرف لکڑی اور گھانس کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ دونون چیزین جنسے جھوپڑیان ایک آن واحد مین تیار ہو جاتی ہین ہندوستان کے ہر ایک مقام پر دستیاب ہوتی ہین الحاصل اگر یہ لوگ چاہین تو ایک دن مین ایک نیا گاؤن آباد کر سکتے ہین۔

ہندوستان کے باشندے زیادہ تر کسان قوم کے ہین اور یہی لوگ ہندوستان کے ہندو باشندے بھی کہلاتے ہین۔ ملازمان صیغہ مال۔ تجار۔ اور کاریگر یہ سب کے سب کہلاتے ہین۔

مگر ہمارے ملک مین جو اقوام دہقانی ہین اور جو خاص لیدہ جماعت کے رہنے والے ہین اونکے نام علیحدہ علیحدہ ہین۔ مگر ہندوستان مین ہر ایک شخص خواہ وہ شہر کا باشندہ ہو یا کسی دیہات کا اپنے خاندان کے نام سے پکارا جاتا ہی۔

سوا اسکے ایک اور عجیب بات ہی وہ یہ کہ ہر ایک شخص اپنا آبائی پیشہ کرتا ہی جو بہت عرصے سے اوسکے خاندان مین ہوتا آیا ہی اوسکو ترک کرنا موجب کم لیاقتی تصور کیا جاتا ہی۔

ہندوستان مین بہت ہی کم ایسے وصف ہین جو اور ملکون مین نفاست وعمدگی کے ساتھ خیال کیے جاتے ہین اور جن سے اون ملکونکے لوگ حظ اور لطف اوٹھاتے ہین۔ ایک ادنی سی بات تو یہ ہی کہ ہندوستان مین حسن کا نام نہین اور نہ لوگون مین کچھ پہچان

ہے اور نہ اتفاق ہے اسی پر بس نہین اہل ہند مین نہ فہم ہے نہ ادراک نہ اخلاق نہ ہمدردی۔
بلکہ اسقدر مادّہ بھی معلوم نہین ہوتا جو کسی قسم کی ترقی اپنی دستکاری یا تجارت مین
کر سکین۔ نہ تو اُنکے پاس عمدہ گھوڑے ہین۔ نہ عمدہ گوشت خوردنی یہان ہوتا ہے۔ نہ عمدہ
میوہ جات۔ نہ برف نہ آب سرد۔ نہ عمدہ غذا۔ نہ حمام۔ نہ مدرسے۔ نہ شمع سوز۔ نہ مشعل
اور حتیٰ کہ شمع دان تک کسی قسم کا نہین ہے۔

بجائے شمعدان یا مشعل کے یہان پر کثیف ابجو شناک لوگ جنھین عوام الناس ڈیوٹ
کہتے ہین۔ ایک ہاتھ مین لکڑی کی مثل یا لوہے کی جسپر کو ڈر لگا ہوتا ہے اور دوسرے ہاتھ
مین ایک کپی تیل کی لیکر کھڑے ہو جاتے ہین اور مشعل پر تیل ڈالتے رہتے ہین امرا اور راجہ و
بادشاہ سب کے یہان جب کبھی شب کو روشنی کی ضرورت ہوتی ہے یہی مشعلچی بلائے جاتے ہین
بلکہ اکثر راجہ اور بادشاہون کے یہان سو سو اور پچاس پچاس مشعلچی نوکر بھی ہین۔

ہندوستان جو ایک وسیع اور زرخیز اور آباد ملک ہے اور جہان بہت بڑے بڑے راجہ اور
مہاراجہ حکمران اور شاہ موجود ہین وہان پر یہ طرفہ ہے کہ ان لوگون کے باغات مین کوئی
نہر یا دیگر وسیلہ آبرسانی کا نہین ہے۔

ان لوگون کے خاص محلون اور عمارتون مین بھی کسی قسم کی نفاست اور خوبی نہین ہے نہ
تو عمدہ اور تازی ہوا کی آمدورفت کا موقع اور نہ آراستگی یہانکے کسان بالکل برہنہ جسم پھرتے
ہین صرف ایک لنگوٹی ضرور بندھی ہوتی ہے جو شاید اونکے نزدیک برہنگی کے الزام سے اونھین
بری کر دیتی ہو۔

ان لوگونکی عورتین صرف ایک کپڑے سی جسے پہلے کمر مین باندھکر دوسرا سرا اوسکا سر پہ
رکھتی ہین ستر پوشی کے مسئلہ کو پورا کر دیتی ہین۔

اب رہی یہ بات کہ ہندوستان مین وصف کیا ہے تو اسمین خوبی یہ ہے کہ یہان سونا چاندی
بہت کثرت سے ہے۔

موسم بارش یہان کا نہایت ہی خوشگوار ہوتا ہی۔ بعض بعض دن دس دس بارہ بارہ انچ پانی
برس جاتا ہی اور تمام جل تھل بھر جاتے ہین بلکہ ندی نالے بہ جاتے ہین اور جہان کہین ایک قطرہ
پانی کا نہ تھا وہان بڑا ایک تالاب بھرے ہوے نظر آنے لگتے ہین۔

پانی برسنے کیحالت مین جو ہوا یہان چلتی ہے اسمین شک نہین کہ اوس سے فرحت اور سردی
جسم کو بالیدگی حاصل ہوتی ہی۔ حالانکہ یہ ضرور ہے کہ ہوا بوجہ زیادہ مرطوب ہونے کے صحت
کی مخالفت ضرور کرتی ہی۔

بلکہ یہان تک مین بلا مبالغہ کہہ سکتا ہون کہ اگر یہ ملک کی کمان سے آپ نشانہ اندازی کرین
تو ہرگز کچھ نہ ہو سکیگا یعنے ہوا کی رطوبت اسقدر تاثیر کتابون اور لکڑیون کی چیزون پر کرتی
کہ بہت ہی بیکار ہو جاتی ہین۔ اور مکانات چونکہ ٹھیک طور پر اور اصول تعمیر کی رو سے
بنائے نہین جاتے۔ لہذا دیوارین خراب ہو جاتی ہین اور تمام نمی اور سیلن ہو جاتی ہی۔

ہندوستان مین موسم سرما اور موسم گرما کا لطف بھی موسم بنگال کے ہم پایہ سمجھنا
چاہیئے یا یون سمجھیے کہ یہان کا ہر ایک موسم اپنی پوری کیفیت دکھلایا کرتا ہی مثلا موسم
گرما مین اکثر گرم ہوا اور لو چلتی ہے اور خاک اسقدر اوڑتی ہی کہ دو قدم چلنا دوبھر ہو جاتا
ہے اور برسات کے آغاز کی علامت یہان کے باشندون نے یہ سمجھ رکھی ہے کہ متواتر آندھیان
آنے لگتی ہین جسمین ایسی خاک اوڑتی ہی کہ مشکل سے کوئی چیز دکھلائی دیتی ہے۔

گرمی۔ فارس۔ اور حیمیائی۔ مین بھی پڑتے ہوے مین نے دیکھی ہے مگر ایسی گرمی نہین ہوتی
سوائے اسکے بلخ۔ اور قندہار مین بھی گرمی پڑتی ہی۔ مگر نہ ایسی جیسی ان مقامات مین۔

دوسری خوبی ہندوستان مین یہ ہی۔
کہ یہان ہر ایک قسم کے تاجر دستکار اور کاریگر بیشمار ہین۔
ایک آدمی کی ضرورت کسی کام کے لیے ہو تو بہت سے آن موجود ہوتے ہین اور انکا پیشہ
کا آبائی پیشہ ہوتا ہی۔

ملّا شرف الدین نے جو ظفرنامہ لکھا ہے اوسمین یہ مضمون درج ہے کہ جب تیمور لنگ نے سنگین مسجد کی بنا ڈالی ہے تو قریب دوسو سنگ تراشونکے فارس و ہندوستان کے نوکر رکھے تھے یہ لوگ صبح سے شام تک سنگ تراشی کا کام کیا کرتے۔

مگر شاید یہ کوئی تعجب خیز بات ملّا شرف نے نہین لکھی کیونکہ مین نے آگرہ خاص مین قصر شاہی کی تعمیر اور دیگر عمارات کی تعمیر کے لیے ۶۸۰ سنگ تراش ملازم رکھے تھے اور جب آگرہ۔ سیکری۔ دھولپور اور بیانا گوالیار اور کوئل مین تعمیرات بنوائی ہین تو ایکہزار چارسو اکیانوے سنگ تراش مقرر کیے تھے۔

پھر نوع ہندوستان مین ہر ایک کام اور ہنر کے جاننے والے بیشمار دستکار اور کاری گر موجود ہین۔

یہانتک مین وہ باتین بیان کرآیا جو مین نے ہندوستان اور اوسکے شہرون اور باشندون اور اوسکی آب وہوا اور دیگر حالات کی دیکھین یا سُنین اور اسکے بعد اگر مجھے اور کچھ علم کسی بات کا ہوگا تو مین اوسکو بھی وقتاً فوقتاً درج کرتا رہونگا۔

باب سوم

جنگ سیکری۔ ترک شراب

مقام سیکری مین پہونچکر ہماری فوج نے ایک بڑے تالاب کے کنارے خیمے لگائے تاکہ پانی کا

نوٹ۔ تواریخون مین یہ شخص تیمورلنگ کے لقب سے مشہور ہے جسنے ۸۰۱ھ مین دہلی کو فتح کیا تھا مگر کچھ ہی زمانے سلطنت کرکے ہندوستان سے واپس چلاگیا اور کوئی خاندان ہندوستان مین قائم نہ کیا۔ بابر شاہ اس تیمور شاہ سے چھٹی پشت مین تھا۔

آرام پورا پورا رہی۔ سب سے پہلے توپین آگے نکالی گئیں [illegible]
دیگئیں اسطرح پر ہر ایک توپ دوسری توپ سے سات آٹھ انچ کے فاصلہ پر تھی
اصل مین مصطفیٰ رومی نے توپونکو رومی ترتیب دی تھی [illegible]
بڑا لائق اور بہت کچھ دخل اسکو موقع دیکھ کر توپونکی ترتیب دینے مین حاصل تھا
چونکہ استاد علی قلی اور مصطفیٰ رومی دونون ہمیشہ سے [illegible]
اپنے لڑکے ہمایون کے ہمراہ راستہ جانب مصطفیٰ رومی کو توپخانہ پر متعین کیا۔
جن مقامات پر توپین متعین ہوئی تھیں ان مین سے ہر ایک [illegible]
چونکہ دشمن برابر بڑھتے چلے آتے تھے جسکی وجہ خاص شاہ منصور [illegible]
کیونکہ یہ لوگ برابر بیا سے بیگانہ فوج کو ہمت دلاتے آتے تھے لہذا [illegible]
اندیشہ پیدا ہوا اودھر عبد العزیز کو کسیقدر شکست ہوئی تھی [illegible]
پڑ گئی۔ مگر حسن اتفاق سے سلطان قاسم حسین نبیرہ سلطان [illegible]
اور سید یوسف یہ لوگ کابل سے کوئی پانسو سپاہ لیکر عین وقت [illegible]
میری شکستہ دل فوج کو گونہ تقویت حاصل ہو گئی۔
یہ پانسو سپاہ جو انکے ہمراہ آئی تھی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سلطان قاسم [illegible]
دو دو اور ایک ایک ہر ایک فرقے سے انتخاب کرکے لایا تھا۔
مگر ساتھ ہی اسکے ایک بات بہت ہی ناموزون وقوع مین آئی وہ یہ کہ [illegible]
محمد شریف منجم بھی جو بڑا فطرتی اور شریر شخص تھا کابل سے چلا آیا۔
بابا دوست سوچی جسکو مین نے کابل بغرض خرید شراب بھیجا تھا غزنی کی [illegible]
تین اونٹون پر لادکر انھین لوگونکے قافلے کے ساتھ واپس آیا۔
مین جھوٹ نہ کہونگا کہ ابھی تک میری فوج مین وہی پریشانی اور خوف موجود [illegible]
واقعات کے جنکی بنیاد بزدلی یا ظلم ہی کہنا چاہیے موجود تھا اور برخلاف اسکے [illegible]

ایسے نازک وقت مین میری کسی قسم کی اعانت یا امداد کرتا اوس نحبت نے آتے ہی ایک ایک سے یہ کہنا شروع کیا چونکہ ستارہ مغرب مین ہے۔ پس جو کوئی مشرق سے حملہ آور ہوگا اوسکو شکست ہوگی ہرگز فتح نہین ہوسکتی۔

آپ خود سمجھ سکتے ہین جس حالت مین میری فوج تھی اور اس فال بدنے اگرچہ وہ انتہا مین غلط نکلی اور ستارہ کا اثر میری فتح کا باعث ہوا تاہم کسقدر نا امیدی میری فوجکو ہوگئی بلکہ یون سمجھیے کہ اس نحبت کی ایسی پیشین گوئی سے میری فوج کو بلا جنگ آزمائی کیئے ہوئے امید فتح کیطرف سے شکست ہوچکی تھی۔

مگر چونکہ خدا کو غیب کا علم ہے اور اوسے کچھ اچھا کرنا منظور تھا مین نے ہرگز اسکی فال کو نہ مانا بلکہ اپنی فوج کو ترتیب معقول دیکر دشمن کے مقابل آمادۂ جنگ کر دیا۔

یوم[ف] دوشنبہ ۲۳ رجمادی الاول کو مین گھوڑے پر سوار ہوکر قرب وجوار کے مقامات کے معائنہ کو گیا راہ مین مجھے یکایک یہ خیال پیدا ہوا کہ مین نے صدہا بار ارادۂ توبہ کیا اور یہ نیت بھی کی کہ افعال غیر مشروع سے اجتناب اور حذر کرون حالانکہ کسی قدر کامیابی بھی حاصل ہوئی مگر کلیۃً دفعیہ ہوا اور مین نے اس طور پر اپنے تئین بہت کچھ ملامت کی۔

اے نفس میرے تو کبتک دنیا پرستی اور اوسکے خرابات مین مجھے مبتلا رکھیگا۔ کیا توبہ کرنا کوئی بری بات ہے۔ نہین توبہ ایک بڑی لذیذ چیز ہے اوسکا مزا ابھی چکھہ۔

اے نفس تو ہی غور کر کہ تونے کسقدر ان برائیون کے ہاتھون اپنے کامون کو برباد کیا۔ تجھے ایک مدت نفس پروری کرتے گذر گئی افسوس سرمایۂ زندگی کا ایک بہت بڑا اور بیش قیمتی حصہ تو نے غفلت مین برباد کیا ذرا آنکھ کھول اور غور کر کہ تو اسوقت قومی لڑائی پر ہے اے نحبت اب بھی کچھ نہین گیا ہے خدا کے لئے توبہ کا دروازہ تیرے لئے ہر وقت کھلا ہے

نوٹ[ف] - مطابق ۲۵ - فروری ۱۵۲۷ء -

مگر تیرے لیے اس سے بہتر دوسرا وقت نہ آئیگا اور یاد رکھ جب تک تو اپنی جان کو راہ خدا مین نثار کرنے کو صدق دل سے تیار نہ ہوگا ہرگز تجھے دنیا مین نام آوری اور فتح حاصل نہ ہوگی۔ اگر واقعی تجھے بھی ان باتون پر اعتقاد ہے تو ممنوعات سے حذر کر اور اپنے تئین گناہ اور بُرائی سے محفوظ رکھ ورنہ تیرا ٹھکانہ دین و دنیا مین کہین نہ ہوگا

ان خیالات کا گذر اسوقت مین میرے دلپر مسیحائی کا کام کر گیا اور مین نے عہد کرلیا کہ اب ہرگز شراب کا شغل نکرونگا۔

مین سچ کہتا ہون مین نے صرف شراب سے توبہ ہی نہین کی بلکہ سونے چاندی کی بنا کام کی ہوئی صراحیان اور جام اور دیگر ظروف مے نوشی کے جو کچھ اوسکے متعلق تھے منگوا کے حکم دیا اونکو توڑ کر فقرا اور مساکین کو تقسیم کردو۔

اسکے بعد مین نے اپنا عہد ترک مے نوشی بڑی صدق دلی سے اعلان کردیا مین اسموقع پر یہ بھی ضرور بیان کرونگا کہ ترک مے نوشی دوسرے جس شخص نے میری ساتھ ہی ساتھ کی وہ میرا عزیز عسس تھا جسنے مجھے موئے ریش بڑہانے کی صلاح اور ترشوانیکی ممانعت[1] کی۔ جس دن مین نے توبہ کی ہے اوسکے آنے والی شب اور دوسرے دن کی شب تک قریبا تین سو امرا و اہل عملہ و سپاہ و دیگر اشخاص نے مے خوری سے توبہ کی۔

اسمین تو ذرا بھی شک نہین کہ مین نے بڑے استحکام اور صدق دلی کے ساتھ اس فعل ناجائز اور حرام مطلق سے توبہ کی مگر عام نظرون مین اوسکا کیا ثبوت پیش کرون اسکے لیے مجھے سوائے اسکے اور کچھ یاد نہین آتا کہ مین نے تمام شراب جو موجود تھی زمین پر انڈلوادی رہی وہ شراب جو بابا دوست کابل سے جا کر لایا تھا اوسمین نمک ڈلوادیا تاکہ سرکہ بنجائے۔ جس مقام پر شراب کے خم مین نے اونڈلوائے تھے وہان ایک چاہ پختہ سنگین کی تیاری کا حکم دیا

[1] نوٹ — اکثر بادشاہون مین یہ رسم تھی کہ جب کسی قومی لڑائی یا جہاد کو جاتے تو تا وقتیکہ فتحیاب ہو کر واپس نہ آتے ہرگز ریش کے بال نہ ترشواتے۔

اور یہ بھی حکم دیدیا کہ جب چاہ سنگین تیار ہوجاے تو اوسکے پہلو مین ایک خیرات خانہ بھی تعمیر کیا جاے۔ چنانچہ ماہ محرم ۹۳۵ھ ہجری مین گوالیار جاتے وقت جب مین دہولپور سے سیکری ہوتا ہوا جارہا تھا مین نے اوس چاہ سنگین کو تیار اور مکمل پایا۔

مجھے اپنی زندگی کے واقعات مین سے ایک بہت بڑی بات بتانا باقی رہگئی ہے وہ یہ کہ مین نے یہ نیت کی تھی کہ اگر خدا نے مجھے پٹھان لوگون پر فتحیاب کیا تو اسٹامپ کا محصول مسلمانون پر معاف کردونگا۔

جسوقت مین نے مے خوری سے توبہ کی ہے درویش محمد شیربان اور شیخ زین نے مجھے وہ عہد یاد دلایا مین نے کہا و تمنے اچھے موقع پر مجھے یاد دلایا؛ اور مین اوس وعدہ کو پورا کرتا ہون اور مسلمانون پر اسٹامپ ٹکس معاف کئے دیتا ہون۔

یہ کہکر مین نے اپنے وزراے نامدار کو طلب کرکے حکم دیدیا کہ میرے قلمرو مین فرمان جاری کرکے ان دونون واقعات کا اعلان کردیا جائے چنانچہ لائق وزرا نے فوراً اسکی تعمیل اسطور پر کی کہ مندرجۂ ذیل مضمون کا فرمان میری طرف سے قلمبند کرکے اوسکی نقلین تمام قلمرو مین بھیجی ہین۔

چوتھا باب

فرمان بابر شاہ

شکر ہے اوسکا جسکی ذات غفور الرحیم ہے اور جو توبہ کرنیوالونکو اپنا دوست سمجھتا ہی اور جو اپنی مخلوقات کے گناہ سے معاف کرنے مین اونکو عزیز رکھتا ہی۔ شکر ہے اوس ذات پاک لایزال کا جو ... کو راست دکھلاتا ہی اور ان لوگون پر جو اوس سے طالب ہوتے ہین ... فضل و کرم کرتا ہی ... درود ہو۔ اوس اشرف الانبیا پر جسکا

نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اوسکے اصحاب اور ذریات پر بھی۔ اور خدا رحمت کرے اون روشن ضمیر لوگون پر جنکے دل دنیاوی کثافت سے پاک ہین اور جہان دنیاوی حالات اصلی اور سچے فوٹو مین نظر آیا کرتے ہین اور جو در اصل خزانہ اون موتیون کا ہے جس سے سچائی اور راستی کی آراستگی اور زیبائش ہوتی ہے۔

چونکہ طبع انسان کی پیدایش اسطور پر موضوع ہی کہ ہر ایک تقاضاے نفسی ابتداءً ضرور پورا کیا جاے تاہم خدا کی رحمت سے اس قسم کی خواہشات انسانکی طبع سے دور ہوجایا کرتی ہین انسانکی خواہشات نفسی برائی سے بالکل مبرا اور معرا نہین ہوا کرتی اور اسیوجہ سے مین کہہ سکتا ہون کہ میرے خیالات بھی پاک صاف نہین ہین کیونکہ برائی کیطرف انہین رغبت ہی۔

مگر مین یہ ضرور کہونگا کہ برائی سے بچنا یعنی توبہ کرنا کوئی معمولی بات یا امر آسان نہین ہی جس سے انسان نعمت توبہ کا مستفیض ہوسکے بلکہ محض خدا کی رحمت پہ منحصر ہے اگر وہ چاہی تو انسان سے بدخوئی دور کرسکتا ہی۔

مین بغیر اسکے کہے نہین رہ سکتا کہ یہ وصف اوسی ذات خدا مین ہی کہ جو کوئی اوس سے طالب کسی بات کا ہوتا ہی وہ اوسکو دیتا ہی اور حقیقت مین وہ بڑا رحیم و کریم ہی۔

وجہ تحریر ان چند سطور اور اظہار سچائی کے یہ ہی کہ چونکہ بنی آدم الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کے مصداق ہین۔ اور بوجہ طریق و رسم رائج شاہی اور طرز معاشرت رعیت کے ضرور ہی کہ بہت سے افعال و حرکات غیر مشروع ابتدا سے شاہ اور اوسکی فوج مین ہوتے چلے آئے ہین اور اب ایک عرصہ کے بعد تاسف اور توبہ کے ساتھ نیک پیدا ہوتے ہین۔

لہذا وہ افعال ناجائز اب بالکل ترک کیے جاتے ہین اور توبہ اور تاسف کی کنجی سے اونکے دروازے ہمیشہ کے لیے بند کیے جاتے ہین۔

لیکن رسم می خوری جسکی اصلاح لازمی ہی نہین بلکہ فرض عین ہی ابتک پردہ مین پنہان تھی اور شاید اسکی ہمکو ترک کرنیکی بہت ہی ضرورت تھی الحمد اللہ کہ اب عیان ہوئی اور مین

اپنے اعتقاد سے اور کل اہل اسلام کے اعتقاد سے کہہ سکتا ہون کہ شاید وہ گھڑی اور ساعت مبارک ہی تھی جبکہ اسکی متروکی اور ممانعت کا خیال میرے دلمین پیدا ہوا اور شاید ایسا ہی منظور خدا تھا کیونکہ خداوند جل شانہٗ نے اپنے کلام پاک مین فرمایا ہی۔

لکل امر مرہون باوقاتہا یعنی تمام اسباب کو یقینی اور درست جانو کہ ہر ایک بات کے لیے ایک وقت بھی مقرر کیا ہی جس سے قبل یا جسکے بعد کوئی بات نہین ہو سکتی۔

الغرض جس وقت کہ مین اپنی بہادر اور جان نثار فوج کو بیگان لوگون کے مقابلہ کے لیے درست کر رہا اور ترتیب دے رہا تھا محض میرے دل ہی نے مجھے یاد ایمان نہین دلائی بلکہ ایک غیبی آواز نے الف۔ لام۔ میم۔ (الم) کے یہ معنی میرے ذہن نشین کیے کہ جو لوگ ایمان والے ہین اور جنکے دل خدا کی یاد کے وقت بالکل محو ہو جاتے ہین وہی سچے بندے خدا کے ہین۔

چونکہ میرا شمار بھی اہل اسلام مین تھا مین نے حتی الوسع کوشش بلیغ برائیون کی تکلی مین کی اور در توبہ پر پوری گریہ وزاری کی بارے اوس غفور مطلق نے جیساکہ اوسنے قرآن مجید مین فرمایا ہی کہ جو کوئی در توبہ کو کھٹکھٹا ئیگا کبھی نہ کبھی اوسکے اندر بار پائیگا۔ میری التجا قبول ہو گئی اوسنے مجھپر رحم فرما کر راہ راست دکھلائی اور مین بھی خواہشات نفس کے مقابل پوری جنگ کرنے پر آمادہ اور مستعد ہو گیا اور خدا کا شکر ادا کرتا ہون کہ مینے نیک اور پاک خیالات کی قوی تر فوج سے برائی کی دشمن کی فوج (یعنی نفس) کو شکست فاش دی۔ اور صدق دلی اور صدق زبانی سے خدا کی درگاہ مین یون عرض کیا کہ ای میرے خالق اب ہم لوگون نے نفس کو مغلوب کر لیا اور تیرے حکم سے اقبال اور تیری نہی سے انکار کرینگے یعنی جیسا تونے کلام پاک مین ارشاد فرمایا ہی اوسکے خلاف عمل مین نہ لائینگے مین اس جملہ کی نسبت مکرر اتنا پھر کہونگا کہ مین نے بالکل ہی صادق عہد کیا ہی کیونکہ مین نے اس توبہ کو بعد اپنے تئین اہل اسلام مین شمار کیا ہی اور اظہار متروکی شراب خواری جو اتبک کسی وجہ ہے نہان تھا کرتا ہون۔

اسموقع پر ایک اور واقعہ قابل بیان ہے وہ یہ کہ میرے خاص حاضرین نے بعد حکم کے تکمیل احکامات جنکا اصل خدا کے ان نیک اور موجب عظمت سلطنت ہے وہ کل ظروف طلائی و نقرئی جنمیں صراحیاں اور جام وغیرہ مثل آسمان کے تاروں کے چمکدار اور آبدار تھے اور جنمیں خاص اصحاب مجلس میخواری کہنا چاہیے نظر حقارت اور نیستی سے توڑ کر مساکین کو تقسیم کر دیئے۔

مگر یہ نہ سمجھا جائے کہ نیکی اور صادق توبہ کا اسیقدر اثر ہوا اور انہیں واقعات پر اوسکا خاتمہ ہو کر رہ گیا۔ نہیں۔ بلکہ جسطرح توبہ کا اثر تمامی برائیوں کو دھو ڈالا کرتا ہے اور اپنے سچے اثر سے آیندہ بھی برائیوں کو نشوونما نہیں ہونے دیتا اور مصداق اس مثل کے چو وزیرے چنیں شہریارے چنان ہے۔

ہمیشہ سے میرے ہمنشین اور اصحاب نے میخوری سے توبہ کی اور اسی پر بس اور خاتمہ نہیں ہے بلکہ دن رات ہر طرف سے یہی صدائے مسرت انگیز آتی ہے کہ میری رعیت شراب سے توبہ کر رہی ہے۔

واقعی اسوقت چاروں طرف سے نفس کو شکست ہو رہی ہے اور ایمان غالب آ رہا ہے اور لوگ مصداق اس مثل کے کہ جو کوئی راہ نیک کا رہبر بنتا ہے وہ خود بمنزلہ نیکی کے دروازہ کے یہ خیال کر رہی ہیں جس شخص (یعنی میں بادشاہ) نے یہ رہبری اپنی رعیت کے ساتھ کی ہے وہ ہمیشہ اپنے مہمات میں فاتح اور ظفریاب ہوگا۔

میں بھی صرف اس خیال پر کہ میں اور میری رعیت اگر افعال غیر مشروع سے اجتناب کریگی تو اوسکا نتیجہ میری فتح و نصرت ہوگا۔

اغلب ہے کہ میرے تمام قلمرو میں جسکا نگہبان خدائے مطلق ہے اور جو اوسے تمام آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے ہے اگر فرمان میرا عمل درآمد پورے طور سے ہوا تو شاید نہ تو کوئی شراب پینے والا ہوگا۔ نہ بنانیوالا۔ نہ بیچنے والا۔ نہ خریدار۔ نہ لیجانے والا۔ نہ رکھنے والا

نہ لانے والا۔ دیکھو اس مُردار سے تنفر کرو اور سمجھو تمھین اسکا ثمرہ نیک ملیگا کیونکہ اس قسم کی نفس کُشی کا بدلہ خدا کے گھر بہت نیک ہی۔

اسوقت جبکہ نیک مصالح درپیش اور ذہن نشین ہین مین حسب نیت اپنی بوجہ اسکے کہ دلمین بہت ہی جوش اور خروش ہے اور نیز یہ خیال بھی ہے کہ رعیت چو بیخ است و سلطان درخت ہے ایک فرمان جاری کرتا ہون۔ اور کل مسلمانون کو محصول اسٹامپ سے جو میرے قلمرو مین آباد ہین معاف کرتا ہون جسکی آمدنی بیشمار اور بیحد ہے۔

اگرچہ شاہان سابق نے اس محصول کو ہمیشہ جائز اور قائم رکھا مگر چونکہ صریحاً خلاف شرع پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہی مین ہرگز جائز نہین رکھتا بلکہ احکامات جاری کردیے گئے ہین کہ کسی شہر۔ قصبہ۔ سڑک۔ گلی۔ راہ۔ یا بندرگاہ مین ہرگز ہرگز جہان تک میری عملداری کا شمار ہی نہ کوئی محصول لے اور نہ کوئی دے اور ان احکامات پر فوری عملدر آمد مطلع ہوتے ہی کیا جائے۔

اگر کوئی شخص اس راست اور خدا و رسول پسند احکامات کے خلاف عمل مین لائیگا تو اوسپر یہ جرم عائد ہوگا کہ گویا اوسنے ترمیم احکامات کا عمد کیا۔

سپاہان نامدار فتح نصیب صف شکن جو اس دولت کے زیر سایہ ہین کیا عربی کیا عجمی ترکی یا غیر ترکی۔ ہندی۔ یا فارسی اور کل ملازمان صیغہ جات دیوانی اور فوجداری اور ہر ایک قوم کے پیرو اور کل اقوام جو نسل بنی آدم سے ہین اونھین لازم ہے کہ خدا کی رحمت پر بھروسہ کرکے اوسکی شکر گذاری اور عبادت اور اطاعت مین تغافل کیٹی اختیار نکرین اور اُن احکامات کی پابندی اور تکمیل سے ہرگز مگریز اور دریغ نکرین بلکہ فرمان کے احکامات کو فرض عین سمجھکر بدل و جان اوسکی تعمیل کرین جسکا ثمرہ نہ صرف دنیا مین بلکہ عقبیٰ مین بہتر اور برتر ہوگا۔

اور جس وقت فرمان مہر و دستخط سلطان سے مرتب ہوا اوسیوقت سے کل امرائے دولت

وارکین سلطنت اور جملہ خورد و کلان اسپر عملدرآمد کرین۔

آج تاریخ ۲۴- جمادی الاول ۹۳۳ ہجری کو بحکم شاہ حکمران تحریر ہوا- خدای بیچون اس فرمان کی تکمیل مین اپنی عنایت شامل حال رکھے اور اوسکو زوال سے محفوظ رکھے-

مؤلف

سمین تو شک نہین کہ یہانتک مین نے اپنے ناظرین کو اوسی مضمون کی سیر کرائی ہے جو بابرشاہ نے اپنی یادداشت مین لکھا ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس مضمون سے پوری پوری حالت ابتدا سے انتہا تک کی معلوم نہین ہوتی پس قرین مصلحت اور مناسب ہو کہ اسکے بعد مختصرًا دیگر حالات سلطنت وغیرہ بابرشاہ کو بیان کرون تاکہ یہ چھوٹی سی سوانح ایک مکمل تواریخ اور سوانح عمری کی صورت بنجائے۔

اور محض یہی نہین بلکہ باعث دلچسپی ناظرین ہو-

باب پانچوان

بابرشاہ کے باپ کا نام عمر شیخ تھا جو جدید کوکند مین حکمران تھا سلسلہ مو الید اسکا تیمور سے ہے بابر کی ماں جسکا نام قطلق نگار خانم تھا چنگیز خان کے خاندان سے تھی-

بابرشاہ ۱۴۸۳ء مین پیدا ہوا اور اپنی والدین کی اولاد اکبر تھا- مگر بارہ برس کی عمر مین بوجہ مفارقت پدر کے اسے ایک بہت بڑی مشکل اپنے باپ کی ریاست کو ظالم چچا اور ماموں کے ہاتھون سے بچانے مین درپیش آئی - بالآخر اسنے دونون کو زیر کیا اور ۱۴۹۷ء مین سمرقند پر حملہ کر کے دارالخلافت پر قبضہ کر لیا- مگر تھوڑی ہی دنون بعد شیبانی خان سردار

اوزبک نے اسے ہر دو مقامات سے نکالدیا - بابر شاہ بخارے کو گیا جہان کے حکمران کو جو اسکا
خاندانی عزیز تھا یورش کرکے سپاہ نے قتل کر ڈالا تھا جب بابر وہان پہونچا تو ان لوگون
نے اسکو اپنی سرداری مین قبول کیا - وہان سے فوج لیکر بابر بڑھا تو اوسنے ۱۵۰۴ء مین کابل
فتح کیا - مگر قوم اوزبک نے یہان بھی اسکا پیچھا نہ چھوڑا - ہرات کے مغرب اور قندہار کے جنوب
مین جو قوم اوزبک بستی تھی اوسنے اسے پھر آزار دہی کی - مگر ۱۵۱۰ء مین شیبانی خان
کے مرنے سے قوم اوزبک کا وہ زور جاتا رہا کیونکہ اس زمانہ مین فارس والون سے اور بابر سے
بہت کچھ اتحاد بڑھا ہوا تھا پھر توجہ بابر نے دوبارہ قندہار تو ۱۵۲۲ء مین فتح کیا - اور
۱۵۲۴ء مین ہندوستان کیطرف بڑھا - مگر جنگ پانی پت کے بعد جب اوسنے دہلی اور آگرہ پر
قبضہ کیا تو نئی مصیبتونکا سامنا ہوا - ہندوستان جہانگشت اوسکو ناپسند تھا اوسکا حال آپ
اوپر دیکھ ہی چکے ہین تاہم اوسنے ہندوستان مین اپنی پیرو چھوڑی مسلمانون سے مقابلہ کرکے اور فتح
پانیکے بعد بابر شاہ کو ایک ہندو سردار سے جو اودیپور کا حکمران تھا لڑنا پڑا اس سردار کا نام رانا سنگا
تھا اور یہ لڑائی ۱۵۲۷ء مین ہوئی تھی -

پہل مین رانا سنگا نے بیانا نامی ایک مقام کا محاصرہ جو آگرہ سے جنوب شمال کوئی پچاس میل کے فاصلہ پر
واقع ہے کیا تھا اور بابر شاہ بھی فوج لیکر آموجود ہوا تھا مگر بابر شاہ کی فوج مقام سیکری مین جو بیانا اور آگرہ کے
ٹھیک نصف پر یعنی اوسکے بیچ مین واقع چلی آئی تھی اور دونو مین صرف پیشقدمی کیوجہ لڑائی شروع ہوئی
اس زمانہ مین بابر شاہ نے میخوری سے توبہ اور عہد کیا تھا - اسکی فوج آگے نہ بڑھتی تھی مگر اسنے شرعی قسم اپنی
فوجکو دی اور یکبارگی حملہ کیا خدا کا کرنا اسکو فتح و ظفر نصیب ہوئی - رانا سنگا میدان جنگ سے بھاگ گیا
اور کچھ ہی دنون بیچارہ مر بھی گیا - ریاست الور نے بابر کی اطاعت قبول کی بابر نے ۱۵۲۹ء مین چندیری
کو فتح کیا اور اودھ بہار کو بھی مطیع اپنے تخت کا کیا - بابر شاہ نے ۱۵۳۰ء مین اس جہان فانی کی
کشتی پر سوار ہو کر ملک عدم کا سفر کیا اور اوسکا بڑا بیٹا ہمایون تخت نشین ہوا - بابر کی وفات کے
وقت مغلونکی عملداری بدخشان اور قندز سے لیکر بہار تک تھی - فقط -

بخشی پریس کی قابل قدر کتابیں

جوشِ شباب ۔ وہ والدین جو اپنے پیارے بچوں کی نگرانی نہیں رکھتے اور بجائے علمی تعلیم کے کھیل کود میں مصروف رہنے دیتے ہیں کیں ہونہار بچے جوان ہو کر اپنے بوڑھے ماں باپ کو کس طرح ستاتا اور برباد کر دیتے ہیں عجیب دلکش ناول ہے۔ قیمت چار آنہ ۴ر

ترچھی نظر حصہ اول و دوم ۔ اُف ا اس ناول میں کیا ہے ؟ دو ستم رسیدہ دُکھے ہوئے دلوں کی بیچ عشق کا سچا سچا فوٹو اور انکی سینہ ان قابل دید ہیں جن کے سینے میں پتھر کا دل ہوگا وہ بھی ترچھی نظر کو اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کر دیکھے گا اصل یہ ہے کہ اس ناول میں دو دُکھے ہوئے دلوں کا فوٹو دکھا کر یہ بتا دیا گیا ہے کہ ناکامل تعلیم نسواں نے کیا کیا نقصان واقع ہوتے ہیں رہی مضامین کی حالت بس سمجھ لیجئے کہ مضامین کا نورتن بنا کے رکھ دیا ہے۔ قیمت حصہ اول ایک روپیہ چار آنہ۔ حصہ دوم ایک روپیہ چار آنہ۔ ہر دو حصہ دو روپیہ آٹھ آنہ عہ

آرزوئے دل ۔ اس ناول کا ہر فقرہ دُکھے ہوئے دلوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے جیسے ایران کا گیت کے ساتھ زمانے کی تیز نگاہیں محبت کا فوٹو جدائی کے صدمے وصال کی تدبیریں ارمانوں کی حسرت لفظ لفظ یہ تیر و نشتر۔ واقعی خوب لکھا ہے بہت کم پردوں میں مصنف نے یہ دکھایا ہے کہ عورتوں کی بے پردگی اور شکوہ عورتوں کی آزادی کیا کیا گل کھلاتی ہے۔ قیمت آٹھ آنہ ۸ر

دھانی دوپٹہ ۔ چھوٹی سی کتاب بڑی سی بات عشق کا خاکہ اور سچا واقعہ آپ نے کسی پر پوشیدہ

[illegible] کے ساتھ [illegible] نہیں دیکھا اور دیکھا تو [illegible] خوب ہی لکھا ہے۔ قیمت [illegible]

شوخ دیدہ ۔ [illegible] آپ [illegible] کی شوخیاں [illegible] ہوگی۔ قیمت ایک روپیہ [illegible]

نصائح بخشی ۔ [illegible] شناس [illegible] خورشید عالم نے بڑی محنت و جانفشانی سے [illegible] ہے۔ بیشک نہیں کہ یہ کتاب [illegible] کی ایک ہی کتاب ہے۔ قیمت آٹھ آنہ ۸ر

معرکۂ آئین ۔ یہ ایک تاریخی ناول ہے [illegible] قائم کر کے خلیفہ عبدالرحمن [illegible] کی کچھ حالت دکھائی گئی ہے حسن و عشق [illegible] کے ساتھ عیسائیوں اور اہل اسلام [illegible] معرکہ دکھائے ہیں کہ میدان کارزار [illegible] آتا ہے باید و شاید ہو۔ قیمت ایک روپیہ [illegible]

بحری فرشتہ ۔ یہ ناول ایک [illegible] ناول ہے ترجمہ کیا گیا ہے [illegible] نصیحت آمیز [illegible] قابل دید ہے۔ قیمت [illegible] آنہ

چالاک - خفیہ پولیس کے کارنامون کا تو ٹھگ مکار اور چالاک لوگون سے بچنے کی عمدہ تدبیر عقلمندی اور ذہانت کی سچی سچی تصویرین - گھبراہٹ اور پریشانی کا سچا سچا نقشہ - غاصب اور حقدار کی کوششون کا کشادہ میدان - شریف اور کم ظرف طبیعت کا اندازہ مضامین اور سینریونکے طلسمی مکانات - سچ تو یہ ہو کہ ناول مین ایک تجربہ حاصل کرنے کیلیے عقل کا مجموعہ ہے - منگایئے اور اسکی سیدھے خط اور [illegible] - قیمت آٹھ آنہ ۸/ -

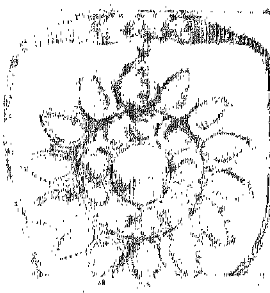
تذکرۃ الانساب - اس قابل قدر کتاب مین نہ صرف نبی ہاشمی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب نامہ لکھا گیا ہے بلکہ یہ کتاب بہت سے قبایل عرب کے نسب نامونکا مجموعہ ہے - قریش اور انصار کی حالت بھی یہ کتاب بتائیگی - اگرچہ یہ کتاب ایسی ہے کہ ہر شخص اسکو منگا کر دیکھے مگر ان شخصون کو تو ضرور ہی اس کتاب کو منگانا چاہیے جنکو قبایل انساب عرب کے تحقیقات کی ضرورت رہتی ہے - اس کتاب کو منگایئے - قیمت دو آنہ ۲/ -

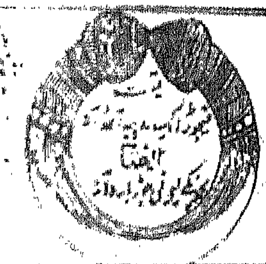
فرسنامہ بخشی معروف علاج الشوی

میری بھی نظر سے بہت سی کتابین جنمین گھوڑے وغیرہ کی بیماریان اور علاج تھا - گذرین - مگر ایسی جامع کتاب جسکو مین اپنے بخشی پریس مین چھپا کر آپکی ضرورت کے واسطے فروخت کر رہا ہون ایک بھی نہ تھی - اس کتاب مین نہ صرف گھوڑونکی بیماری اور انکے علاج درج ہین بلکہ اونٹ - ہاتھی - گاے - بیل - بھینس ان سب کی بیماریان اور اسباب حفظ صحت اور مجرب بمجرب علاج لکھے گئے ہین - قابل قدر بات جو اس کتاب مین ہے وہ یہ ہے کہ گھوڑے کی ہر ایک بیماری کی تصویر اور ساتھ ہی ساتھ اسکا علاج بھی لکھا گیا ہے - گھوڑے کے مبارک اور نحس ہونے کی بھی پہچان بہت واضح طور سے اس کتاب مین بتائی گئی ہے - گھوڑے کی نیک اور بد بھونریان جنسے واقعی نقصان پہونچنے کا احتمال ہوتا ہے نقشہ مین بہت واضح طور پر لکھ کر بتائی گئی ہین - اس کتاب مین ان کھیتون کا بھی کہ گھوڑے کی پہچان بتا کر بیان کیا گیا ہے کہ جن جن کھیتونکے گھوڑے عمدہ اور قابل قدر ہوتے ہین - یہ کھیت نہ صرف ہندوستان کے بتائے گئے ہین بلکہ عرب - آئرلینڈ - انگلنیڈ - اسکاٹ لنیڈ - آسٹریلیا اور ہندوستان کے لوکل کھیتون کے نام مع گھوڑون کی قومونکے مثلاً کاٹھیاواڑی - پنجابی - سندھی مالوی - گجراتی - دکھنی - وغیرہ وغیرہ درج ہین - اس قابل قدر کتاب کی کس کسکو ضرورت ہے ہر شوقین مزاج - ہر زمیندار - ہر حکیم - ہر ڈاکٹر - ہر سلوتری ہر گھوڑے کے شوقین - ہر گھوڑے کے دلال اور ہر سپاہی کو ضرورت ہے - دوستو اس قابل قدر کتاب مین تیاری اسپ گھوڑدوڑ و مسہل اسپ گھوڑدوڑ مع وزن انگریزی و خوراک جملہ مسہل اور گھوڑونکے جکڑ دینے کا طریق اور ترکیب گھوڑدوڑ اور وزن گھوڑدوڑ اور گھوڑون کا امتحان و قواعد لابیٹری اور اقسام گھوڑدوڑ وغیرہ سب درج ہین - قیمت آٹھ آنہ ۸/ -

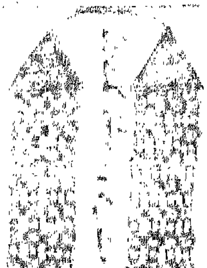
صرف دو ورق مین پورا قرآن مجید

یہ قرآن شریف صرف چار صفحہ پر پورا لکھا گیا ہے ہر صفحہ کا طول سوا انچہ ہے اور عرض دس انچہ اور ہر صفحہ مین تین کالم ہین قرآن شریف کا ہدیہ ایک روپیہ عصر -



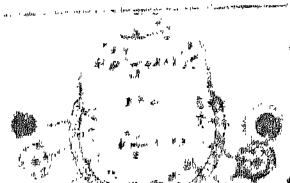


یارون دوستو اکیا انگوٹھی کیسی ... ہزار پچیس روپیہ کا معلوم ہوا اور قیمت ... ہوا ایسا ہی تو ان ... ہاتھو کی زینت بنایئے اور دیکھکر خوش ہو ...





دیگر ولایت کے تانبے پیتل کی انگشتریان خریدنے والو تمھارے ولیکن کچھ بھی ہمدردی ہوتی تو آج اہل کمال کی ذلت وخواری ... پختہ سونیکا ملمع ہے اور خالص چاندی ... نگ لگے ہین





ان چوڑیو کی ساخت کے مقابلہ مین ... کی اصلی چوڑیون کی کچھ بھی حقیقت نہین۔ آپ کم از کم ایکجوڑ چوڑیان منگاکر کسی نازک کلائی کو ان چوڑیون سے زینت بخشیے۔ ضرور منگایئے۔ قیمت فی جوڑ ... روپیہ ہے۔

آپکا سچا خادم ایس۔ بی۔ ...